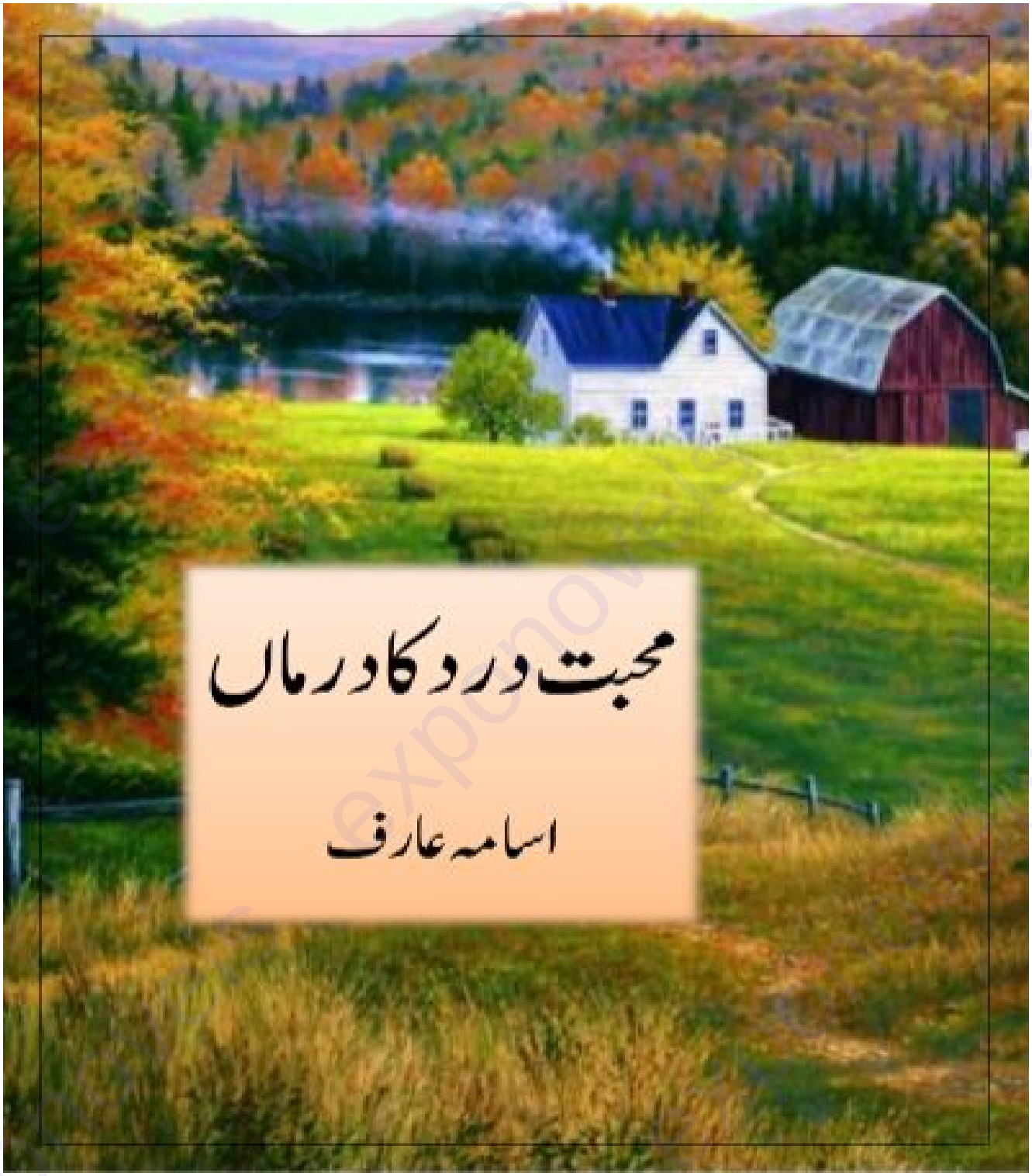

For more visit (exponovels.com)

محبت درد کا درماں

(ناول)

محمد اسامہ عارف

کمرے میں کتابوں کے ڈھیر کے پیچھے چھپے ہوئے احد نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہاں صارم اور فجر کھڑے ہوئے تھے۔۔ان کے آنے کی خبر تک نہیں ہو پائی تھی احد کو۔۔وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے مسلسل کسی کتاب کو ڈھونڈ رہا تھا اور کمرے کی ہر ایک چیز کو الٹ پلٹ کر کے دیکھ چکا تھا۔۔فجر اور صارم اگر کمرے کا دروازہ نہ بجاتے تو احد ان کی آمد سے بے خبر اپنی ہی دھن میں لگا رہتا۔۔

احد:"تم دونوں کب آئے"۔۔۔احد نے بے دلی سے دونوں کی جانب دیکھا اور پھر سے کام میں مشغول ہو گیا۔۔۔

فجر:"ہمیں آئے ہوئے بل ترتیب اٹھارہ انیس سال گزر چکے ہیں محترم احد صاحب"۔۔۔فجر کمرے میں بکھری ہوئی چیزوں کو قدموں نیچے آنے سے بچانے کی کوشش میں لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھی۔۔۔جبکہ صارم دروازے کے قریب رکھے ہوئے بیڈ پہ ہی بیٹھ گیا اور فجر کی ہاں میں ہاں ملانے لگا۔

احد:"آج یہ تمھارے منہ سے اردو کیسے نکلنے لگی کچھ ایسا ویسا تو نہیں کھا لیا"۔۔کتاب کی تلاش چھوڑ کر احد نے فجر کو ستانے کے لیا کہا۔اور تائید کے لیے صارم کی طرف دیکھا جو انگلش میگزین میں تصاویر دیکھنے میں مصروف تھا۔۔

فجر:"ایک تو تم لوگوں کو میری کوئی بات اچھی نہیں لگتی گھر میں مما اور ادھر تم، خیر کیا تلاش کر رہے ہو"؟؟

فجر نے احد کو گھورنے کے ساتھ ساتھ اجڑے ہوئے کمرے کی جانب بھی دیکھا۔۔احد عام طور پر کمرے کی صفائی اور چیزوں کو اپنی جگہ پہ رکھنے کا عادی تھا لیکن آج کمرے کی یہ حالت ایک کتاب کی وجہ سے ہوئی تھی۔۔انقلابی اور باغی خیلات والے احد کو سیلف ہیلپ اور انقلابی لیڈروں کی کتابیں پڑھنے کا بہت شوقین تھا اور ایسی کتابوں سے شیلف بھرے ہوئے تھے۔۔

احد:"وہ کتاب لایا تھا دو ہی دن پہلے "ڈیل کارنیگی" کی مل ہی نہیں رہی ہے کیا مصیبت ہے"۔۔۔احد نے پھر سے ایک بار جائزہ لینے کیلئے کتابوں کو الٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کر دیا۔۔۔فجر نے ہونٹوں کو دانتوں تلے دبا کر احد کو دیکھا۔۔اس کے تاثرات بتا رہے تھے کچھ تو گربر ہے اور اس کی وجہ فجر ہی ہے۔۔

فجر:"وہ"۔۔۔

احد:"کدھر"؟؟؟۔۔۔احد نے پلٹ کر دیکھا کہ شاید کتاب مل گئی ہے۔۔

فجر:"ادھر نہیں ادھر دیکھو"۔۔۔فجر نے ذہنی جانب دیکھنے کو کہا۔۔۔احد کے سامنے جو نظارہ تھا یہ کچھ کچھ نیا تھا۔۔ صورت پرانی تھی مگر حرکت نئی تھی۔۔فجر اپنے کانوں کو پکڑے بیٹھی ہوئی تھی۔شرمندہ سی مسکراہٹ سجائے جیسے ٹام اینڈ جیری میں ٹام ایک احمقانہ سی ہنسی ہنسنے لگتا بلکل اس سے ملتی جلتی ہنسی فجر کے لبوں پر تھی۔۔۔

احد:"یہ بتیسی کیوں دیکھا رہی ہو"؟؟۔۔۔احد نے ماتھے کی شکنوں کو دور نہیں کیا تھا اسے فجر کی یہ ہنسی اس وقت زہر لگ رہی تھی۔۔

فجر:"پہلے معاف کرو اور سزا نہ ہو کوئی تو بتاتی میں"۔

احد:"اچھا اچھا بتاؤ کیا بات ہے"کتاب کی پریشانی کے ساتھ فجر کی یہ حرکتیں احد کا پارہ چڑھاتی چلی جا رہی تھیں۔۔

صارم: "میں بتا دیتا ہوں"۔۔۔صارم نے میگزین بند کر جے تکیہ کونی کے نیچے رکھا اور سر کو اپنے ہاتھ پہ ٹکا کر فجر اور احد کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔فجر نے کھا جانے والی نظروں سے صارم کو دیکھا۔۔۔صارم نے فجر کے بجائے احد کی طرف دیکھا جو کہ فجر کو دیکھ رہا تھا۔۔

فجر: "وہ کتاب کل شام کو میں لے گئی تھی" فجر نے جلدی سے بات کہ دی اور دونوں آنکھوں کو بند کر کے ہاتھ کانوں پہ رکھ لیے۔۔فجر جانتی تھی احد اسے ڈانٹنے میں دیر نہیں کرے گا۔اپنی کتابوں کو بنا مرضی کے کسی کو بھی نہیں دیا کرتا تھا۔۔۔

فجر کے اندازے کے مطابق کمرے میں کوئی شور برپا نہ ہوا نہ ہی قیامت ٹوٹی۔۔۔فجر نے ہاتھ آہستہ آہستہ کانوں سے نیچے لائے اور آنکھیں زرا سی کھول کر اس جانب دیکھا جہاں احد بیٹھا ہوا تھا۔۔۔لیکن وہ اب اپنی جگہ پہ موجود نہیں تھا۔۔۔

فجر نے گھبراتے ہوئے ارد گرد دیکھا تو دائیں جانب صارم اور بائیں جانب احد کو کھڑے دیکھا تو بچوں کی سی رونی صورت بنا کر دونوں کو دیکھنے لگی۔۔۔

احد: "صارم ہم اس پیاری سی فجر کے ساتھ سختی تو نہیں کریں گے نا"؟؟؟۔۔۔احد نے صارم کی طرف دیکھا۔۔

صارم: "نہ نہ بلکل بھی نہیں"۔۔۔منہ سے نہ نہ کرتے صارم کا سر مسلسل ہاں ہاں کر رہا تھا۔۔۔

فجر: "بچی کی جان لوگے کیا ظالم لوگو"۔۔۔فجر نے آخری کوشش کی خود کو بچانے کی۔۔

احد: "نہیں جان بھلا کیوں لینے لگے، جاو کتاب لے آو کچھ بھی نہیں کہیں گے "۔۔۔احد کا لہجہ اس قدر پیار بھرا تھا کہ فجر کو نہ چاہتے ہوئے بھی یقین آ گیا اور وہ جان بچانے کے لیے جلدی سے کتاب لینے کے لیے چلی گئی۔۔۔

فجر کے جانے کے بعد صارم نے احد کی طرف دیکھا۔۔"کیا پلان ہے"؟۔۔۔احد نے آنکھوں کے اشارے سے جواب دیا تو صارم بنا مسکرائے نہ رہ سکا۔۔احد اور فجر کے درمیان کی اس نوک جھونک سے سب ہی واقف تھے اور یہ معمولی سی لڑائیاں گھر بھر میں رونق کا باعث بھی تو تھیں۔۔۔

****

احد صارم اور فجر بچپن سے ایک ساتھ پل بڑھ کر ایک ساتھ جوانی کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔۔ان تینوں کی دوستی کو ان کے خاندان کے لوگوں کے ساتھ ساتھ محلے کے دوسرے تمام افراد بھی بخوبی واقف تھے۔۔۔

احد انیس برس کا اچھی قد کاٹھ کا لڑکا جس کا جسم 'جم' وغیرہ کے استعمال سے کافی صحت مند تھا۔۔جو کہ اپنی عمر سے دو تین برس بڑا دیکھائی دیتا تھا۔۔احد کے گھر میں ,

ماں سمبل بابا فرید کے علاوہ بڑے بھائی زبیر اور انکی بیوی سندس رہتے ایک ساتھ۔

اور یہ خاندان شہر میں نوکری پیشہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھی خاصی جاگیر کے بھی مالک تھے۔۔مگر زمین جائیداد کا لالچ نہ ہونے کی وجہ سے ان میں سے کبھی کسی نے گاؤں کا رخ نہیں کیا تھا۔۔۔

کبھی خوشی غمی کے موقع پہ آنا جانا ہوتا رہتا تھا۔۔۔ایسے ہی صارم اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھا عمر میں احد سے چند ماہ بڑا اور قد میں بہت ہی بڑا صارم دور سے پہچانا جاتا تھا۔۔۔دھان پان سا یہ لڑکا ٹھنڈے مزاج کا اور ہنس مکھ واقع ہوا تھا۔۔۔ والد منصور اور والدہ ہما دونوں ہی ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے ڈیوٹی پر مامور ہوا کرتے تھے اور صارم کا بیشتر وقت احد یا پھر فجر کے گھروں میں ہی بیت جایا کرتا تھا۔۔۔

فجر۔۔۔۔پتلی سی لڑکی مگر طاقت اور قوت اس قدر کے ایک ہاتھ اگر کسی کو پڑتا تو دوبارہ سامنے آنے سے پہلے وہ ضرور سوچا کرتا تھا۔۔۔فجر اپنے گھر کے ساتھ ساتھ دیگر دونوں گھروں کی بھی رونق تھی اور ماں عفت جو کے اسکول میں پرنسپل اور والد فاروق ایک بینک میں کام کرتے۔۔۔۔بڑی بہن نازیہ کی شادی ہو چکی تھی اور چھوٹا بھائی عامر ابھی اسکول میں پڑھتا تھا۔۔۔

اس چھوٹی سی دنیا میں ہر طرف رنگ ہی رنگ بکھرے ہوئے تھے۔۔۔پر سکون زندگی اور خوشحالی نے غموں کو ان سیدھے سادے لوگوں سے کوسوں دور رکھا ہوا تھا۔۔۔

****

فجر:"لو کتاب لے آئی ہوں اب کیا ارادہ ہے چلیں کہیں گھومنے کے لیے"۔۔۔فجر نے اپنی جوتی پاؤں سے اتارتے ہوئے صارم اور احد کی طرف دیکھا جو کھڑکی میں کھڑے ہوئے سڑک سے گزرتے لوگوں کو دیکھنے میں مصروف تھے۔۔۔

فجر کی بات سنتے ہی احد اور صارم کے ہونٹوں پر شرارتی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔

احد:"گھومنے چلیں گے لیکن اس سے پہلے تو ایک ضروری کام رہ ہی گیا"۔۔۔

...فجر:"اب کون سا کام ہے"۔۔۔فجر نے احد کو دیکھا اور کچھ نہ سمجھتے ہوئے بولی

صارم آگے بڑھا اور کتاب ہاتھوں سے لے کر باہر نکل آیا کمرے سے اور آتے آتے فجر کو تھپکی دیتا ہوا آیا۔۔یہ تھپکی اس بات کا اشارہ تھی کہ کچھ بہت ہی برا ہونے والا ہے فجر کے ساتھ۔۔۔

احد نے کمرے میں پھیلی ہوئی کتابوں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔کتابوں کا ڈھیر جسے درست ترتیب سے رکھنے کا سوچ کر ہی فجر کا سر گھومنے لگا تھا۔۔۔تو یہ تھی سزا کتاب لینے کی بنا اجازت کے۔۔۔۔فجر نے دروازہ کھول کر وہاں سے بھاگ جانا چاہا مگر صارم نے دروازے کو باہر سے لاک کر رکھا تھا۔

فجر:"صارم کے بچے میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں"۔۔۔بے بسی سے دروازے کو دیکھتے ہوئے فجر بولی اور چپ چاپ کتابیں اٹھانے لگی۔۔۔بے ہنگم زندگی گزارنے والی فجر کو اپنے کمرے میں پھیلی ہوئی چیزوں کو بھی اٹھانے کا دل نہیں کیا کرتا تھا۔۔۔اس بات پہ اکثر ماں سے ڈانٹ بھی سننا پڑتی تھی۔۔۔

صارم:"میرے بچے ابھی تک نہیں آئے اور تم یہ کیا کر رہی ہو؟؟؟احد کتنے ظالم انسان ہو تم، معصوم سی فجر سے کام کروا رہے ہو"۔۔۔۔صارم کا بدلا ہوا مزاج اور آنکھوں کے اشاروں کو احد اچھے سے سمجھ گیا تھا اس نے جلدی سے کتابیں اٹھانا شروع کر دی تھی۔۔۔۔

فجر کا منہ کھلا ہوا تھا وہ اس آنے والے انقلاب کی وجہ نہیں سمجھ پائی تھی۔۔۔ابھی اسی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی کہ احد کی امی کمرے میں داخل ہوئیں۔۔۔

فجر تم یہیں رہنا واپس نہ چلی جانا ٹھیک ہے"۔احد کی امی نے فجر کو ہدایت کی اور احد کی جانب متوجہ ہوئیں۔۔۔"احد" بھائی کی گاڑی کھڑی ہے جلدی سے تیار ہو اور نیچے آجاؤ بازار تک جانا ہے،اور صارم تم بھی چلو گے ساتھ"...احد کی امی جس تیزی سے آئیں تھی اسی تیزی سے واپس بھی چلی گئی تھی۔۔

بازار اور ان تینوں کو ساتھ لے کر۔۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔تینوں نے باری باری ایک دوسرے کو دیکھا جیسے انہیں یقین نہیں ہو رہا تھا کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ ان کے بارے میں ہی ہے۔۔۔

موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فجر تیزی سے باہر کی جانب بھاگی۔۔۔لیکن وہ فرار میں کامیاب نہ ہو سکی۔۔۔دونوں لڑکوں نے فجر کے بازوؤں کو پکڑ کر اسے کمرے کے اندر کھینچ لیا۔۔"پہلے کام مکمل کرو"۔۔۔احد نے حکم دیا۔۔"احدی کے بچے میں"۔۔۔۔بے بسی سے فجر نے دونوں کو دیکھا اور کتابیں سمیٹنے لگی۔۔

احد:"بچے ابھی تک ہیں نہیں ورنہ ان کو بھی اس نیک کام میں شامل کر لیتا"۔۔۔احد نے فجر کی بات کو مزاق میں اڑایا اور گاڑی کی چابی لینے چلا گیا۔۔۔

****

مارکیٹ میں سے یہ میٹرس اور یہ عجیب سے گلدان ہی لانے تھے تو ہم سب کو ساتھ کیوں لے کر گئی تھی امی"۔۔۔۔"گلدان اٹھائے ہوئے احد گھر کے اندر داخل ہوا تو ماں سے سوال کیا۔۔۔اس کی نظر سامنے کھڑی فجر پہ پڑی تو حیرت سے منہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا۔۔۔اسے کام نہ کرتے دیکھ کر احد بھی صوفہ پہ دراز ہو گیا۔۔۔

احد کو لیٹے دیکھ کر ماں نے احد کو لاڈ پیار سے پچکارتے ہوئے سمجھایا کہ اٹھ کر سامان اندر لے آئے۔۔۔ مگر احد کی ضد تھی کہ کام فجر بھی کرے گی۔۔۔

چھوڑیں آنٹی میں ہی لے آتی ہوں، یہ تو بس احسان جتانے کو ہی رہ گیا ہے"۔۔۔ فجر نے غصہ سے احد کو دیکھا اور باہر کی جانب چلی، احد کے قریب سے گزرتے ہوئے اسے اتنے زور سے ٹھوکر مار کر گئی جس سے احد کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔۔۔ وہ درد سے بلبلا کر رہ گیا۔۔۔ وہ اچھل اچھل کر اپنے پاؤں کو درد سے نجات دلا رہا تھا کہ اسے کسی نے دھکا دیا عقب سے اور احد اوندھے منہ زمین پر گر پڑا۔۔۔ اس کے اوپر میٹرس اور میٹرس کے اوپر صارم۔۔۔ صارم کو سامنے کھڑا ہوا احد دیکھائی نہ دیا تھا اور وہ دونوں آپس میں ٹکرا کر گر پڑے۔۔۔

دونوں کے ٹکراؤ سے اندر داخل ہونے کا راستہ بند ہو گیا تھا۔۔۔ فجر جو گلدان اٹھا کر آ رہی وہ گرتے ہوئے بال بال بچی اور ان دونوں کو ایسے زمین پر لیٹے ہوئے دیکھ کر حیرانگی سے بولی،

فجر: "یہ تم لوگ کیا دوستانہ بنا رہے ہو"؟۔۔۔ اٹھو جلدی سے۔۔۔ فجر پاس سے گزرتے ہوئے ان کو دیکھے جا رہی تھی۔۔۔

احد: "صارم اٹھ جاؤ!!!! میرا سانس رک جائے گا اور یہ ہوتا ہے دوستانہ میڈیم"۔۔۔ احد نیچے سے نکل کر فجر کی جانب بھاگا تو فجر گلدان رکھ کر کچن کی جانب بھاگ نکلی۔۔۔ جہاں سندس بھابھی شام کی چائے تیار کر رہی تھی۔۔۔ "بھابھی بچا لیں مجھے"۔۔۔ فجر سندس بھابھی کے پیچھے چھپی ہوئی تھی۔۔۔ احد کچن کے باہر ہی رک گیا۔۔۔

احد کی سانس پھولی ہوئی تھی اور بال بکھرے ہوئے چہرے تک آ رہے تھے۔۔۔ شور اور مسلسل بھاگنے دوڑنے سے پورا گھر ان کا الٹ پلٹ ہو گیا تھا۔۔۔ احد کے ساتھ صارم بھی قریب کھڑا ہو گیا تھا اور دونوں ہی فجر کے نکلنے کے انتظار میں تھے۔ مگر بھابھی کے سامنے دونوں ہی کافی مہذب بن کر کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

وہ دونوں اسی انتظار میں تھے کہ فجر باہر نکلے تو اسے سزا دی جا سکے۔۔۔دن بھر یہ سب چلتا ہی رہتا تھا ان تینوں کے درمیان۔۔۔ کبھی نشانے پر فجر ہوتی تو کبھی احد اور صارم۔۔۔

زندگی کو جینے کے لیے تینوں کی ہی الگ سوچ تھی۔۔۔احد جہاں غصہ اور باغی طبعیت کا تھا تو وہیں صارم مذہب کی جانب رجحان رکھنے والا اور خوش اخلاق اور خوش مزاج سا لڑکا تھا۔۔۔لوگوں کے لیے مدد کا جزبہ لیے ہوئے بس ایک سطحی سی حد تک مسلمان لڑکی فجر جسے پڑھنے لکھنے اور ماڈرن زندگی گزارنے کا جنون کی حد تک شوق تھا۔۔۔مذہب احد کے لیے زندگی گزارنے کا ایک اصول سا تھا۔۔۔نہ وہ اس سے اتنا لگاؤ رکھتا تھا اور نہ ہی بیزار تھا۔۔۔صارم کی عقیدت بھی اس کے لیے قابل قبول تھی تو فجر کی آزاد خیالی بھی احد کو بری نہیں لگتی تھی۔۔۔تینوں ہی ایک دوسرے کو بھرپور مدد بھی کیا کرتے تھے۔لیکن جب کبھی آپس میں ٹھن جاتی تو جنگ عظیم کے بعد ان کی لڑائی کی مثال دی جا سکتی تھی۔۔۔

****

ویک اینڈ کے روز صبح سے ہی احد گھر میں بنائی ہوئی اپنی جم میں ورزش کرنے میں مصروف تھا۔اس نے گھر میں سب کو اندر آنے سے منع کر رکھا تھا۔تن سازی کا شوق احد کو ہمیشہ سے ہی رہا تھا اسی وجہ سے فجر اسے ٹارزن کہا کرتی تھی۔۔

پرانے سٹور روم میں اپنا یہ چھوٹا سا سیٹ اپ لگا کر احد یہیں پہ ورزش کیا کرتا تھا۔اب تو صارم نے بھی یہاں آنا شروع کر دیا تھا۔صارم رزلٹ کے بعد فورسز جوائن کرنا چاہتا تھا اس لیے اپنی فٹنس کا خیال رکھتا تھا۔۔۔

فجر اندر داخل ہوئی۔۔

ارے واہ واہ ٹارزن باڈی بنائی جا رہی ہے"۔۔۔بریڈ کھاتے ہوئے ٹہلتی ٹہلتی فجر یہاں چلی آئی تھی۔۔۔فجر کے یوں" آنے سے احد کچھ چھینپ سا گیا۔وہ شرٹ اتار کر ایکسرسائز کر رہا تھا۔۔۔

احد:"اوئے لڑکی بند کرو آنکھیں بے شرم ایسے ہی آجاتی ہو"۔۔اپنی شرمندگی ظاہر نہ ہو پائے اس لیے غصہ کرنے لگا۔۔۔

فجر کا منہ نوالے سے بھرا ہوا تھا اور وہ کچھ بولنے کے قابل بھی نہیں ہو پا رہی تھی۔۔اچانک سے اسے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ محسوس ہوا۔۔۔۔

صارم:"لڑکی شرم کرو ایسی حالت میں لڑکے کو دیکھ رہی ہو"۔۔۔صارم نے فجر کا رخ موڑ دیا تھا باہر کی جانب۔۔۔اس دوران احد نے شرٹ پہن لی تھی اور جلدی سے ان دونوں کے پاس آگیا۔۔۔صارم کا لڑکے کو دیکھ رہی ہو کہنا نیا نہیں تھا لیکن یہ لہجہ بتا رہا تھا وہ کوئی ایسی بات جانتا ہے جس کا علم فجر اور احد کو نہیں۔۔۔

صارم چاروں آنکھوں کی نظروں کا مرکز بنا ہوا تھا۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو تم دونوں مجھے"۔۔۔صارم نے نظریں چُرا کر باکسنگ گلوز اٹھائے اور پہننے لگا۔۔۔ "

فجر:"یہ لڑکے کو دیکھ رہی سے کیا مطلب؟؟پہلی بار تو نہیں دیکھ رہی میں"۔۔۔انداز تفتیشی افسر جیسا تھا۔۔۔وہ ہاتھ جھاڑتے ہوئے صارم کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔۔صارم نے کندھے جھٹکے اور پیچھے پلٹا تو احد سے جا لگا۔۔۔۔

صارم:"کیا دیکھ رہے ہو تم لوگ اور وہ تو ایسے ہی کہہ دیا تھا میں نے کیا تم لوگ بھی بال کی کھال نکالنے لگتے ہو"۔۔۔۔
صارم پنچنگ بیگ کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔اور احد فجر کو غیر یقینی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ دونوں جانتے تھے صارم کچھ چھپا رہا ہے۔۔۔

احد: "تو سہی ہے نہیں نکالتے بال کی کھال اب آگے پیپرز آنے والے ہیں تو تم خود تیاری کر لو گے ہماری کیا ضرورت رہتی ہے"۔۔۔احد نے اپنی چیزیں سمیٹنا شروع کر دی۔۔اس دھمکی کا بھی صارم پہ کچھ اثر نہ ہوا۔۔۔اور فجر ڈمبلز کو اٹھانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔۔۔پینٹنگ کے برش اٹھانے والی لڑکی اتنے بھاری بھر کم ڈمبلز کو بھلا کیسے اٹھا سکتی تھی۔۔۔احد نے ڈمبل اٹھا کر اونچا کیا تاکہ فجر اسے پکڑ سکے۔۔۔۔

تمام بوجھ احد کے ہاتھوں پہ ہی تھا۔۔۔فجر نے نظریں اٹھائی تو دیکھا کہ احد پہلے سے ہی اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔"پلیز چھوڑنا مت میں سنبھال نہیں سکوں گی"فجر نے گھبراتے ہوئے اچانک سے کہ دیا۔۔۔"شاباش بچو یہی بھروسہ رکھنا ایک دوسرے پہ ہمیشہ"۔۔۔صارم نے دونوں کی باتیں سن کر اپنی رائے دی۔۔

صارم کی بات سن کر فجر شرما گئی اور جلدی سے باہر نکل گئی۔۔۔آج کا پروگرام تھا کہ امتحانات کے بعد فارغ وقت کو کیسے گزارا جائے۔۔۔۔

اس سے پہلے ناشتے کے لیے سب کو بلا لیا گیا تھا آج تینوں فیملیز نے ایک ساتھ ناشتے کا پروگرام بنا رکھا تھا۔آج کے دن کوئی نہایت ہی اہم بات ہونا تھی اسی لیے تو بچوں کو ناشتے کے لیے بعد میں بلایا جا رہا تھا۔۔۔احد فجر اور صارم ناشتہ کرنے کے لیے آ رہے تھے انہیں سامنے سے عامر آتا دیکھائی دیا جو فجر کا چھوٹا بھائی اور ان کے لیے مخبری بھی کیا کرتا تھا۔۔۔آج عامر کا چہرہ بھی اترا ہوا تھا۔۔۔

صارم: "کیا ہوا جاسوس"؟؟؟۔صارم نے عامر کے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور آگے بڑھنے سے روک لیا۔۔۔

پہلی بار مجھے بھی نکال دیا گیا ہے میٹنگ سے"۔۔۔عامر نے کیاریوں میں لگے پھولوں کے پودوں کو بے دلی سے" دیکھا۔۔اس کا چہرہ بتا رہا تھا وہ سچ مچ آج کوئی خبر نہیں لا سکا۔۔۔"تم بھی تو ہم سب کی حلال کمائی میں سے بھتہ وصول

کرتے ہو تب ہی یہ ہوا ہے"۔۔۔فجر نے عامر کو ستانا چاہا۔۔احد کے چہرے پہ تشویش کے آثار نمایاں تھے۔۔کچھ تھا جو ٹھیک نہیں تھا،ایسا جس کی وجہ سے احد کی چھٹی حس بتا رہی تھی بات ضرور کوئی بہت ہی بڑی ہے۔۔۔

****

اس ناشتے کی میز پہ جو کچھ ہوا اس کے دو ہفتے بعد تک فجر احد کے گھر نہ آئی اور نہ ہی یہ تینوں مل بیٹھ کر کچھ ہنگامہ برپا کر پائے۔۔۔سردیوں کا موسم ختم ہو چکا تھا اور بہار اپنے جوبن پہ تھی ہر طرف پھول کھلے ہوئے تھے۔۔۔لیکن پڑھنے والے لڑکے لڑکیوں کے لیے یہ زمانہ امتحانات کا تھا جس کی وجہ سے بہار بھی خزاں معلوم ہونے لگی تھی۔۔۔صارم کی بھی کچھ ایسی مصروفیت رہی کہ وہ بھی بہت دنوں تک غائب رہا تھا منظر سے جس سے تقریباً تمام ہی گھروں میں بے رونقی سی چھائی ہوئی تھی۔۔صارم آرمی کے کچھ ٹیسٹ کے سلسلے میں مصروف رہا تھا اس لیے وہ بھی منظر سے غائب تھا۔۔۔لیکن آج احد صارم کی طرف ہی آیا ہوا تھا جب کمرے میں اچانک سے فجر داخل ہوئی۔۔وہ ایسے ہی آیا کرتی تھی۔۔تیز تیز چلتی ہوا کی مانند اور ایسے ہی جھونکا بن کر گزر بھی جاتی تھی۔۔۔۔

اندر آتے ہی فجر بول اٹھی،

صارم تمھارا ٹیسٹ کیسا رہا؟؟؟اور یہ کتاب ٹارزن کی ہے اسے دے دینا"۔۔۔سوال ٹیسٹ کا تھا تو فجر کی آواز گونج" رہی تھی۔۔۔جیسے ہی وہ احد کی بات کرنے لگی اسکی نظر احد پہ پڑی۔۔۔اور اچانک سے والیم جیسے کم ہوتا چلا گیا۔۔۔۔

صارم:"ہاں تو تجھے کیا ہے خود دے دے بک یہ سامنے ہی تو ہے"۔۔۔صارم نے کھڑکی سے پردہ ہٹاتے ہوئے کہا۔۔۔

صارم کی بات کے جواب میں کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔نہ فجر نے کوئی جواب دیا اور نہ احد کچھ بولا۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

فجر: "میں انکے سامنے نہیں آتی ہوں اور بات بھی نہیں کرتی تم دے دینا پلیز!"۔۔۔فجر نے کتاب میز پہ رکھتے ہوئے جواب دیا اور باہر جانے کو پلٹی۔۔۔

اس دوران احد نے بھی اپنا رخ فجر کی جانب ہی موڑ لیا تھا۔وہ اس تمام حالت سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔فجر کو الجھا ہوا دیکھ کر احد کو ہمیشہ ہی اچھا لگتا تھا۔۔۔صارم نے کھڑکی کو ادھ کھلا چھوڑ دیا اور فجر کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔صارم نے ہاتھ کی پشت سے فجر کا ماتھا چھو کر دیکھا اور پھر نبض ٹٹولنے لگا!!!!"بخار تو نہیں ہے،اور نبض بھی ٹھیک ہے تمھاری"۔۔۔صارم فجر سے مخاطب تھا۔۔۔فجر کچھ نہ سمجھی اور خالی نگاہوں سے صارم کو دیکھنے لگی۔۔۔وہ بے حد کنفیوژن کا شکار معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

دیکھو نا!!!یہ تم تو ں تراخ سے احد اچانک ہی آپ جناب اور وہ کیسے ہو گیا"۔۔۔صارم نے دروازہ بند کر دیا اور اس کے " سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔

فجر یہ بات سن کر لال ہو گئی تھی۔اس کے گال تمتما اٹھے۔۔اس نے احد کی جانب پیٹھ کر کے ہاتھ صارم کے آگے جوڑتے ہوئے باہر جانے کے لیے منت سماجت کی کوشش کی۔۔۔

.احد: "عاشق اپنا جان لیا ہے ان نے شاید میر ہمیں

دیکھ بھری مجلس میں اپنی ہم ہی سے شرماتا ہے"۔۔۔احد نے بات کا جواب شعر میں دیا تو فجر کے ماتھے پہ پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے۔۔۔

فجر نے کھا جانے والی نظروں سے صارم کو دیکھا۔۔۔صارم نے بنا دیر کیے دروازہ کھول دیا اور ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔۔۔فجر دروازہ کھلتے ہی بجلی کی سی تیزی سے باہر نکل گئی۔۔

For more visit (exponovels.com)

اسے اپنے پیچھے گونجنے والے احد کے قہقہے صاف سنائی دے رہے تھے۔ جبکہ صارم اسے مسلسل ڈانٹ رہا تھا۔۔اسے بھی یوں محسوس ہوا تھا جیسے یہ حد سے کچھ زیادہ ہی ہو گیا ہے۔۔۔

۔۔۔صارم نے خفا ہوتے ہوئے احد کو دیکھا۔۔۔"it's too much and to early ahad":صارم احد بھی چپ سا ہو گیا تھا۔۔۔مزاق کرنا اپنی جگہ مگر ایسے قہقہے لگا کر احد کو مزاق اڑانا نہیں چاہیے تھا۔۔۔وہ اب فجر کے پیچھے جا کر اسے روک بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

صارم نے کتاب احد کے پاس رکھ دی اور خود فریش ہونے کے لیے باتھروم میں داخل ہو گیا۔۔۔

کمرے کی خاموشی میں احد کو اپنی ہی ہنسی گونجتی ہوئی سنائی دے رہی تھی۔۔وہ جو کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا، مسلسل وہی کچھ کرتا چلا جا رہا تھا۔۔۔بے چینی اور اضطراب عیاں تھا احد کے چہرے سے۔۔وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔اس نے قریب رکھی کتاب کو جو ابھی ابھی فجر دے کر گئی تھی اس کو کھول کر اسکے صفحات کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔۔۔

کتاب کے الفاظ آنکھوں کے سامنے یوں ناچ رہے تھے جیسے احد کی سوچیں آپس میں گڈمڈ ہو رہی تھیں۔احد نے کتاب اٹھا کر باتھروم کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے صارم کی لمبی سی ہوووووں کی آواز سنائی دی۔

احد:"فریش ہو کر پارک میں آجانا جلدی سے۔اور فجر کو بھی لانا ساتھ"۔۔احد نے خفت مٹانے کی کوشش کی۔

صارم:"کیوں تاکہ تم پھر اسے کچھ الٹا سیدھا کہ دو"۔۔صارم نے سر باہر نکال کر جواب دیا۔سر میں لگے شیمپو کی جھاگ میں بلبلے بن رہے تھے۔۔۔منہ پہ لگے صابن کی وجہ سے اس نے آنکھیں بند کر رکھی تھی۔۔۔صارم اپنے اندازے میں احد کی طرف منہ کر کے بات کر رہا تھا جبکہ احد مخالف سمت میں کھڑا ہوا تھا۔۔۔

احد:"جو کہ رہا وہ کر عامر لیاقت مت بن سمجھا"۔۔احد تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔وہ مسلسل کوئی اچھا سا آئیڈیا سوچنے میں مصروف تھا فجر کو منانے کے لیے۔

بے چینی سے ٹہلتے ہوئے احد کی نظریں مسلسل پارک کے داخلی راستے پر مرکوز تھی اور وہ ساتھ ہی ساتھ کلائی پہ بندھی ہوئی گھڑی کو بھی دیکھ رہا تھا۔۔۔سورج ڈھلتا جا رہا تھا لیکن اب تک صارم یا فجر میں سے کوئی بھی آتا ہوا دیکھائی نہیں دیا

For more visit (exponovels.com)

تھا۔۔اپنے رویے کی معافی مانگنے کے لیے احد نے صارم کو کہا تھا کہ فجر کو اپنے ساتھ لے کر آئے۔۔۔احد کی امیدیں دم توڑتی جا رہی تھی۔قریب کی مساجد سے مغرب کی آذان کی آواز سنائی دے رہی تھی،اور اندھیرا بڑھتا چلا جا رہا تھا۔۔۔احد واپس جانے کے لیے بینچ سے اٹھ کھڑا ہوا اور گیٹ کی جقنب بڑھنے لگا تو سامنے سے فجر آتی ہوئی دیکھائی دی۔۔جینز کے اوپر کُرتا پہنے ہوئے آستین چڑھائے ہوئے اور بالوں کی اونچی سی پونی بنائے کمال لاپرواہی سے وہ چلتی آ رہی تھی۔۔لوگوں کا ہجوم پارک میں کم ہو گیا تھا۔۔۔فجر کو آتے دیکھ کر احد رک گیا تھا اور سنجیدہ سپاٹ چہرے کے ساتھ فجر کو اپنی جانب آتا دیکھ رہا تھا۔۔فجر کا پونی بنانے کا یہ سٹائل احد کو بہت اچھا لگتا تھا۔وہ ایسے ہی پونی بناتی تھی جب کبھی بہت ہی دل سے کوئی پینٹنگ بنایا کرتی تھی۔۔احد اس کی پینٹنگ کے بجائے اس کی اس پونی ٹیل کو دیکھا کرتا تھا جو سر کی جنبش سے دائیں بائیں ہلتی رہتی تھی۔۔احد جیسے کھو سا گیا تھا وہ منظر آنکھوں کے آگے پھر سے زندہ ہو گئے تھے جیسے کوئی فلم چل رہی ہو۔

ہیلو!!!کدھر جناب"؟؟؟۔۔۔فجر نے احد کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تو احد سوچوں کی دنیا سے واپس لوٹ" آیا۔۔۔فجر اس کے سامنے کھڑی ہوئی تھی اور تیوری چڑھا کر احد کو دیکھ رہی تھی۔۔۔فجر کب احد کے قریب پہنچ گئی احد کو اس بات کی کچھ خبر نہ ہوئی۔۔۔

اتنی دیر کیوں لگا دی آنے میں،اور صارم کہاں گیا"۔۔۔احد نے دور تک نظر دوڑائی تاکہ صارم کو دیکھ سکے مگر صارم" ہوتا تو نظر آتا۔۔۔احد کو کھڑے چھوڑ کر فجر بینچ کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

میں تم سے کچھ دیر اکیلے میں ملنا چاہتی تھی احد!!!تب ہی صارم ساتھ نہیں آیا وہ نماز کے لیے چلا گیا ہو گا"۔۔۔"

فجر بینچ پہ آلتی پالتی کا آسن جما کر بیٹھ گئی تھی اور احد کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔فجر کی آنکھیں اندھیرا چھا جانے کے باوجود بھی چمک رہی تھی،امید اور خوشی ان آنکھوں میں چمک پیدا کر رہی تھی۔۔۔

اکیلے میں کیوں؟؟صارم کیا سوچ رہا ہو گا"۔۔۔احد کی آواز اور چہرے سے صاف محسوس ہو رہا تھا اسے فجر کا ایسا کرنا" ناگوار گزرا ہے۔ لیکن فجر اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کر رہی تھی اسے بس احد کے ساتھ باتیں کرنی تھی۔۔۔احد کی بات کا فجر نے کوئی جواب نہ دیا۔اب کے فجر بھی احد کے بجائے دوسرے لوگوں کو دیکھنے لگی جو پارک میں گھومنے پھرنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔۔۔

فجر:"احد کیا ہم دوستوں کی طرح ہمیشہ رہ سکتے ہیں،اس سب کے بعد بھی"۔۔۔

رک رک کر اور ایک ایک لفظ کو اچھی طرح سے تول کر فجر نے جملہ مکمل کیا۔الفاظ کا چناؤ اور بات کرنے کا لہجہ احد کے لیے نیا تھا۔کچھ ایسا جس کی احد کو عادت نہیں تھی اور نہ ہی فجر سے ایسے الفاظ کی امید۔۔۔فجر کے سوال کے اندر بہت سے سوالات چھپے ہوئے تھے۔جن کی تہہ تک پہنچنا احد کے لیے مشکل نہیں تھا۔

احد:"ہاں کیوں نہیں اور یہ تم اتنی فارمل مت ہو میرے ساتھ مجھے عجیب سا لگتا ہے پلیز"۔۔۔احد نے اپنی الجھن ظاہر کر دی تھی۔

فجر:"جی اچھا نہیں کرتی جی"۔۔۔احد کو چڑانے کی غرض سے فجر نے ایسی معصوم سی شکل بنائی اور پرانی فلموں کی ہیروئین کے جیسے ہاتھوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ایسے چپکا لیا جیسے گراہ لگانے لگی ہو خود کو۔۔۔احد نے مشکل سے اپنی ہنسی کو دباتے ہوئے فجر کو دیکھا۔۔۔دونوں کی نگاہیں ملنے کی دیر تھی کہ ہنسی کا اک طوفان سا آگیا۔۔۔وہ دونوں اس طرح سے ہنسے کہ قریب سے گزرنے والے لوگ بھی ایک لمحے کے لیے رک کر ان دونوں کو دیکھنے لگے۔۔۔یہ سب کچھ غیر متوقع تھا۔۔۔اسی لیے تو ہنسی تھمنے میں نہیں آرہی تھی۔۔۔

احد نے فجر کا ہاتھ پکڑا اور تیزی سے اٹھ کر پارک کے گیٹ کی جانب چل دیا۔۔۔۔۔ فجر ہنستی ہوئی پیچھے چلتی چلی آ رہی تھی۔۔۔

احد: "تم کو برا لگا تھا میرا شعر "؟؟ چلتے چلتے احد نے فجر سے سوال کیا۔

فجر: "برا شعر نہیں تھا تمھاری ٹائمنگ بہت خراب تھی"۔۔ فجر نے غصہ کا اظہار کیا اور احد کے پیچھے پیچھے چلتی رہی۔۔۔ سامنے سے آتے صارم نے ان دونوں کو دیکھ لیا تھا اسی وجہ سے وہ وہیں رک کر انکا انتظار کر رہا تھا۔۔

----------2----------

تمھارے گھر والے پریشان ہو جاتے ہیں صارم تم اچانک سے کہاں گم ہو جاتے ہو "؟؟؟ جیسے ہی صارم دیکھائی دیا احد " تیزی سے اسکی جانب لپکا اور بازو سے پکڑ کر اسے کھینچتے ہوئے گھر کی جانب بڑھنے لگا۔ صارم کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی جو ختم نہیں ہو رہی تھی۔ اچانک سے صارم کا غائب ہو جانا اور کسی کو اس بارے میں نہ بتانا معمول بنتا جا رہا تھا۔۔۔ آج بھی وہ تین گھنٹے پہلے بس گھر سے پانچ منٹ میں آنے کا کہ کر نکلا تھا مگر واپس نہیں لوٹا تھا۔ احد سے کوئی کتاب لینی ہے۔ بس اتنا کہ کر وہ گھر سے نکل کھڑا ہوا تھا۔ جب بہت دیر تک صارم گھر نہیں لوٹا تو صارم کی امی کو تشویش ہوئی کہ صارم اب تم واپس کیوں نہیں آیا۔ اسے دیر کرنی ہوتی تو وہ جلدی لوٹ کر آنے کا کہتا ہی نہیں۔۔۔ احد کے گھر جب وہ صارم کو تلاش کرتی ہوئی آئی تو یہاں احد اکیلا ہی لان میں چہل قدمی کر رہا تھا۔۔۔ صارم کے بارے میں پوچھنے پہ پتا چلا کہ وہ تو یہاں آیا ہی نہیں تھا۔۔

صارم کی امی بے ہوش ہو کر گر پڑتی اگر احد انہیں سہارا دے کر گھر کے اندر نہ لے آتا۔۔۔صارم کا گھر سے ایسے چلے جانا ان تین گھروں کی چھوٹی سی دنیا نیں ہلچل مچانے کے لیے کافی تھا۔۔۔احد تو اسی وقت ہی صارم کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔۔۔

دو تین گھنٹوں کی تلاش کے بعد آخر ایک سڑک کے کنارے کھڑے ہوئے صارم کو احد نے دیکھ لیا۔۔وہ سڑک کی دوسری جانب ہونے کی وجہ سے وہ صارم کو آواز نہ دے سکا۔۔۔یوٹرن لے کر جب تک احد واپس پہنچا صارم رکشہ میں بیٹھ کر گھر کی طرف جانے والی سڑک پہ جا چکا تھا۔۔۔وہ یہاں قریبی کسی دربار پہ آیا تھا اور شاید تب سے یہیں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔

صارم سے پہلے احد گھر آ گیا تھا اور گھر آتے ہی وہ پھر سے باہر نکل آیا۔۔۔اب احد صارم کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا، لیکن صارم پہ جیسے کسی بات کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

تم کیوں تنگ کرنے لگے ہو صارم تم ایسے تو نہیں تھے بیٹا"۔۔۔صارم کی امی صارم کو دیکھتے ہی جیسے غصہ کرنا بھول ہی گئیں تھیں۔۔۔صارم سر جھکائے ماں کی بات سن رہا تھا۔۔۔مگر کوئی جواب نہیں دے رہا تھا۔۔۔صارم کی یہ پراسرار خاموشی سب کے لیے ہی حیرت کا باعث تھی وہ بس مسکرائے جا رہا تھا۔۔۔

امی میں دربار پہ گیا تھا یہاں قریب ہی۔مجھے سکون ملتا ہے وہاں جانے سے"۔۔۔صارم نے اپنی چپ توڑتے ہوئے کہا۔۔۔صارم کی بات سب کے کیے ہی باعث حیرت تھی۔۔۔

تمہیں کس بات کی بے سکونی ہے صارم"؟؟صارم کی امی نے پوچھا۔"

اپنے گھر کی بے سکونی امی، جہاں کبھی آپ نہیں ہوتی تو کبھی بابا کی کمی محسوس ہوتی ہے۔۔۔۔ سمبل آنٹی اور عفت آنٹی" نے ہی مجھے آج تک پالا پوسا ہے"۔۔۔۔ صارم کی بات نے کمرے میں موجود سب ہی لوگوں کی جیسے گویائی کی قوت چھین لی تھی۔۔۔۔۔

صارم نے کبھی بھی اپنے اکیلے پن کی شکایت نہیں کی تھی کسی کے بھی سامنے۔ لیکن آج یوں اچانک سے وہ اتنی بڑی بات کہ رہا تھا، اسے گھر سے دور ہو کر سکون مل رہا تھا۔ احد صارم کا جواب سن کر بھڑک اٹھا اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا فجر نے چپکے سے احد کا بازو تھام لیا۔۔۔ فجر کی گرفت نرم تھی مگر اس کے ہاتھوں کے لمس میں کچھ ایسا تھا جس نے احد کا چڑھا ہوا پارہ ایک دم سے صفر کر دیا تھا۔۔۔۔

اسی سب کے دوران صارم وہاں سے جا چکا تھا۔ احد اور فجر کی امی صارم کی امی کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔

فجر اور احد تم بھی، جاؤ دیکھو کہاں ہے صارم اس کے پاس رہو" فجر کی امی نے دونوں کو حکم دیا۔۔ حکم کی تعمیل میں سر" جھکائے ہوئے احد کمرے سے باہر نکل آیا اور اس کے ساتھ ساتھ فجر بھی چلی آئی۔۔

دونوں کے قدموں کی آواز کے علاوہ کوئی دوسری آواز سنائی نہیں دے رہی تھی، احد کو صارم کی کہی ہوئی بات اب تک اپنے دماغ میں گونجتی ہوئی سنائی دے رہی تھی تو دوسری جانب فجر کو احد کے چہرے پہ پھیلی ہوئی بے سکونی سے ڈر لگ رہا تھا۔ احد کے یہ تاثرات جب بھی ہوتے تھے وہ غصہ میں پھٹ پڑتا تھا۔ فجر نہیں چاہتی تھی صارم اور احد کے درمیان لڑائی ہو۔۔

صارم لان کی گھاس پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔ قدموں کی آواز سن کر اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا جہاں احد اور فجر کھڑے ہوئے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

اب تم لوگ کوئی سوال مت کرنے لگنا پلیز"۔"

مجھے کیا ضرورت ہے، سکون کے لیے ہماری دوستی تو گراں گزرتی ہے تمھے"۔۔۔احد نے کرسی قریب کھینچتے ہوئے کہا" اور اس پہ بیٹھ گیا۔۔۔

یہ تم ایک دم سے کہاں درباروں اور ایسے دوسرے ڈھکوسلوں میں الجھے گئے ہو"۔ فجر نے بازو سینے پہ باندھے ہوئے" حیرت سے دیکھا۔۔

یہ ڈھکوسلا نہیں ہے فجر اور تم جو بات نہیں جانتی اسے غلط سمجھنا ضروری نہیں"۔۔۔صارم کو فجر کی بات بری لگی" تھی۔۔۔

تم اپنی فرسٹریشن فجر پہ کیوں نکال رہے ہو؟ اس نے لفظ غلط استعمال کیا بات تو ٹھیک کی ہے"۔۔۔فجر کی سائیڈ لیتے" ہوئے احد نے صارم کو ٹوکا۔۔۔

الفاظ کا چناؤ اور بات کا لہجہ اچھا ہونا چاہیے احد، اور یہ خدا کے لیے ایسے بول دیتی اس کے بندوں کے لیے کیا بہتری کی" امید کروں اس سے"۔۔۔صارم نے زمین سے اٹھتے ہوئے کہا اور باہر کی جانب جانے لگا تھا کہ فجر اس کے سامنے آگئی۔۔۔

جو بھی ہے تم ہم سے اپنی بات کر سکتے تھے صارم ہم کیا کچھ بھی نہیں تمھارے لیے"؟؟؟ فجر نے صارم کا ہاتھ پکڑا اور" لان میں رکھی کرسیوں تک لے آئی۔۔۔احد کی آنکھیں اب تک شعلے برسا رہی تھیں۔۔۔

تم جہاں چاہو جاو لیکن گھر میں کسی کو بتا کر تو جاو"۔۔۔فجر نے صارم کو سمجھانے کی کوشش کی۔"

یہ بتا کر کیوں جائے گا اسے تو بس آج کل ہیرو بننے کا شوق چڑھا ہوا ہے"۔۔۔احد نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔۔ "

احد کی بات سنتے ہی صارم کو جیسے کرنٹ لگا اور وہ اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔۔۔احد کی بات کو کوئی جواب دیے بنا صارم اپنے گھر واپس چلا گیا۔۔۔احد اور فجر صارم کو ایسے جاتا ہوئے دیکھتے ہی رہ گئے۔۔

----------2----------

صارم کی وجہ سے ان تین گھروں میں رہنے والے تمام افراد ہی عجیب سی کشمش کا شکار ہو کر رہ گئے تھے۔مذہبی رجحان رکھنے میں کوئی برائی تو نہیں تھی مگر ایسے اچانک سے گھر والوں سے لاپرواہو جانا اور بنا بتائے گھر سے نکل جانا یہ سب کچھ الجھن کا شکار کر رہا تھا۔۔ملکی حالات کی وجہ سے یہ پریشانی بڑھتی چلی جا رہی تھی۔آئے دن ہونے والے بم دھماکے اور انہیں کرنے والے ایسی ہی عمر کے لڑکے ہوتے تھے جیسی عمر صارم کی تھی۔۔۔اچھے خاصے پڑھے لکھے لڑکے بھی اس برین واشنگ کا شکار ہو چکے تھے۔۔اچانک سے صارم کا بدلتا رویہ سب کو پریشان کر رہا تھا۔۔مسس باپ کے ساتھ ساتھ فجر اور احد کے والدین بھی کافی حد تک ذہنی الجھنوں کا شکار دیکھائی دے رہے تھے۔ان دونوں خاندانوں کو اپنی اپنی جگہ شرمندگی محسوس ہو رہی تھی جیسے وہ صارم کو اپنے بچوں کی طرح سے نہیں پرورش دے سکے تھے۔۔۔ایک ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے بچوں کی تربیت میں انہوں نے جیسے کوئی کمی کر دی۔۔۔

آج صبح جب یہ بات احد کے بھائی زبیر کو معلوم ہوئی تو انہوں نے بھی صارم سے بات کرنے کی کوشش کی۔سندس بھابھی نے تو اسے ڈانٹتے ہوئے سمجھایا بھی تھا۔

گھر کے قریبی پارک میں فجر اور احد چہل قدمی کے لیے آئے ہوئے تھے۔شام کا وقت ہو رہا تھا اور پارک میں آس پاس کے گھروں کے بچے کھیلنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔کوئی سائیکل چلا رہا ہے تو کوئی کرکٹ کھیلنے کے لیے ساتھیوں کے انتظار میں ہے۔سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے فجر، صارم ایسا کیوں کر رہا ہے"۔۔۔احد نے چپس کا پیکٹ کھولا اور فجر کی جانب بڑھاتے ہوئے" بولا۔۔۔۔

یار مجھے خود سمجھ نہیں آ رہا وہ ایسا کیوں کر رہا ہے" چپس کھاتے ہوئے مسلسل وہ بینچ کو کھرچنے میں مصروف تھی۔۔۔"

یہی تو سمجھ سے باہر ہے اور دیکھا میری بات سنتے ہی جیسے اسے آگ لگ جاتی ہے، تم تو یہ کھرچنا بند کرو میرے کانوں" میں لگ رہی آواز"۔۔۔احد نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دور سائیکل چلاتے بچوں کو دیکھنے لگا وہ بہت پریشان دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔

اب اس سے بھی تمہیں مسلہ ہے"

مجھے یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کے مزاروں پے جا کے اس کو کون سا سکون ملتا ہے"۔۔۔فجر بات گھما کر پھر سے وہیں لے آئی تھی جہاں وہ کسی کی نہیں سنتی تھی۔۔۔

"!!!نہ نہ بہت سریلی آواز پیدا ہو رہی کھرچنے سے، مجھے مسلہ نہ ہو۔۔۔ہو نہہ"

غصہ سے احد نے پہلو میں بیٹھی ہوئی فجر کو گھورا۔۔۔

احد نے دربار اور درگاہوں کی بات کو جانتے بوجھتے ہوئے نظر انداز کر دیا تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا صارم کی لڑائی ختم کرتے کرتے وہ دونوں آپس میں الجھ جائیں۔۔۔

آخر ان کچھ دنوں میں اس کو کیا ہو گیا ہم بچپن سے اس کے ساتھ ایسا ویسا پہلے کبھی نہیں ہوا"۔۔فجر کچھ سوچتے ہوئے" بولی۔۔۔

وہ شاید تنہائی کا شکار ہے بہت زیادہ، آنٹی انکل بھی تو وقت نہیں دیتے اسے۔۔۔"احد نے ہونٹوں کو دانتوں تلے" چباتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

احد کہیں ایسا تو نہیں کے اس کو پیار ویار ہو گیا ہو"اس نے ایک شرارتی مسکراہٹ احد کی طرف پھینکتے ہوئے جان بوجھ" کے یہ بات کی تھی حلانکہ وہ جانتی تھی ایسا ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔وہ احد کی پریشان صورت نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔

پیار اور صارم کو؟؟؟ پاگل ہو گئی ہو!!!"احد بے اختیار مسکرا اٹھا اور فجر کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔وہ جیسے بہت" دنوں بعد مسکرایا تھا۔۔احد نے سر جھٹکا جیسے وہ یہ بات سر سے نکال دینا چاہتا تھا۔۔۔

اس کی بات سنتے ہی فجر بھی مسکرا اٹھی تھی جیسے اسے اپنے مقصد میں کامیابی مل گئی ہو۔۔۔

ویسے احد یہ بھی تو ہو سکتا نا کے اسکو سچ میں ایسا ویسا کچھ ہو گیا ہو" وہ ہونٹوں کو کچھ عجیب سے انداز میں بنائے احد کو دیکھ رہی تھی جو پتا نہیں موبائل میں کیا ڈھونڈنے میں مصروف تھا۔۔۔

اسے کچھ ہوا ہے کہ نہیں مجھے یوں لگ رہا ہے تمھارا دماغ چل گیا ہے جیسے،اور یہ دیکھو اس نے اپنی فیس بک بھی ڈی" ایکٹیویٹ کر دی ہے"۔۔۔احد نے موبائل فون فجر کو تھماتے ہوئے کہا۔۔۔

احد میرا دماغ چل گیا ہے کچا کھا جاوں گی تمہیں!!!اور اس صارم کو بھی پتا نہیں کون سی عجیب مخلوق بن گیا ہے عجیب" عجیب حرکتیں کر کے پتا نہیں کیا ثابت کرنا ہے اسکو اب بیچاری فیس بک کا کیا قصور تھا" فجر کچھ ایسی معصومیت سے بولی کہ احد بے اختیار مسکرا اٹھا۔۔۔اس نے اپنا چہرہ دوسری جانب گھما لیا تھا۔۔۔

فیس بک کا قصور ہے کہ نہیں ہمارا قصور ہے جو اسے ڈھیل دے رہے ہیں اتنی،اٹھو چلیں واپس اور پیپرز کی بھی تیاری" "کرنی ہے

بینچ سے اٹھتے ہوئے اچانک احد نے فجر کی کلائی پکڑ لی اور اسے اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے چل دیا۔۔۔

یار ساری تیاری تو ہے اب اور کتنی تیاری کرنی ہے پڑھا کو طوطے تھوڑی دیر رکتے ہیں نا دیکھوں نا موسم کتنا اچھا ہے" وہ" الٹا چلتے ہوئے باتوں کے ساتھ ساتھ ہاتھوں کا استعمال بھی کر رہی تھی۔۔۔

....اتنے زور سے کیوں پکڑتے ہو بچی ہوں میں کیا؟" فجر نے احد سے بازو چھوڑاتے ایک مکا اسے دے مارا"

اور رہی بات صارم صاحب کی تو اس کو پکڑ کے اس سے بات کرنے کی کوشیش کرتے اوکے"۔۔۔"

اوکے کہتے ہوئے فجر نے سر کو ایسے ہلایا کہ اس کی پونی دائیں بائیں جھولنے لگی۔۔۔

ہاں ہاں مار لو مار ڈالو۔۔۔لوگوں سے ٹکریں مارتی پھرو میں نہیں پکڑتا تمھے۔۔۔"۔۔۔احد نے فجر کو خود سے دور دھکیلتے" ہوئے کہا۔۔۔اور صارم سے مل کے بات کرنے کی تجویز پہ اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔احد کو عجیب سا احساس ہوا تھا فجر کو اپنے اس قدر قریب کر کے۔۔۔اس کے ماتھے پہ ہلکا ہلکا پسینہ آ گیا تھا۔۔۔

اللہ نے کیسی عجیب مخلوق بنائی ہے اتنے اچھے موسم میں پسینے آ رہے اللہ تیری قدرت "فجر نے اتنے سنجیدہ انداز میں" بات کی پہلے پہل تو احد سمجھنے سے قاصر رہا مگر جب سمجھ آیا تو ہنسی کا ایک طوفان سا آ گیا جس نے اس پاس کے لوگوں کو بھی محظوظ کیا۔۔۔

موت کو اتنے قریب دیکھ کر پسینہ آتا ہے میڈم اور زرا صارم کو مسیج تو کرو ہے کہاں وہ"۔۔۔"

احد نے لوگوں کو اپنی جانب دیکھتے ہوئے دیکھا تو تیوری چڑھائی۔۔۔

اللہ یہ موت کس کو بول رہے ہو ہاں۔۔اور میں کیوں کروں میسج خود نہیں کر سکتے کیا"۔۔۔۔موت کا لفظ سن کر وہ" جیسے بھڑک اٹھی تھی۔۔۔اور اگلے ہی لمحے کمال بیزاری سے انکار بھی کر دیا۔۔۔

مجھے وہ جواب نہیں دے گا،اور ویسے بھی بیلنس نہیں ہے مجھ غریب کے پاس!"۔۔۔"اور موت تو میں نے کسی اور" کو کہا یہاں قریب سے گزرتے ہوئے"۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

احد جھومتے ہوئے بولا اور فجر کو دیکھنے لگا۔۔۔اسے فجر کو ستانے سے بہت سکون ملتا تھا۔۔۔

اوکے میں سمجھی مجھے بول رہے اور میں مفت میں میسج نہیں کروں گی پہلے چھلی کھاتے تمھارے خرچے پہ پھر میں کچھ سوچتی"۔۔۔فجر نے بچوں کی طرح فرمائش کرتے ہوئے کہا۔

ماں صدقے جائے ویسے کون سے ڈالرز تم استعمال کرتی ہو، کھلا دوں گا کوئی نظر بھی آئے تو"۔۔۔احد نے فٹ پاتھ پہ کھڑے ہوئے چھلی بیچنے والے کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا تھا۔۔۔

احد پہلے تماری دور کی نظر کمزور تھی ہنہ اب پاس کی بھی ہو گی فجر احد کو گھورتے ہوے خود چھلی والے کی طرف بڑھنے لگی جس کا دھیان پہلے سے ہی ان پے تھا"۔۔۔

جاو جاو پیسے خود ہی دینا ٹھیک ہے نا!!!"احد فٹ پاتھ پر ہی بیٹھ گیا اور فجر کو دیکھنے لگا۔۔فجر کی یہ عادتیں احد کو کبھی کبھی بہت اچھی لگتیں تھی۔۔۔

لے گا کون تم سے اور دے گا کون تمہیں اور میسج کون کرے گا تمہارے لیے سڑیل انسان"۔۔۔۔۔"

فجر نے بھڑک کر جواب دیا۔۔۔

ہاں ہاں تمھارا تو ہونے والا دلہا ہے نا مفت میں دے گا"۔۔۔احد کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی وہ فجر کو چھوڑ کر گھر کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔اگر وہ یوں ہی کھڑا رہا تو فجر کبھی ہلنے والی نہیں اپنی جگہ سے۔

For more visit (exponovels.com)

"احد رو کو تو سڑیل انسان اکیلی لڑکی کو چھلی والے کے پاس چھوڑ کر جا رہے"

فجر ہاتھ میں دو چھلیاں اٹھائے احد کی جانب بھاگی اور احد کو کم مسالے والی دی کیوں کے وہ جانتی تھی اس کو زیادہ مسالے نہیں پسند۔۔۔

فجر کی بات سن کر احد کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔

چھلی کھاتے کھاتے دونوں گھر کی جانب چل رہے تھے۔۔۔رات بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔

----------2----------

صارم کی خاموشی ختم ہو چکی تھی۔ پیپرز شروع ہونے میں دو روز ہی باقی رہ گئے تھے۔۔احد کے کمرے کا ماحول کسی کلاس روم جیسا لگ رہا تھا۔۔۔بیڈ پہ کتابیں پھیلائے ہوئے فجر بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے ہوئے رٹا لگانے میں مصروف تھی۔۔۔

احد ابھی ابھی کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔صارم صوفے پر بیٹھے ہوئے آنکھیں بند کیے ہوئے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن فجر کی آواز جیسے مکھیاں بھنبھناہٹ کر رہی ہوں۔۔۔

کیا کرتی ہو فجر خود یاد نہیں ہو رہا مجھے تو پڑھنے دو نا"۔۔۔صارم نے غصہ سے فجر کی جانب دیکھا۔۔۔"

منہ بند رکھو اپنا خود یاد نہیں ہو رہا مجھے تو پڑھنے دو کے بچے اور یہ احد نواب صاحب پتا نہیں کدھر رہ گے مجھے اس کے " نوٹس نہیں مل رہے"۔۔۔فجر نے احد کی ترتیب سے رکھی ہوئی کتابوں کو الٹ پلٹ کر کے رکھ دیا تھا۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

فجر کبھی خود بھی پڑھ لیا کرو بس ہمارے نوٹس پہ ہی پاس ہوتی رہنا تم"۔۔۔صارم نے ڈانٹتے ہوئے کہا اور کانوں میں" انگلیاں ڈال کر بچوں کی طرح اونچی آواز میں پڑھنے لگا۔۔

جو بولنا ہے بولو اثر کس کو ہونا" سلانٹیز کا دھیڑ لگائے وہ پڑھنے سے زیادہ کھانے میں مصروف تھی صارم بیچارہ بس اک آہ" بھر کے اس کے سکون بھرے انداز کو دیکھتے ہوے پھر سے پڑھنے میں مصروف ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

"کسی کو کچھ کھانا ہے تو بتا دو میں مارکیٹ تک جا رہا ہوں بھابھی کے ساتھ"

دروازے سے سر اندر کر کے احد نے ان دونوں کو پڑھنے میں مصروف دیکھا تو باہر سے ہی پوچھ لیا۔۔

ہاں یار میرے لیے کچھ کھانے کو لے انا تمکو تو پتا ہے پڑھتے وقت کتنی بھوک لگتی مجھے، اور اپنے نوٹس مجھے دے جاو"" فجر نے جیسے حکم جاری کیا۔۔۔

جی جی میڈم آپ تو بھوکے پیٹ پڑھ نہیں سکتی نا۔۔۔احد مجھے بھی لے جا بھائی یہ مجھے بھی کھا جائے گی پیچھے" صارم اٹھ" کر دروازے کی جانب بھاگا۔۔۔

صارم کے بچے تمہیں میرے کھانے سے کیا مسلہ ہے اور رہی بات تمہیں کھانے کی تو سن لو مجھے کڑوی اور سڑی ہوی" چیزیں نہیں پسند"۔۔فوراً سے پہلے فجر نے جواب دیا۔۔۔

ہاں ہاں میں کڑوا ہوں تم تو شہد کی بنی ہوئی ہو نا"۔۔۔صارم اور فجر کو لڑائی کرتا چھوڑ کر احد باہر سے دروازہ لاک کر کے " چپکے سے چلا گیا۔۔

صارم مجھے تم سے بات ہی نہیں کرنی بھاڑ میں جاو فجر نے کھا جانے والی نظروں سے صارم کو دیکھا جو دانت نکالے فجر کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اس نے کوئی لطیفہ سنایا ہو اللہ یہ دانت کس خوشی میں باہر کو آرہے ہیں کیا

اب تم دانت باھر نکال کے دڑانے کی کوشیش کر رہے ہو مجھے تو سن لو فجر ڈرتی ورتی کوئی نہیں۔۔۔فجر کمال لاپرواہی سے بولی۔۔۔

اچھا لڑنا چھوڑ دو آو نوٹس ڈھونڈتے ہیں تمھارے احد جی کے نوٹس"۔۔۔احد جی پہ صارم نے کچھ زیادہ ہی زور دیتے" ہوئے کہا۔۔۔

اوے احد کا نام ایسے کیوں لے رہے ہو آنے دو اسکو میں بتاتی ہوں کے تم مجھے چھیڑ رہے ہو "فجر نے گھورتے ہوے" ہوتے نوٹس صارم کے سامنے لہرائے جو اسکے اپنے ہی بیگ میں پہلے سے موجود تھے۔۔۔۔

ہاں شکایتیں ہی لگاتی رہنا اور کوئی کام نہیں ہے تمہیں"۔۔۔نوٹس دیکھ کر صارم نے برا سا منہ بنایا اور صوفہ پہ دراز ہو" گیا پھر سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صارم اور فجر کو گھر چھوڑ کر سندس بھابھی کے ساتھ احد مارکیٹ کے لیے نکل آیا تھا۔ سندس بھابھی عموماً خاموش رہتی تھیں لیکن ان کی خاموشی کی وجہ انکا ہر وقت کچھ نا کچھ سوچتے رہنا تھا۔۔ وہ اپنی زندگی کے علاوہ کسی کی زندگی میں دخل تب تک نہیں دیتی تھی جب تک کوئی خود ان سے بات نہ کرے اس بارے میں۔۔۔ احد کو بھابھی کی یہ عادت بہت اچھی لگتی تھی اور ایسے ہی ان کے ساتھ مارکیٹ آنے جانے سے بھی وہ انکار نہیں کیا کرتا تھا۔۔

امتحانات کو ختم ہوئے آج ایک ہفتہ مکمل ہو چکا تھا۔ اس ایک ہفتے کے دوران دوستوں کے اس برامود اٹرائی اینگل میں سے کوئی بھی ایک دوسرے سے نہیں ملا تھا۔ سب ہی اپنی تھک دور کر رہے تھے۔ صبح سے لے کر شام تک سو سو کر احد کی تو آنکھیں ہی جیسے سوج گئی تھیں۔۔ وہ ایک پلان تیار کیے بیٹھا ہوا تھا اور اس کے بارے میں ابھی اس نے کسی سے بھی بات نہیں کی تھی۔۔ وہ گھر کی روٹین لائف سے کچھ دنوں کے لیے دور ہو جانا چاہتا تھا۔۔۔

صارم اکیلا ہی گھر سے باہر آنے جانے والا تھا۔۔ وہ فوج کے مختلف ٹیسٹ وغیرہ دینے میں مصروف تھا اور شہر کی ایسی ایسی جگہوں پہ بھی جا رہا تھا جہاں وہ دیگر دنوں میں نہیں جا پاتا تھا۔ یا اسے روک دیا جاتا تھا۔۔۔ وہ اب مکمل آزادی کے ساتھ اپنا وقت گزرنے میں مصروف تھا۔۔۔ ماں باپ کو جیسے اس نے پہلے تنگ کر رکھا تھا اب اس میں بھی کمی واقع ہو گئی تھی۔۔۔ فوج میں جانے اور شہید ہونے کا نیا ہی کوئی جزبہ صارم میں جاگ اٹھا تھا۔۔

فجر کے فارغ ہونے سے جو مشکل عامر کے لیے پیدا ہو گئی تھی اس کا اندازہ وہ ہی کر سکتے جن کی پڑھائی کی زمہ داری انکے بڑے بہن یا بھائی کے سپرد کر دی جائے۔۔۔ اٹھتے بیٹھتے ہر وقت عامر پہ نظر رکھی جا رہی تھی۔ گھر بجائے گھر لگنے کے ایک جیل لگ رہا تھا۔۔۔ عامر کی پڑھائی کو وجہ بنا کر اپنے چھوٹے موٹے کام نکلوانا فجر کو بے حد پسند تھا۔۔ وہ کسی ڈکٹیٹر کی طرح حکم چلانے میں لگی رہتی تھی۔۔۔

صارم کی فون کال نے فجر کے پر سکون مزاج کو جیسے مرچوں کی دھونی دے دی ہو۔۔۔وہ کسی خونخوار بلی کی طرح دانت نکوستی ہوئی گھر سے نکل آئی۔۔۔سامنے ہی صارم کھڑا تھا،وہ فجر کا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔اب یہ دونوں احد کے گھر کی جانب بڑھنے لگے تھے۔۔۔

تمہیں نہیں بتایا احد نے کے وہ گاؤں جا رہا ہے "موبائل فون کی سکرین پہ نظریں گاڑے ہوئے صارم تیز تیز چلتا چلا جا" رہا تھا۔۔۔

بلکل بھی نہیں۔۔کل تو بات ہوی میسج پے...اس نے تو اس بات کا ذکر تک نہیں کیا آج اچانک اسکو کیا ہو گیا صارم" تمہیں پتا تو ہے نا اس کا گاوں!!!!"۔۔۔فجر نے بات ادھوری چھوڑتے ہو ہے فکر مندانہ انداز میں صارم کو دیکھا۔۔

وہی تو میں سوچ رہا ہوں،وہ ایک تو ہے بھی تیز مزاج کا"۔۔۔فجر کی ادھوری بات کا مطلب صارم اچھے سے جان چکا" تھا۔۔۔دروازہ کھول کر لان کو پھلانگتے ہوئے صارم احد کے کمرے کی جانب بھاگا۔۔

"صارم وہ نہیں رکے گا تمہیں پتا ہے نا وہ جو بات ایک بار بول دے اس کو کر کے ہی چھوڑتا ہے"

فجر نے وہیں کھڑے کھڑے ہمکلامی کی اور صارم کو اواز دی جو دور بیٹھی احد کی امی کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔

صارم فجر کی بات سننے سے پہلے ہی آنٹی کے پاس پہنچ گیا تھا۔اور ان سے احد کے بارے میں پوچھ کر احد کے کمرے کی جانب چل دیا تھا۔۔۔

"اسلام وعلیکم انٹی کیسی ہیں؟"

"بیٹا میں ٹھیک اپ کیسی ہو؟اور پیپر کیسے ہوئے اپکے؟ "

"میں بلکل ٹھیک اور پیپر بھی ٹھیک ہوے اچھا انٹی میں چلتی احد سے کچھ ضروری کام ہے"

فجر تیز تیز بولتے احد کے کمرے کی طرف بڑھ گی اور

آنٹی اسکی بے چینی پے مسکرا کے رہ گئ۔۔۔

فجر کمرے میں داخل ہوئی تو کمرہ کسی میدان جنگ کا منظر پیش کر رہا تھا۔کچھ کتابیں بیڈ پہ بکھری ہوئی تھی تو کپڑے صوفے پر ڈھیر لگے ہوئے تھے۔

صارم کپڑے اٹھا اٹھا کر واپس الماری میں لٹکا رہا تھا جو احد پھر سے بیگ میں ڈال دیتا تھا۔۔۔

اوہ شکر ہے تم آگئی فجر پلیز یہ پیکنگ کروادو مجھے"۔۔۔فجر کے جذبات سے بے خبر احد نے فجر کو دیکھتے ہی کام کرنے کو کہ دیا۔۔۔

احد میں پیکنگ کروں؟"

"خود کو سمجھتے کیا ہو تم؟ ہاں بہت بڑی چیز ہو۔۔۔۔

بات کرتے فجر کا منہ سرخ اور آنکھوں میں آنے والے آنسوں کو وہ بڑھی مشکل سے روک پا رہی تھی۔

وہ خود نہیں جانتی تھی ایسا کیوں ہو رہا کیوں کے وہ اسطرح کبھی بھی جذباتی نہیں ہوئی تھی سامنے صارم اور احد فجر کو بے یقینی سے دیکھ رہے تھے جو اس حالت میں کسی کارٹون سے کم نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ طبعیت تو ٹھیک ہے نا تمھاری"۔۔۔ ہنسی روکتے ہوئے احد نے فجر کی رونی صورت دیکھی تو اس" کے پاس آ گیا۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ سے فجر کے آنسوؤں کو صاف کرنا چاہتا تھا لیکن جھجک محسوس کر رہا تھا۔۔۔

اللہ جی دو پیار کرنے والوں کو یوں الگ نہ کرو ورنہ ہیر رانجھا کو چھوڑ کر ان کی داستانیں سنانی پڑھیں گی مجھے اپنے بچوں" ۔۔"کو

ابھی احد اسی کشمکش میں تھا کے فجر کو کیسے سمبھالے صارم کی اس بات نے جیسے اسکا کام آسان کر دیا تھا۔۔۔۔

صارم کیوں تنگ کر رہا ہے اسے، دیکھ پہلے ہی رو رہی ہے "احد نے تو پوں کا رخ صارم کی جانب کرنے کی کوشش" کی۔۔ اسے محسوس ہو گیا تھا کہ یہ چہرہ کیوں اترا ہوا ہے آج۔۔۔۔ احد آہستہ آہستہ فجر کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔

صارم تمہیں ہر بات میں اپنے بچے کیوں یاد آتے ؟؟"

"اور مسٹر احد مجھے کیا ہونا ہے مجھے کچھ نہیں ہوا اور اپ جائیں جدھر جانا ہے اپکو

فجر اب نارمل انداز میں احد کے کپڑے بیڈ سے اٹھا کر بیگ میں ڈالنے میں مصروف ہو چکی تھی اور احد اور صارم ہونکوں کی طرح فجر کے اس انداز کو دیکھ رہے تھے جو پل میں کچھ اور اگلے ہی پل کچھ اور بن جاتی تھی اس کا موڈ کب بدل جائے کوئی کچھ نہیں کہ سکتا تھا۔۔۔

بچوں کی یاد کون سے ماں باپ کو نہیں آتی کیوں احد تجھے نہیں یاد آتے مراد اور حنا بتا بول نا"۔۔۔صارم نے فجر کی بات کو ہنسی میں اڑایا۔۔۔

یہ بچے میرے نام تم کدھر رکھنے لگ گئے انسان بن جاؤ، ہم! اپنے بچوں کے نام خود رکھیں گے "۔۔۔ہم! پہ زور دیتے ہوئے احد نے فجر کی جانب دیکھا تھا جو کپڑے پیک کرنے میں لگی ہوئی تھی۔۔وہ جیسے ان سب باتوں کو سن ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

"میں کہاں جا رہا اپنے گاؤں ہی تو جا رہا ہوں بس"

احد نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد فجر کی بات کا بھی جواب دے ڈالا۔۔۔۔

!!! طویل خاموشی کے بعد فجر نے بس اتنا کہا

ہو گی پیکنگ اور کچھ ہیلپ چاہیے تو بتا دو عامر کا کل پیپر ہے میں نے اسکو بھی پڑھانا ہے"۔ "

For more visit (exponovels.com)

فجر کا بات کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتی ہو لیکن اپنے آپ کو وہ کسی بھی طرح سے کمزور پڑتا دیکھائی نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔۔

احد نے فجر کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔۔

عامر کا پیپر کل اتوار کے دن بھی ہے فجر"۔۔۔صارم نے اس بات پہ ایسا خوفناک قہقہ لگایا کہ احد بھی اچھل پڑا اچانک" سے۔

دونوں نے ہنستے ہوے فجر کو دیکھا کے یقیننا وہ بھڑک کر اس بات کا جواب دے گی مگر وہ سپاٹ چہرہ لیے احد کو نظر انداز کرتے ہوے بس اتنا ہی کہ سکی کے،

کل مطلب نیکسٹ ورکنگ ڈے صارم"۔۔۔ "

ہنستے ہوئے چہرے اچانک سنجیدہ ہو گئے تھے۔احد کو فجر کا ایسے نظر انداز کرنا بہت برا لگا تھا۔۔اس نے اپنے غصہ کو قابو کرنے کی کوشش کی مگر اس کا چہرہ لال ہو گیا تھا۔۔۔

ہاں تم چلو میں چھوڑ آتا ہوں تمہیں"صارم نے حالات کی کشیدگی کو جانچ لیا تھا۔۔۔"

ہاں چلو"۔۔۔"

فجر نے احد کی آنکھوں میں دیکھا جہاں صرف سرخی دیکھائی دی۔۔

وہ اس کے جذبات سمجھنے سے قاصر تھی پل بھر کی دیر کیے بنا وہ صارم کے ساتھ کمرے سے باہر آچکی تھی۔۔

مگر وہ ابھی بھی پرامید تھی کے احد اسکو ضرور روکے گا اور وہ اسکو منالے گی حویلی ناجانے کے لیے۔۔۔

کمرے سے نکلتے دیکھ کر احد کے دل کو جسنے کیوں کچھ عجیب سا ہوا تھا۔۔۔ فجر کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جسے آج سے پہلے اس نے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ وہ جلدی سے کمرے سے نکلا اور گھر کے دروازے کی جانب بھاگا جہاں سے فجر اور صارم باہر نکلتے دیکھائی دے رہے تھے۔۔۔

صارم کے پیچھے چلتے فجر کے قدم ناجانے کیوں اسکو آگے بڑھنے سے روکنے کی کوشیش کر رہے تھے فجر جیسے ایک ایک قدم سوچ سوچ کر اٹھا رہی تھی وہ اتنا اہستہ کبھی بچپن میں نہیں چلی تھی جتنا اب اس وقت چل رہی تھی اپنی ہی دھن میں چلتے صارم کو پیچھے سے انے والی اواز نے روکھا تھا۔۔

"فجر رکو مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے"

احد کی سانس پھولی ہوئی تھی وہ بہت تیزی سے بھاگ کر ان تک پہنچا تھا۔۔۔ صارم کے لیے ان دونوں کی فیلنگز سمجھ میں آنے والی نہیں تھی۔۔۔ وہ دیوار سے پشت لگائے ان کو دیکھ رہا تھا۔

اس ایک آواز پے اسکی آنکھیں چمکی تھی ایک لمحہ ضائع کیے بغیر وہ پلٹی تھی۔۔۔

کہاں جارہی ہو اتنی جلدی میں اور مجھے روکا کیوں نہیں آج جانے سے"۔۔۔وہ ڈھکے چھپے انداز میں اپنے اور فجر کے تعلق کو وجہ بنا کر شکوہ کر رہا تھا۔۔اس کی آواز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سچ مچ ایک بار روک لینے سے رک ہی جائے گا۔۔۔

اچھا تو وہ کمرے میں میں کیا کر رہی تھی روک رہی تھی نا"فجر نے فوراً سے جواب دیا۔۔"مگر فجر تم"۔۔۔"

اور کچھ نہیں احد دیکھو رک جاو نہ تمہیں پتا بھی ہے میں کیسے گزاروں گی دن اوپر سے چھٹیاں بھی ہیں اور تمہیں پتا تو ہے" نہ صارم کا بچہ کسی کام کا نہیں ہے اور نہ ہی میری کوئی اور سہیلی ہے اب بولو بھی"بے چینی سے فجر بولے چلی جارہی تھی۔۔۔

دیکھو سات دنوں کی ہی بات ہے۔۔میں جلدی واپس آجاؤں گا۔اور صارم تو میرے ساتھ جارہا ہے بتایا نہیں اس نے تمہیں۔۔۔احد نے گھورتے ہوئے صارم کو دیکھا۔۔۔

احد کی بات پر جیسے فجر کی تو جان ہی نکل گی اب احد کو چھوڑ کر اسکو صارم کی فکر ستانے لگی تھی۔۔"کیا تم دونوں کو میرا کوئی خیال ہے میں اکیلی کیا کروں گی احد بولو جواب دو"۔۔۔۔فجر پھر سے کمزور پڑتی جارہی تھی۔۔۔

احد مجھے ڈر لگتا ہے یار تم سمجھ کیوں نہیں رہے"۔۔۔رندھی ہوئی آواز میں فجر بولی۔۔"

گھر کے اندر جانے کے بجائے اب ان تینوں کا رخ پارک کی جانب تھا۔۔۔احد اور صارم فجر کی آخری بات سن کر خاموش ہو گئے تھے۔۔۔دونوں کو ہی یوں محسوس ہوا تھا جیسے فجر کو آنے والے وقت میں کچھ برا ہوتا محسوس ہو رہا ہے۔۔۔صارم کے چہرے سے عیاں تھا جیسے وہ ہار مان جائے گا۔۔۔

چلو صارم کو نہیں لے کر جاتا میں!!!تب تو پرابلم نہیں ہو گی نا کوئی"۔۔۔"

احد انکل جائیں نہ وہ کیوں نہیں جا۔رہے تم تو بچے ہو تمہیں کیا سمجھ زمینوں کے کاموں کی"فجر نے اپنی طرف سے" بہت اچھی دلیل پیش کی تھی مگر دوسری طرف احد کو بچہ کہنے والی بات پے دونوں کا منہ سرخ ہو چکا تھا کیونکہ ہنسی کا جو طوفان دونوں کے اندر آیا تھا اسکو باہر نکال کے اپنی جان سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتے تھے۔۔۔

احد نے اپنے دائیں بائیں جانب سر گھما کر دیکھا۔۔۔پھر صارم کو دیکھا۔۔۔"یہ بچہ کہاں ہے مجھے دیکھائی نہیں دے رہا" احد نے فجر کی بات کو مزاق میں اڑانے کی کوشش کی تھی۔۔۔"یہ بچہ ہے تو میں ابھی عالم بالا میں ہوں پیدا ہی نہیں ہوا"۔۔۔اب کی بار دونوں اس شدت سے ہنسے کہ پارک میں موجود لوگوں کی نظریں ان پہ جم گئیں تھیں۔۔۔

بابا اور بھائی کاموں میں مصروف ہیں ناتب نہیں جا رہے"ہنسی کو روکتے ہوئے احد نے جواب دیا۔۔۔فجر کے ماتھے پہ" بل نمودار ہو رہے تھے۔۔۔

ٹھیک ہے تم اور صارم دونوں جاو میں نہیں چاہتی میری وجہ سے تم دونوں کا پلین کینسل ہو اور مجھے دن میں 3 دفعہ " دونوں نے کال کرنی اوکے "۔۔۔فجر نے جیسے حکم جاری کیا تھا۔۔وہ لڑکی ہونے کے باوجود ان دونوں سے کبھی دب کر نہیں رہی تھی۔۔۔

تین بار کال اور وہ بھی باری باری وہ بھی تم کو؟؟؟ مینڈک کی کوزکام ہو گیا ہے کہ کچھ ہو جائے گا اتنی تم پہنچی ہوئی ہستی ہو " نا" صارم ہنس ہنس کر دوہرا ہوا جا رہا تھا۔۔وہ بینچ سے اس دوران نیچے بھی گر گیا تھا۔۔۔فجر کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ صارم کی ان باتوں پہ ہنسے یا اپنا سر پیٹ لے۔۔۔

احد منہ کو ہاتھوں میں چھپائے ہوئے ان کی باتیں سن سن کر ہنستا جا رہا تھا۔۔ایک تماشہ سا لگا رکھا تھا صارم اور احد نے۔۔۔

"صارم منحوس انسان کبھی تو میری بات کو سیریسلی لے لیا کرو"

دونوں کو ہنستے دیکھ کر فجر بھی ہنس پڑی تھی اس ایک لمحے میں فجر کو اپنے اس پاس کے لوگ درخت اسمان سب مسکراتے ہوئے نظر آئے تھے اس نے اس منظر کو اپنی آنکھوں میں قید کر لیا تھا کیونکہ اب اسکی اگلی پینٹنگ کی تھیم یہی تھی۔۔۔۔ تین ہناتے مسکراتے دوست اور یہ پیارا منظر کینوس پہ اتاڑ کر احد کو دیکھائے گی جب احد گاؤں سے لوٹ کر آئے گا۔۔۔

شکر ہے ہنسی تم بھی، ورنہ مجھے لگا تھا جیسے بتیسی گھر رکھ آئی ہو"۔۔۔آگے بڑھ کر صارم نے فجر کے گال اس قدر زور " سے کھینچے کے فجر درد سے بلبلا اٹھی۔۔۔اسے اب وہی صارم زہر لگ رہا تھا جو چند لمحوں پہلے سب سے اچھا دوست دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔احد نے صارم کا کان پکڑ کر اسے کسی بکرے کی طرح پیچھے کھینچ لیا۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

صارم اللہ تمہیں اتنے بچے دے کے کبھی کسی معصوم ! لڑکی کے گال کھینچنے کی نوبت نا آئے "فجر نے اپنے گال سہلاتے " ہوئے صارم کو مکا مارا جو صارم کو پکڑے احد کی ناک پے لگا اور وہ بلبلا کے رہ گیا۔۔۔

ہائے امی جی ! ! ! ! احد ناک سہلاتے ہوئے چلایا اور وہیں بیٹھ گیا۔۔۔

فجر کی بات کا جواب دینے سے پہلے ہی احد کو اپنے ناک کی فکر ستانے لگی اور وہ گھر کی جانب بھاگا۔۔۔اسے جاتا دیکھ کر صارم اور فجر بھی ہنستے ہوئے گھر کی جانب بڑھ گئے۔۔۔ فیصلہ ہو چکا تھا۔۔۔سات دن اور دن میں تین مرتبہ فون کال۔۔۔۔زندگی حسین تھی اور مسکراتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔۔۔

----------/3\----------

اپنے ابا جی کی ہدایات کو سنتے سنتے احد سن ہو چکا تھا۔ گاؤں میں کسی معاملے میں دخل مت دینا۔ کسی بات پہ ضد مت کرنا۔ جہاں جانے سے روک دیا جائے اس طرف کا رخ مت کرنا۔ یہ سب اور ایسی ہی بے شمار باتیں احد کو سمجھائیں جا رہی تھیں۔ احد کو گاؤں کبھی نہ بھیجا جاتا اگر احد کے ابا یا بھائی کاموں میں پھنسے ہوئے نہ ہوتے۔۔احد کی امی نے گاؤں کے رشتہ داروں کے لیے تحفے تحائف کا پورا ایک الگ بیگ تیار کر کے رکھ دیا تھا۔ بیگ کو دیکھتے ہی صارم نے چونک کر احد کی طرف دیکھا، جو پہلے ہی منہ کھولے ہوئے صارم کو دیکھ رہا تھا۔

امی میں یہاں شہر سے جا رہا کوئی امریکہ سے تو نہیں آیا جو یہ سب لے کر جانا پڑے گا"۔احد نے سر پیٹ لیا اپنا۔احد کے " ابا وہاں موجود ہوتے تو احد ایسی کسی حرکت کو کرنے کی کوشش تو کیا ایسا سوچتا بھی نہ۔

جیسا کہ رہی ہوں وہ کرو میں تمھاری ماں ہوں تم میرے اباجی نہ بنو، اور صارم اگر احد وہاں کوئی بات نہ مانے مجھے اسی وقت تم نے فون کر دینی ہے"۔۔احد کی امی ان دونوں کی نظر اتارنے کے ساتھ ساتھ ڈانٹ بھی رہی تھیں۔احد سر جھکائے خاموشی سے سب کچھ سن رہا تھا۔اس کا دل چاہ رہا تھا سامنے رکھے اس بیگ کو اٹھا کر کہیں باہر پھینک دے آگ لگا دے۔بنا کسی وجہ کے احد کو اس بیگ سے الجھن سی ہو رہی تھی۔

آنٹی فکر نہ کریں آپکے بچے کو میں اپنا بیٹا سمجھ کر اسکا خیال رکھوں گا"۔صارم نے ایسے جزباتی انداز میں بات کی جیسے وہ کوئی لڑکا نہیں سچ مچ کی کوئی آنٹی کھڑی ہو۔صارم کی بات سن کر کمرے میں موجود احد اور اس کی امی کی ہنسی نکل گئی جبکہ سندس بھابھی بھی مسکرا اٹھیں۔

صارم اور احد گاڑی میں سامان رکھ چکے تو انہیں خیال آیا کہ فجر تو ملنے بھی نہیں آئی۔جانے سے پہلے ایک بار اسے مل لینا ضروری تھا۔ورنہ اپنی غلطی قبول کرنے کے بجائے وہ ان ہی دونوں سے ناراض ہو جاتی۔

گھر والوں کو مل کر گاڑی فجر کے گھر تک صارم لایا تو بالکونی میں کھڑی ہوئی فجر دیکھائی دی جو نہ جانے کن خیالوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔گاڑی کا ہارن بجاتے ہوئے احد نے ہاتھ لہرا لہرا کر فجر کو اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کی۔۔مگر یہ سب کوششیں کارگر ثابت نہ ہوئیں تو یہ دونوں لڑکے گاڑی سے نکل کر گھر کی جانب بڑھے ہی تھے کہ گھر کا دروازہ خود سے ہی کھل گیا۔دروازہ کھولنے والا عامر تھا جو گاڑی کے ہارن بجنے سے باہر نکل کر دیکھنے آیا تھا۔۔عامر کے بالوں کے بنے سپائکس کو دونوں نے مل کر خراب کیا کسی فرض عمل کی طرح سے نبھایا اور اندر کی جانب بھاگتے چلے گئے۔

میرے سارے بال خراب کر دیئے اتنی محنت سے بنائے تھے"۔۔"

احد اور صارم کو اپنی بہن کی طرف جاتے دیکھ کر عامر کی بڑبڑاھٹ واضح تھی وہ ان کے پیچھے ہی بھاگا چلا آیا تھا۔

اولڑکی کن خیالوں میں ہو؟جو آس پاس کی کوئی خبر ہی نہیں ہے"صارم نے فجر کی آنکھوں سامنے چٹکی بجاتے ہوئے" اسکی توجہ اپنی طرف کروائی جوان کے اتنے قریب پہنچنے پہ بھی بے خبر اپنی سوچوں میں گم تھی۔۔۔

تم اور تمہارے بال بڑے آئے ہیرو!"صارم نے ایک چپت لگائی عامر کے سر پے۔۔۔احد کی نظریں اب تک فجر پہ" جمی ہوئی تھی جو بت بنی بیٹھی تھی۔

.."فجر خیریت ہے سٹیچو بن کے کیوں کھڑی ہو"

احد نے فجر کو دیکھتے ہوے کہا۔۔۔

"کیا یار مجھے کیا ہونا ہے بھلا خاموش ہوں تب مسلہ اور بولوں تو کہتے ہو پٹر پٹر بولتی ہے"

فجر نے ہنستے ہوئے بات ایسے گماہی کے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔اس کی آنکھوں میں آنسوں جیسے جم کر موتی بن گئے تھے۔

یہ اسکا بہت بڑا کمال تھا کے وہ سامنے والے کو اپنے اندر چلنے والی کیفیت سے باخبر نہیں ہونے دیتی تھی۔۔ابھی بھی اس نے یہ ہی کیا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کے اسکی وجہ سے کوئی اداسی پیدا ہو۔۔۔

تو ہمیں ملنے کے لیے کیوں نہیں آئی؟یہ کیسی دوستی اور کیسا۔۔۔"۔۔۔"

احد نے بات جانتے بوجھتے ہوئے ادھوری رہنے دی تھی۔

صارم اور عامر کی لڑائی پیچھے جاری تھی جبکہ احد فجر کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے دل کی کیفیت کو جان لینے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

وہ لوگوں کے چہروں کو پڑھنے میں بہت مہارت رکھتا تھا۔

اچھا نہ اب ایسے گھور گھور کے تو نہ دیکھو! اور ملنے کیوں اتی تم کونسا محاذ فتح کرنے جا رہے ہو"۔۔۔"

فجر نے احد کو چڑانے کے لیے یہ کہنا ہی مناسب سمجھا۔۔۔

محاذ پر جا نہیں رہا لیکن سفر پہ تو جانا ہے نا! ! اور یہ شکل درست کرو ورنہ راستے میں یہ خوفناک چہرہ ڈراتا رہے گا" مجھے"۔۔۔ کمال بے نیازی سے احد نے فجر کو جواب دیا۔

ویسے مجھے ہی مل لو میں تو محاذ پہ ہی جا رہا ہوں اس کے ساتھ ہونا محاذ سے بھی مشکل کام"۔۔۔ صارم نے بھی اپنا حصہ " ڈالا بات میں۔۔۔۔

اج پہلی دفعہ سنا ہے خوفناک جن بھی کسی سے ڈرتے ہیں کیوں صارم"۔۔۔۔ فجر نے احد کو زچ کرنے کا سلسلہ جاری" رکھا۔۔

"چل صارم اسے تو بس طنز ہی کرنا ہے"

احد کو فجر کا رویہ سخت ناگوار گزرا تھا وہ تیزی سے باہر کی جانب چل دیا۔اس کے چلنے کی رفتار ایسی تھی جیسے پیدل ہی گاؤں تک کا سفر کر لے گا۔۔شام سے پہلے پہلے پہنچ جانے کی تلقین کی جا چکی تھی ان دونوں کو۔

اوئے یار سنو تو غصہ کیوں ہو رہے میں مذاق کر رہی تھی "فجر تیزی سے انکے پاس پہنچی تھی۔۔"

اب بھلا تم جن ہو سکتے ہو کیا"۔۔فجر نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "

تیز تیز بولتے ہوئے وہ آنکھوں کو بھی استعمال کر رہی تھی۔۔۔

بات جن کی نہیں ہے فجر!!"احد جیسے کچھ کہنا چاہتا تھا۔وہ جیسے کچھ بات کھلوانا چاہتا تھا فجر سے۔۔۔مگر وہ چپ چاپ" گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔کمزور پڑتے احد نے خود پہ قابو پا لیا تھا وہ اب پہلے سے زیادہ تازہ دم لگ رہا تھا۔۔

احد سنو تو میں بہت مس کروں گی تمہیں بہت زیادہ ایسے ناراض ہو کے تو نا جاو نہ یار "گاڑی کے پاس ننگے پاؤں کھڑی" ہوئی فجر کا چہرہ مرجھا سا گیا تھا اچانک سے۔۔

احد بھلا کب رک کر سننے والا تھا۔اس نے فجر کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی گاڑی سٹارٹ کر دی اور دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی دھول اڑاتی ہوئی گلی کے کونے پہ پہنچ چکی تھی۔۔گرد آلود گلی میں فجر اکیلی کھڑی انہیں جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔

وہ بس اک آہ بھر کے دور جاتی اپنی منزل کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

----------/3\----------

گاڑی گاؤں کی جانب جانے والی کچی سڑک پر ڈال دی تھی احد نے۔۔۔سورج گاڑی کے ساتھ ساتھ درختوں کی اوٹ میں بھاگا چلا جا رہا تھا۔احد کی گاڑی کے آگے ایک اور گاڑی بھی چلی جا رہی تھی جو احد کی رہنمائی کے لیے پکی سڑک پہ پہلے سے ہی موجود تھی۔گاڑی کی رفتار دھیمی تھی کہ اب کوئی خطرہ نہیں تھا۔وہ لوگ آرام سے اپنی حویلی میں جا سکتے تھے۔۔۔کچی سڑک پر گاڑی کے ٹائروں کے نیچے آتے سنگریزوں کی آواز کے ساتھ گاڑی کا انجن شور مچا رہا تھا۔گاڑی میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔احد سٹرینگ ویل کو دونوں ہاتھوں سے تھامے ہوئے تھا۔اس کی نظریں سامنے جاتی ہوئی گاڑی کو بھی دیکھ رہی تھیں اور ساتھ ہی ساتھ دور دور تک پھیلے ہوئے کھیتوں میں کٹی ہوئی فصلوں کے لگے ہوئے ڈھیروں پر بھی تھیں۔گاؤں کی ایک سنہری اور ہلچل سے بھرپور شام تھی جس شام میں احد صارم کے ساتھ یہاں آیا تھا۔۔

صارم جو مسلسل گاڑی سے باہر ہی دیکھ رہا تھا اس نے جیب سے موبائل فون نکال کر ہوا میں لہرایا۔۔۔

ارے یار یہ کیا"۔صارم نے موبائل کو گاڑی سے باہر نکال کر اسکی اسکرین کو غور سے دیکھا۔"

کیا ہوا دماغ چل گیا ہے کیا؟"۔۔۔سڑک پہ نظریں جمائے ہوئے احد نے صارم کی اس حرکت پہ سوال کیا۔"

"دماغ نہیں چل گیا، فون کا نیٹورک چل گیا ہے"

صارم جو بندر بنا گاڑی سے باہر لٹک رہا تھا واپس اندر بیٹھتے ہوئے بولا۔۔اس کے چہرے پہ ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔
موبائل کو بے دلی سے ڈیش بورڈ پر رکھ کر وہ احد کی جانب پلٹا۔

ہاں تو کیا ہوا؟" بے پرواہ سا یہ انداز جو احد کی پہچان تھا اب بھی قائم تھا۔"

پینک ہو جانا یا جلد بازی میں گھبراہٹ کا شکار ہونا احد کی فطرت کے خلاف تھا۔

بلکل ٹھیک کہہ رہے ہو کیا ہوا؟۔ ہوا نہیں ہو جائے گا اگر شہر میں رہنے والی اس پھولن دیوی کو ہماری فون کال نہ پہنچی"
تو!"۔صارم نے سر کھجاتے ہوئے جواب دیا۔

گاڑی میں سناٹا چھا گیا تھا۔ بات واقع ہی پریشان کن تھی۔اگلے سات دن اگر نیٹورک کا یہ ہی حال رہا تو واپس جا کر سات ماہ تک کے لیے فجر کا پھولا ہوا منہ دیکھنا پڑے گا۔

ونڈ سکرین کے پار وہ منظر دیکھائی دینے لگا تھا جسے دیکھے ہوئے ایک بہت لمبا عرصہ گزر چکا تھا۔وہ آخری مرتبہ گاؤں شاید دس سال کی عمر میں آیا تھا۔تب سے لے کر آج تک سب کچھ ویسا کا ویسا ہی لگ رہا تھا۔

حویلی کا صدر دروازہ کھول دیا گیا تھا۔رہنمائی کے لیے آنے والی گاڑی برق رفتاری سے اندر داخل ہو کر دائیں جانب کو چلی گئی تھی جبکہ سامنے کھڑا بندوق بردار چوکیدار احد کی گاڑی کو بائیں جانب موڑنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

اس طرف خاندان کے لوگ گاڑیاں کھڑی کرتے تھے جبکہ دوسری طرح وہ گاڑیاں کھڑی کی جاتی تھیں جو ملازمین کے استعمال میں ہوا کرتی تھی۔ حویلی کے اس حصہ کا کوئی ملازم بھی رہائشی حصہ میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔۔ایک نوگوایریا تھا۔۔۔ذات پات کی وہ تقسیم جس کے خلاف آواز بلند کرنے اور مختلف اوقات میں تقریریں کر کے جو میڈل احد نے حاصل کیے تھے ان تمام کی جیتی جاگتی تصویر آنکھوں کے سامنے تھی۔۔

احد اور صارم کے استقبال کے کیے وارث تایا کے بیٹے نیاز اور ایاز موجود تھے۔۔۔

نیاز پینتیس سال کے لگ بھگ عمر کا مرد جس کے چہرے کی گھنی داڑھی اور بڑی بڑی مونچھیں عین اسکی رعب دار شخصیت کی عکاس تھیں۔

ایاز بتیس تینتیس سال کی عمر کا کلین شیو شخص جس نے آنکھوں پہ ڈھل چکی شام میں بھی چشمہ لگائے رکھا تھا۔اس کی وجہ ایاز کی ایک آنکھ کا مصنوعی ہونا تھا۔۔لڑکپن میں کسی لڑائی کے دوران جب دشمنوں نے وار کیا تو ایاز کی آنکھ بہہ گئی تھی۔جس کے جواب میں دشمنوں کے دو بندے مارے گئے تھے۔ایاز اور احد کے بھائی زبیر کی عمریں بھی ایک جیسی تھی تو شکل وصورت بھی ملتی جلتی تھی۔ مگر مزاج اور عادتیں دونوں کی ہی متضاد تھی۔۔

نیاز،ایاز احد اور صارم کو کمرے میں چھوڑ کر اور رات کے کھانے پہ ملاقات کا کہ کر چلے گئے تھے۔نیاز شادی شدہ اور دو بچوں کا باپ بھی۔جن کی بیوی نازیہ اور بیٹا فرحان بیٹی در شہوار سب ہی گھر پہ موجود نہیں تھے وہ دونوں ہی عمر میں آٹھ سے دس سال کے درمیان تھے اور گرمی کی چھٹیوں میں نانی کے ہاں رہنے کو گئے تھے۔۔۔

احد کی پھوپھی زاد امینہ جو ایاز کی بیوی اور اس کے بیٹے متین کی ماں اور وہ بھی اسی حویلی میں تھی۔۔امینہ کے والدین کا انتقال ہو گیا تھا اور بھائی حیدر ملک سے باہر تھے۔۔

"ہیلو۔۔۔صارم کیا بول رہے ہو اواز کیوں نہیں آرہی۔"

فجر جو کچھ دیر پہلے پینٹنگ بنانے میں مصروف دنیا جہاں سے بیگانہ تھی صارم کی کال سے واپس دنیا میں لوٹی تھی۔اور اب منصوحی غصہ سجائے فون کو دیکھ رہی تھی۔

جس سے اب صرف ٹوں ٹوں کی اواز آرہی تھی۔۔۔وہ پینٹنگ کو بھول کر اب احد اور صارم کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔۔

کس جنگل میں آگیا ہوں میں بھی حد ہے یار۔"اپنے آپ سے باتیں کرتے کرتے صارم نے پھر سے فون ملانے کی" کوشش کی تو فون کے سگنل ہی غائب ہو گئے۔احد جو نہانے کے لیے باتھ روم میں گھسا تھا جلد ہی باہر نکل آیا۔پانی اس قدر ٹھنڈا تھا وہ کانپ رہا تھا اب تک۔۔

اب یہ کیا نمبر کیوں بیزی ہے اور یہ احد کا نمبر کیوں اف جا رہا فجر."دانتوں میں برش دبائے اب آئینے کے سامنے کھڑی" اپنے بالوں کا جائزہ لے رہی تھی۔جن کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے حالت خستہ تھی ابھی وہ انہیں سوچوں میں گم پھر سے نمبر ملا رہی تھی کے نیچے سے شور کی اواز نے اسکا دھیان بٹا دیا۔۔

نیچے سے عامر کی آواز اوپر آرہی تھی۔۔

"آپی نیچے آو!!!فون ہے گاؤں سے احد بھائی کا جلدی سے آو۔"

عامر اچھل اچھل کر بہن کو آوازیں دے رہا تھا۔

..فجر عامر کی اواز سنتے ہی نیچے کی طرف بھاگی

".آہ!!!امی جی میرا پاؤں"

سیڑھیوں سے اترتے ہوئے اسکا پاوں بری طرح سے مڑا تھا عامر بھاگتے ہوے بہن کے پاس آیا تھا۔ جس کی اواز فون کی دوسری طرف احد بھی سن چکا تھا۔۔۔

"فجر فجر تم ٹھیک ہو نا؟؟فجر کچھ تو بولو۔"

احد کی آواز سے گھبراہٹ واضع تھی۔ صارم جو کمرے میں بیٹھا ہوا تھا باہر راہداری میں رکھے اس فون کے پاس آچکا تھا۔۔فون کی دوسری جانب سے کوئی بھی بات نہیں کر رہا تھا۔۔

لینڈ لائن نمبر ہونے کے باوجود رابتہ نہیں ہو رہا."احد نے ریسیور کو پٹختے ہوئے کہا۔۔۔"

آہ امی میرا پاوں ٹوٹ گیا۔"فجر کی امی جو ساتھ والی آنٹی سے باتوں میں مصروف تھی فجر کی آواز سن کے اسکی طرف بھاگی چلی آئیں۔

عامر فجر کو سہارہ دیئے صوفے پہ بٹھا رہا تھا۔

فجر ماں کو دیکھتے ہوئے پھر سے رونے میں مصروف ہو چکی تھی۔۔۔

دوبارہ سے فون ملانے کی کوشش کی گئی تو اب کی بار بیل جا رہی تھی فون اس بار صارم نے کیا تھا۔۔۔احد تو جیسے بت بنا دیوار کا سہارا لیے کھڑا تھا۔۔۔

ہیلو کون میں صارم بات کر رہا ہوں پلیز فجر سے بات کروادیں۔"صارم نے بنا رکے بات جاری رکھی۔"

صارم بھائی اپی کو پاوں میں چوٹ لگی بادمیں بات کرتا ہوں."عامر نے فون بند کر دیا تھا۔۔"

دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی تھی۔احد کے کانوں میں فجر کی چیخیں اب تک سنائی دے رہی تھیں۔وہ دوبارہ سے کمرے کے اندر جا چکا تھا جہاں صارم کھڑکی سے باہر دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

صارم واپس چلیں صبح؟"احد نے صارم کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے سوال کیا۔اسکی نظریں صارم کے چہرے پہ" تھی تو سوچیں کسی اور ہی جگہ اٹکی ہوئی تھیں۔۔

"واپس مگر کیوں"

"یار وہ پتہ نہیں کس حال میں ہو گی۔"

احد نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام رکھا تھا۔۔۔

"عامر کیا ہوا فجر کو؟؟"

".امی پاوں مڑ گیا ہے سڑھیوں سے اترتے ہوئے"

"امی یہ سب اس عامر کی وجہ سے ہوا ہے اتنا شور مچایا ہوا تھا اس نے۔۔۔۔۔۔"

عامر جہاں فجر کی بات سن کے گرتے گرتے بچا تھا وہیں امی کی ڈانٹ کا بھی الگ سلسلہ شروع کو چکا تھا جسکو اپنی صفائی میں کچھ بولنے کا کوئی موقع نہیں دیا گیا تھا۔۔۔

----------/3\----------

کھانے کی میز پہ تایا وارث علی۔ نگہت تائی جی اور ایاز بھائی بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔امینہ بھابھی گھر کی ملازمہ کو کھانا لگانے اور برتنوں کو ترتیب سے رکھنے کا حکم دے رہی تھیں۔

ایاز بھائی کا بیٹا متین کھولنا گن لے کر ہوا میں کہیں نشانے بازی کے جوہر دیکھا رہا تھا اپنے آپ کو۔

صارم اور احد نے سب سے پہلے اندر داخل ہوتے ہی تایا وارث کو سلام کیا اور تائی جی کے آگے جھکتے ہوئے ان کی دعائیں بھی لی۔۔۔امینہ بھابھی نے دونوں کو ان کی نشستوں کے بارے میں بتایا۔۔

کھانے کے کمرے میں خاموشی طاری تھی۔تایا جی کی شخصیت کا رعب ودبدبہ اس قدر تھا کہ ان کے سامنے کھانا کھاتے ہوئے صارم کے تو ہاتھ بھی کانپ رہے تھے۔۔

احد جو اپنے آبائی گھر میں تھا اس کے ماتھے پہ بھی ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہو رہے تھے۔۔۔۔

کھانے کے بعد تایا جی اور ایاز جلدی ہی چلے گئے جبکہ امینہ بھی متین کو سلانے کے لیے اسے اسکے کمرے میں لے کر چلی گئی۔۔

تائی جی یہ امی نے کچھ تحفے بھیجے تھے آپ سب گھر والوں کے لیے "احد نے کمرے کے کونے میں رکھے ہوئے بیگ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

تائی جی جو ملازمہ کے برتن اٹھانے کے بعد ٹیبل کو خود اچھی طرح صاف کرنے میں مصروف تھی انکے کام کرتے ہاتھ احد کی بات سن کر پل بھر کو رکے تھے۔۔۔۔۔

".بیٹا بھلا اس تکلف کی کیا ضرورت تھی تمھارا اتنے سالوں بعد ادھر گاوں آنا بھلا کسی گفٹ سے کم تھا کیا"

وہ اب احد کو پاس بٹھاتے ہوئے اس کو پیار سے دیکھ رہی تھی جو نا جانے فرش کو کیوں گھورنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔۔

"بس یہ تو اپکا پیار ہے اور امی نے بڑے دل سے یہ سارے تحائف خریدے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔"

"وہ تو ٹھیک ہے بیٹا انکو میری طرف سے بہت شکریہ کہنا اور اتنا ٹائم ہو گیا تمہیں ائے ہوئے زرنیش سے ملے کیا؟؟؟؟"

تائی جی کا پیار بھرا انداز آج بھی دل کو چھو لینے والا تھا۔انکا پیار سے تھپکی دینا انکے سچے جذبات کی ترجمانی کر رہا تھا۔۔وہ زمین پر دیکھ رہا تھا جب اس کے کانوں میں زرنش کا نام گونجا۔ بچپن کی بہت سی یادیں اور شرارتیں جیسے فلم کی طرح آنکھوں کے سامنے چلنے لگی تھی۔۔۔

زرنش نہیں میں ان کے بارے میں تو پوچھنا ہی بھول گیا وہ کھانے پر بھی نہیں آئی۔"احد کو جیسے یہ سب کچھ عجیب سا لگا" اور اپنی نادانی پہ اسے غصہ بھی آنے لگا تھا۔۔

زرنش وارث تایا کی اکلوتی اور بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی۔ جس کی عمر ستائیس سال کے لگ بھگ تھی۔کالج کی پڑھائی کے دوران وہ احد لوگوں کے پاس ہی تو رہی تھی جب احد ابھی اسکول میں پڑھتا تھا۔۔

ہاں میں انکو کیسے بھول گیا ادھر وہی تو ایک ایسی انسان تھی جن سے میری دوستی تھی"

"مجھے خیال نہیں رہا تو وہ بھی ملنے نہیں آئی

اس نے شکوہ بھرے انداز میں تائی کو دیکھا جن کے چہرے پر ایک رنگ آ کے گزر گیا تھا

"کدھر ہیں وہ تائی؟؟؟؟؟"

اب تائی کو چھوڑ کر اسکو زرنیش سے ملنے کی چاہ جاگ گی تھی۔۔۔

بیٹا وہ شاہد باہر کیاریوں کی طرف ہے۔۔۔۔

اتنی رات کو کیاریوں کے پاس" وہ بات ادھوری چھوڑ کر سٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے باہر کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔ملازمہ" کو تائی جی نے حدایات دیتے ہوئے کہا کہ وہ زرنش تک لے جائے احد کو۔۔۔اتنے سالوں بعد وہ زرنش کے سامنے جانے والا تھا۔۔دل میں طرح طرح کے خیال پیدا ہو رہے تھے۔۔۔

موتیے کے پھولوں کے پاس سر پے آسمانی رنگ کا دوپٹہ اوڑے جس میں سے اسکے لمبے گیلے بال نظر آرہے تھے اور کچھ اوارہ لٹیں اگے کو اسکے کندھوں سے نیچے کو تھی کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوی اس پاس سے بیگانہ تھی اسکی خوبصورتی کی مثال گاوں میں ہر کوئی دیتا تھا مگر زندگی میں صرف خوبصورت چہرے کام نہیں اتے۔۔۔۔۔۔۔

تقدیر بھی کسی چیز کا نام ہے ہائے اب بھلا تقدیر سب کی خوبصورت تھوڑی ہوتی کچھ لوگوں کو صبر کی مثال بنانے کے لیے ہی پیدا کیا جاتا۔۔۔۔۔۔۔

مرجھائے ہوئے پھولوں کو ہاتھ میں لیتے ہوئے نا جانے کس درد کا اک انسو اسکے رخساروں کو بیگھا گیا تھا۔۔۔۔

آہ جیسے یہ خوبصورت پھول مرجھا گئے اور کسی کو کوئ خبر نہیں ایسے ہی خوبصورت دل بھی مرجھا جاتے ہیں اور کسی کو خبر تک نہیں ہوتی دل بھی تو پھول جیسے ہوتے ہیں نہ خوبصورت اور نازک مگر اپنی خوشی کے لیے یا کسی کو خوش کرنے کے لیے توڑ لیے جاتے یہی حال تو دلوں کے ساتھ ہوتا انہیں بھی تو ایسے ہی توڑا جاتا کوئ پرواہ نہ کرتے ہوئے سوچے سمجھے بغیر۔۔۔۔۔۔۔۔

کوئ دور کھڑا اس اداس آنکھوں والی لڑکی کو دیکھ کر کچھ سوچنے میں مصروف تھا۔۔۔۔

احداس قدر خاموشی سے آگے بڑھا کہ اس کے قدموں کی آہٹ تک سنائی نہ دی۔ پھولوں کے پودوں کے پاس رات کے وقت یوں ایک لڑکی کھڑی ہوئی ہو۔اس کے چہرے پہ ایک پژمردہ سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی ہو۔یہ سب کتنا الگ تھا۔

وہ زرنش کہیں گم ہو گئی تھی وقت کی دھول میں۔وہ چمکتی ہوئی آنکھیں آج کسی ویران اور سنسان بستی کی مانند دیکھائی دے رہی تھی۔۔بڑی بڑی آنکھیں جیسے دھنسی ہوئیں تھی۔

----------/3\----------

ہائے ہما آنٹی میں مر گئی!!!ہائے میرا پاؤں!!ہائے آپکے بیٹے نے مار دیا مجھے۔"پاؤں کو پلستر چڑھانے کے بعد فجر" صارم کی امی کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ ہسپتال میں موجود یہ کمرہ ڈاکٹر ہما کا تھا۔۔فجر کبھی بھی اپنے درد کی وجہ سے ایسے رونا دھونا نہیں ڈالتی تھی۔ چھوٹے موٹے درد وہ ہنس کے سہتی تھی۔ لیکن آج نہ جانے کیوں وہ ایسے رو رہی تھی۔ اسکی بادامی آنکھوں میں سے آنسوں کسی ندی کی طرح بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔وہ ہما آنٹی کی لاڈلی تھی اس وقت وہ اس کے سامنے موجود تھی۔وہ اسے دلاسہ دے رہی تھی تو فجر بھی اسی تیزی سے رونے لگتی تھی۔۔

چھوڑ دو ہما یہ تو ایسے رو رہی ہے جیسے پاؤں ہم نے توڑا ہے اسکا۔"فجر کی امی جو اس رونے دھونے سے تنگ آ چکی تھیں وہ" بھی چپ نہ رہ سکی اور بول اٹھیں۔۔۔

ہاں ہاں آپ پہ ہو آپ مجھے ہی چھوڑ دیں، سر سے اتار کر پھینکنے کی تیاری کر جو لی ہے آپ نے۔"ہتھیلی سے آنکھوں کو" رگڑ کر صاف کرتے ہوئے فجر جھٹ سے بولی۔

For more visit (exponovels.com)

فجر کی بات سنتے ہی عفت اور ہما بھی مسکرا دی۔

ایسا نہیں کہتے بیٹا تم بہت بولنے لگی ہو، مجھے معلوم ہے عفت یہ کیوں رو رہی ہے اتنا زیادہ۔اسکے دوست جو نہیں ہیں" یہاں پہ تب ہی۔" مسکراہٹ سجائے وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور وارڈ بوائے کو فجر کے لیے ویل چیئر لانے کو کہا۔

چلو اب بیٹھ کر گھر میں اللہ اللہ کرنا ایک ہفتہ ایک بیٹھی رہنا سکون سے۔" فجر کی امی نے فجر کو کہا تو جیسے فجر کے سر پہ" کسی نے بم پھوڑ ڈالا،

ہاں اس اللہ کو یاد جس نے یہ حال کر دیا ہے۔اچھی بھلی تو تھی میں۔" فجر کے منہ سے ایسی باتیں تو جیسے معمول بنتی چلی" جا رہی تھی۔۔

امتحانات میں کم نمبر ہوں تو خدا میرے ساتھ یہ کرتا ہے۔کچھ حاصل نہ کر سکے تو شکوے خدا سے۔۔۔صارم کی امی نے کچھ کہنا چاہا لیکن فجر کی امی نے انہی اشارے سے خاموش رہنے کو کہا۔وہ جانتی تھی کہ انکی بیٹی غصہ میں کیا سے کیا بول جاتی ہے۔۔۔ویل چیئر آ چکی تھی۔فجر کو گھر لے جانے کی تیاری پوری ہو چکی تھی۔

"بس بھی کر دو اب یاد و سر اپاؤں میں توڑ ڈالوں آپی؟"

عامر جو بہن کی ویل چیئر چلا رہا تھا وہ بھی اب تنگ پڑ گیا تھا فجر کے مسلسل رونے سے۔وہ لوگ گاڑی کے قریب پہنچ چکے تھے جہاں احد کے بڑے بھائی زبیر ان کا انتظار کر رہے تھے۔

ہاں تمہیں لگتی تو پوچھتی میں نہ تم مجھے آوازیں دیتے نا میں بھاگتی اور نہ گرتی سارا کا سارا قصور تمہارا ہے۔"فجر پھر سے" لڑنے مرنے کو تیار ہو چکی تھی۔۔۔

ہاں میں بات کو نہ بلاتا تب بھی مجھے ہی تم الزام دیتی آپی۔"عامر بے دلی سے بولا۔زبیر بھائی کے ساتھ وہ دونوں گھر" واپس آنے لگے۔۔۔۔

----------/3\----------

"زرنش؟"

بہت دیر تک بت بنے دیکھتے رہنے کے بعد آخر کار احد نے زرنش کو مخاطب کر ہی لیا تھا۔زرنش کو ایسے دیکھ کر احد کے اوپر نہ جانے کیوں ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔سامنے کھڑی ہوئی زرنش جیسے دور کہیں کہکشاؤں میں سمائی ہوئی دیکھائی دے رہی تھی۔اسے اب تک یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ زرنش کو مخاطب کر بھی چکا ہے یا یہ آواز اس کے اندر ہی دب گئی ہے۔۔۔

احد کی اواز سن کے وہ ہڑبڑاتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔

"کیا ہو گیا آپ ڈر کیوں گئی میں ہوں"

احد نے مسکراتے ہوے زرنیش کو دیکھا کچھ لمحوں پہلے والی جھجک اب غائب تھی۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

کیسے ہوا احد؟؟؟"

"تم اچانک کسے اور کب ائے؟؟ مجھے تو علم ہی نہیں؟؟

"میں تو شام میں ہی آ گیا تھا، آپ کھانے کے وقت بھی نہیں تھیں اور یہاں اتنی رات میں پودوں کے پاس کیا کر رہی ہیں آپ؟" احد آگے بڑھا اور چند قدم کی دوری پہ کھڑا ہو کر زرنش کے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔

میں ادھر تو شام کو آئی تھی وقت گزر گیا پتا ہی نہیں چلا"

". تمہیں پتا ہے احد یہ وقت کی خاصیت ہے کے وہ گزر ہی جاتا ہے

وہ احد کے ساتھ چلتے ہوے اب اسکو وقت کا سبق ایسے پڑھا رہی تھی جیسے وہ وقت کی سب سے بڑی استاد ہو۔۔۔

وقت کی بات آپکو یاد ہے؟ اور بھول گئیں کیسے ہمیں امی سے ڈانٹ پڑتی تھی جب ہم لوگ رات کو ایسے پودوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔"

زرنش کے قدموں سے قدم ملا کر چلتے ہوئے احد کو احساس ہوا تھا وہ کس قدر بڑا ہو گیا ہے۔ کل تک جسے وہ سر اٹھا اٹھا کر دیکھتا تھا وہ آج اس کے کندھوں کے برابر بھی نہیں تھی۔۔ زرنش قد میں اتنی اونچی نہیں تھی وہ تائی جی کہ طرح تھی۔۔ پست قامت مگر پر وقار شخصیت۔۔

ہاں میں بھلااس وقت کو بھول سکتی ہوں اک رنگ ایا تھا اسکے چہرے پہ کچھ کھو دینے کا رنگ ملال کا رنگ۔۔۔۔۔"

"چلواو اندر چلتے۔۔۔۔۔

اندر چلیں ایک جوکر بھی ہے ساتھ مل لیں اس سے بھی۔" وہ ایک قدم پیچھے ہو کر زرنش کو پہلے اندر جانے کے لیے کہ " رہا تھا۔

وہ کون ہے؟" زرنیش نے سوالیہ نظروں سے احد کو دیکھا کیوں کے وہ اب جھجھکتی تھی کسی انجان سے ملنے میں۔۔وہ" اس قدر تنہائی کا شکار ہو چکی تھی کہ کئی دن تک بھائیوں کے سامنے بھی نہیں آیا کرتی تھی۔

"گھبرائیں مت! ہے ایک لمبا سا شتر مرغ جسے آپ درختوں پر چڑھنے کو کہتی تھی تو وہ کسی بندر جیسے لپک کر چڑھتا تھا۔"

وہ دونوں اندر آ چکے تھے۔ہال میں لگی دلکش پینٹنگز کو دیکھتے ہوئے صارم کو یہ اندازہ نہ ہوا کہ کب احد اور زرنش اندر داخل ہوئے۔۔

وہ جھجکتے ہوئے اب احد کے ساتھ چلتے ہوئے اب احد کے۔ تھوڑے پیچھے کو سرک گئی تھی۔۔۔

احد کو یوں زرنش کا پیچھے جانا معیوب بات لگی تھی۔وہ اتنی خوفزدہ اور سہمی ہوئی تو کبھی نہیں تھی۔۔۔

".اوئے یہ تیرے تایا جی ہیں یا دادا جی؟ بڑی کوئی خونی اکھیاں ہیں انکی"

صارم نے زرنش کو نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ احد کے پیچھے چھپی ہوئی تھی۔۔۔احد نے صارم کو گھورتے ہوئے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔

".یہ میرے دادا ہیں بہت اچھے اور پرواہ کرنے والے انسان باقی مردوں سے کافی مختلف"

جو زرنیش تھوڑی دیر پہلے احد کے پیچھے چھپ رہی تھی اب۔صارم کو کچا کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی کیونکہ اسکے دادا ہی شاہد ایک ایسے انسان تھے۔جن کے بارے میں وہ کبھی بھی کچھ نہیں سن سکتی تھی بچپن میں اکثر بڑے اسے تنگ کرنے کے لیے اسکے دادا کی کوئی بات کر دیتے تو وہ ان سے پوری لڑائی کرتی۔

صارم پھٹی پھٹی نگاہوں سے زرنش کو دیکھنے لگا۔وہ اس اچانک حملے کے لیے بلکل بھی تیار نہ تھا۔اس نے احد کو غصے سے دیکھا اور اگلے ہی لمحے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کر زرنش کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

آپ کب آئی میں تو بس یہ مونچھیں انکی وہ بس."نروس ہوتے صارم کو دیکھ کر احد کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔۔"

وہ جھجکتے ہوئے اب احد کے ساتھ چلتے ہوئے اب احد کے۔تھوڑے پیچھے کو سرک گئی تھی۔۔۔

احد کو یوں زرنش کا پیچھے جانا معیوب بات لگی تھی۔وہ اتنی خوفزدہ اور سہمی ہوئی تو کبھی نہیں تھی۔۔۔

".اوئے یہ تیرے تایا جی ہیں یا دادا جی؟ بڑی کوئی خونی اکھیاں ہیں انکی"

صارم نے زرنش کو نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ احد کے پیچھے چھپی ہوئی تھی۔۔۔احد نے صارم کو گھورتے ہوئے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔

".یہ میرے دادا ہیں بہت اچھے اور پرواہ کرنے والے انسان باقی مردوں سے کافی مختلف"

جو زرنیش تھوڑی دیر پہلے احد کے پیچھے چھپ رہی تھی اب۔صارم کو کچا کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی کیونکہ اسکے دادا ہی شاہد ایک ایسے انسان تھے۔جن کے بارے میں وہ کبھی بھی کچھ نہیں سن سکتی تھی بچپن میں اکثر بڑے اسے تنگ کرنے کے لیے اسکے دادا کی کوئی بات کر دیتے تو وہ ان سے پوری لڑائی کرتی۔

صارم پھٹی پھٹی نگاہوں سے زرنش کو دیکھنے لگا۔وہ اس اچانک حملے کے لیے بلکل بھی تیار نہ تھا۔اس نے احد کو غصے سے دیکھا اور اگلے ہی لمحے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کر زرنش کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

آپ کب آئی میں تو بس یہ مونچھیں انکی وہ بس."نروس ہوتے صارم کو دیکھ کر احد کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔۔"

زرنیش اب کبھی پیچھے کھڑے احد کو دیکھتی جو ہنسی سے بے قابو ہو رہا تھا اور کبھی اگے کھڑے صارم کو جو ہونکوں کی طرح احد کو دانت نکالتے ہوے اور کبھی سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس ہنسی مزاق کے طوفان میں کمی آئی جب تائی جی اندر داخل ہوئیں۔ بیٹی کے ہونٹوں پر اتنے دنوں بعد پھیلی ہوئی مسکراہٹ دیکھ کر وہ جیسے جی اٹھی تھی۔۔۔

"پہچانا نہیں آپ نے اسے؟"

احد نے زرنش سے پوچھا۔

یہ وہ لمبو ہے؟؟؟

"کیا یہ صارم ہے احد وہ شرارتی بچہ

".جی جی یہ ہی ہے وہ جس کی حماقتیں ہم سے کو لے ڈوبتی تھیں"

احد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صارم نے بھی باہر نکلے ہوئے دانتوں کی نمائش بند کر دی۔۔

یہ زرنش ہیں؟"انکو کیا ہو گیا یہ تو اتنی پتلی نہیں تھی کبھی۔۔صارم ایک ہی سانس میں بولے چلا گیا۔۔"

....کچھ نہیں بیٹا بس ادھر بیمار رہتی ہے یہ "جواب زرنیش کی امی کی طرف سے آیا تھا"

بیمار رہتی ہیں تو ڈاکٹر کو دکھائیں نا۔"احد جھٹ سے بول اٹھا۔"

"آنٹی انہوں نے کچھ کھایا بھی ہے کے نہیں؟ ہمارے ساتھ تو نہیں تھی کھانے پہ"

صارم جواب تک چپ تھا وہ بھلا کب تک خاموش رہتا۔

صارم کا اس طرح خیال کرنا زرنیش کو کیا کچھ یاد دلا گیا تھا اک تھا جو اس سے ایسے ہی پوچھا کرتا تھا اسکی پرواہ کرتا تھا۔۔۔۔

بیٹا کھانا کھاؤ صبح سے تم نے جو کچھ کھایا ہو ہزار بار بول چکی ہوں اپنی صحت کا خیال رکھو اب دیکھ لیا نہ کتنی کمزور ہیں "
"تمہاری ہڈیاں۔۔۔۔۔۔

ماں کی بات ابھی ادھوری تھی کہ فجر بول پڑی۔

بس کر دیں امی بس کریں ہر کوئی اپنی مرضی کرتا کسی کو میرا کوئی خیال ہے ہی نہیں میں جیوں مرو میری بات کا کوئی" مطلب ہی نہیں جائیں میں نے نہیں کھانا۔"منہ کو تکیے کے پیچھے چھپاتے ہوئے فجر بولی۔وہ بیڈ پہ لیٹی ہوئی تھی۔

اسکی امی کو معلوم تھا وہ درد کی شدت کے باعث ایسے کر رہی ہے۔لیکن فجر کے آنسوؤں کی وجہ کچھ اور ہی تھی۔پچھلے دو سے تین سالوں کے دوران ایسا کوئی دن نہیں گزرا تھا جب فجر صارم اور احد سے دور رہی ہو۔

پچھلے چند دنوں سے یہ جو دوری درمیان میں حائل تھی وہ قابل برداشت تھی۔دل کو تسلی سی رہتی تھی کہ وہ دونوں یہیں ہیں اور آس پاس موجود تو ہیں۔

درد کا علاج دوائیوں سے ہی ہونے لگتا تو لوگوں کے سچے جذبات کی وقعت نہ رہتی۔

تکیے کے ساتھ آنکھوں کو رگڑ کر صاف کرتے ہوئے فجر نے میز پہ رکھے ہوئے موبائل فون کو اٹھایا۔موبائل فون کی اسکرین بلینک تھی۔

اس پے لگے اسکرین سیور میں موجود تینوں دوستوں کی تصویر جسے دیکھ کر فجر کی آنکھیں پھر سے نم ہو گئی تھی۔۔

فون کی اسکرین کو چوم کر فجر نے موبائل فون کو اپنے دل کے ساتھ لگا لیا۔

".آئی مس یو ایڈیٹس!!!کہاں چلے گئے ہو،بندہ فون کر کے پوچھ لیتا ہے"

اپنے آپ سے باتیں کرتے کرتے وہ دوستوں سے بھی شکوہ کر رہی تھی۔۔

چند لمحوں کے بعد فجر نے پھر سے احد کا نمبر ملانے کی کوشش کی۔۔اب کی بار بیل جا رہی تھی۔۔۔

فجر کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی جارہی تھی۔۔۔خوشی اور سکون کی لہر اسے اپنے وجود میں دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

اسے یوں لگا تھا جیسے درد کی جگہ کسی نے کوئی جادو کر دیا ہے۔۔

"ہیلو!!! فجر آواز آرہی ہے؟"

فجر جیسے کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھی مگر اگلے ہی لمحے درد کی شدت سے بلبلا اٹھی۔آہ امی جی!!! فجر کے منہ سے بے ساختہ ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"کیسی ہو فجر؟؟ سوری میں کال نہیں کر سکا یہاں نیٹورک خراب ہے۔"

آواز اب بھی کٹ کٹ کر آرہی تھی۔فجر کا جی چاہا تھا وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

پہلی بار اپنے ادھورے پن کا احساس فجر کو شدت سے محسوس ہو رہا تھا۔

احدی میرا پاؤں"۔۔۔۔۔"

فجر کا ضبط ٹوٹ گیا تھا وہ رو رہی تھی۔پہلی مرتبہ ہاں شاید پہلی بار وہ اپنی تکلیف کی شدت کے بجائے اپنے تنہائی کے احساس کے باعث رو رہی تھی۔

زندگی کی ہر مشکل میں ساتھ رہنے والے دو لوگ آج فجر سے دور تھے۔۔۔

فجر کیا ہوا پاؤں کو؟"

تمہیں موچ آئی تھی نا؟؟

".عامر نے بتایا تھا

احد حویلی کی چھت پر چڑھ کر بات کر رہا تھا۔وہ چھت کے کونے میں کھڑا تھا۔ایک انچ مزید آگے بڑھنے سے وہ چھت سے نیچے چلا جاتا۔

اندھیرے میں ہونے کی وجہ سے اسے اس بات کا اندازہ نہیں تھا وہ کہاں کھڑا ہے۔

"احد میرا پیر ٹوٹ گیا ہے میرے پاؤں کی انگلیاں فریکچر ہو گئی ہیں۔"

اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کر فجر اپنی سسکیوں کو دبانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔

احد کی جانب سے مکمل خاموشی تھی فون کٹ چکا تھا۔پیغام پہنچ چکا تھا اور فجر کی بے چینی کم ہونے لگی تھی۔

اسے ایسا لگ رہا تھا کسی نے اس کے درد کی شدت کو آدھا کر دیا جیسے کوئی بوجھ بانٹ لے۔۔۔رات کے گیارہ بج رہے تھے۔

سکون آور ادویات کے استعمال کی وجہ سے فجر کو نیند آنے لگی تھی۔

موبائل فون کو سینے سے لگائے وہ ادویات کے زیر اثر جلد ہی سو گئی۔۔

----------/4\----------

صبح کے نو بجے سے لے کر شام کے چار بج چکے تھے۔قحط اور صارم مسلسل زمینوں کی سیر کر رہے تھے۔پٹواری کو خاص طور پر بلایا گیا تھا کہ وہ آئے اور زمین کی پیمائش احد کے سامنے کی جائے۔منشی جی کے حساب کتاب کی اہمیت اپنی جگہ تھی لیکن اس کے بعد سے بہت سی زمینوں کا تبادلہ بھی کیا گیا تھا جس کی وجہ سے دیر ہو رہی تھی۔۔۔

احد کے ابا نے آنے سے پہلے اسے صاف اور واضح طور پہ کہ دیا تھا، "جو بڑے کہیں گے مان لینا لالچ کرنے کی غلطی مت کرنا۔"

کسی بھی طرح کی شکایت ملنے کی صورت میں احد کو سخت سزا دی جانے والی تھی۔۔۔

احد کو سزا کی پراوہ نہیں تھی وہ تو بس تایا جی کے بلانے پہ چلا آیا تھا۔ صبح سے اب تک وہ جہاں کہیں بھی گیا تھا چپ چاپ تمام احکامات کو مانتا چلا گیا تھا۔ صارم کے لیے یہ تمام کام وقت کی بربادی ہی تھا۔ اسے جہاں بھی موقع ملتا موبائل نکال کر فجر کو فون ملانے کی کوشش کرنے لگتا۔

ایک مرتبہ وہ بات کر چکے تھے آپس میں۔ فجر کو درد زیادہ تھا۔ وہ بار بار احد کے بارے میں پوچھ رہی تھی جبکہ صارم اسے اپنی ہی کہانیاں سنائے چلا جا رہا تھا۔

"اوئے یہ نیاز کہاں ہے؟؟؟" تایا جی کی آواز پر ملازمین کے ساتھ ساتھ ایاز احد اور صارم بھی ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھنے لگے۔ وہ گھر سے تو ساتھ ہی نکلے تھے مگر اس کے بعد کب نیاز غائب ہوا یہ کسی کو معلوم نہیں ہو سکا تھا۔

"وہ جی ہو سکتا بھابھی اور بچوں کو لینے گئے ہوں!" ایاز نے ابا جی کی بات کا جواب دیا تو مگر بہت ہی مدہم آواز میں۔۔۔ وہ جیسے بھائی کی پردہ داری کرنا چاہ رہا تھا اپنے بھائی کی کوئی بات تھی جس کو چھپانے کی کوشش کی گئی تھی۔

"اوئے رہن دے وڈا آیا وکیل صفائیاں پیش کر رہا ہے، اوئے احد اور صارم سے چھپا رہا ہے جیسے کُریاں ہیں یہ، اوئے مرد کے بچے ہیں ان سے کیا چھپا رہا ہے؟ سیدھی طرح کہتا کیوں نہیں کہ گیا ہے امیراں بائی کے کوٹھے پہ۔۔۔۔۔۔"

جملے کے آخر میں اپنے ہی بیٹے کو ایسی موٹی گالی دی تایا جی نے اور حقے کی نے کو ہونٹوں میں دبا کر لمبا سا کش لیا اور دھواں اپنے سامنے بیٹھے کرموں کے منہ پے پھونک دیا۔۔

احد اور صارم نے شرم کے مارے گردنیں جھکا لیں۔ایسے ماحول اور ایسی باتوں کی عادت نہیں تھی انہیں۔۔۔

احد کو عورت کے اس روپ سے نفرت تھی۔اور ایسے مردوں سے وہ دوگنا نفرت کرتا تھا جو کسی کے ہوتے ہوئے دوسری عورتوں میں دلچسپی لیتے۔نیاز بھائی کے لیے احد کے دل میں جو عزت پیدا ہوئی تھی ان کے رعب کو دیکھ کر پل بھر میں تحلیل ہو گئی۔

جبکہ صارم کو ایسی تو کیا کسی بھی عورت میں کبھی کوئی رغبت نہیں رہی تھی وہ فجر کو بھی لڑکا بنا دینا چاہتا تھا۔جب کبھی وہ لمبے ناخن کے ٹوٹ جانے پہ افسردہ ہو جاتی تو صارم کا جی چاہتا تھا کہ وہ اس کے تمام ناخن کاٹ ڈالے۔

حویلی واپس جانے کے لیے ایاز اور کرموں ساتھ آنے لگے تھے۔۔۔احد اپنی گاڑی حویلی ہی چھوڑ کر آیا تھا۔۔مسلسل گھومتے رہنے کی وجہ سے گاؤں کو دیکھنے کا پروگرام کینسل کر دیا گیا تھا۔۔

حویلی چھوڑ کر ایاز نے بھی شہر چلے جانا تھا۔۔۔

ڈیرے پہ سگنلز کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے احد نے فجر کو کال کی تو عامر نے بتایا وہ آرام کر رہی ہے اسے نیند کی گولیاں دی گئی ہیں۔۔

حویلی میں واپسی کا سفر چند منٹ کا تھا۔۔احد اور صارم کی رضامندی سے ایاز انہیں گھر کے باہر اتار کر چلا گیا تھا۔۔۔کھیتوں میں بھاگتے دوڑتے بچے گلی ڈنڈا اور پتنگ بازی کرنے میں مگن تھے۔۔

For more visit (exponovels.com)

شام کا وقت تھا اور سورج اپنی منزل کی جانب بڑھ رہا تھا۔

حویلی کے پھاٹک نما دروازے سے اندر آتے ہی یوں لگتا تھا جیسے یہ کسی دوسری جگہ کسی الگ دنیا میں واقع ہے۔

گھر کی دیواروں پہ ہوا پینٹ اب تک سلامت تھا۔ کسی بھی چیز میں ٹوٹ پھوٹ کا کوئی نشان نہیں تھا۔۔۔

اپنے کمرے میں پہنچ کر تازہ دم ہونے کے بعد وہ دونوں تائی جی بھابھی اور زرنش سے ملنے کے لیے رہائشی کمروں کی جانب بڑھنے لگے۔۔۔

ہیلو!!!"کمرے سے باہر نکلتی زرنش کو دیکھ کر صارم نے جلدی سے کہا۔ وہ احد کے انتظار میں بلکونی میں کھڑا ہوا" تھا۔۔ وہ یوں خود سے ہی یہاں چلا آیا تھا۔ گھر کے مردوں میں سے کوئی اسے احد کے بغیر یہاں دیکھ لیتا تو ایک طوفان آجاتا۔۔

!!!جی

چہرے پے سنجیدگی سجائے زرنیش نے دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے صارم کو دیکھا۔۔۔

آپ یہاں کیا کر رہے اور احد کدھر ہے۔"سوال میں روکھا پن بھی تھا اور حیرانی بھی۔"

وہ میں اسے کا انتظار کر رہا تھا۔"

(ہاتھ سے کمرے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے)

"!!!وہاں کمرے کے باہر تو حویلی دیکھتے دیکھتے یہاں تک آگیا سوری

صارم کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔

نہیں نہیں سوری نہ بولیں بس میں اسلیے کہ رہی تھی یہ گاوں اور یہاں کا ماحول ویسا نہیں جیسا شہر میں آپ لوگوں کا."""
بات مکمل کر کے زرنش جانے کو پلٹنے لگی تو صارم جھٹ سے بول اٹھا،

جی جی میں سمجھ سکتا ہوں تب ہی تو سوری کر رہا!! یہ آپ کا کمرہ ہے؟؟؟"صارم نہ چاہتے ہوئے بھی پوچھ بیٹھا اور اگلے"
ہی لمحے اس نے منہ دیوار کی جانب کر کے آنکھیں بند کر لی۔۔اسے پکا یقین تھا اب عزت افزائی ہو کر رہے گی۔

..یہ ہاں یہ میرا ہی کمرہ ہے کیوں آپ کیوں پوچھ رہے"اب زرنیش صارم کی پیٹھ کو دیکھ رہی تھی"

وہ اب

سامنے موجود درختوں کو دیکھتے ہوے صارم کو اپنے گاوں کے ماحول کے بارے میں بتا رہی تھی۔۔۔

راہداری کی دوسری جانب سے احد مسکراتے ہوئے آتا دیکھائی دیا۔وہ شلوار کرتے میں آج اور بھی زیادہ پیارہ لگ رہا تھا۔

میں تو بس ایسے ہی، لیجے وہ آگیا احد بھی."احد کو دیکھتے ہی بجلی کی سی تیزی سے وہ احد کی جانب چل دیا۔۔گاؤں کا ماحول"
اور لوگوں کے بجائے اسے اپنی فکر کھائے جا رہی تھی اب تک۔۔

"کیا بات ہو رہی ہیں جناب یہاں پہ؟؟زرنش آج تو کل سے بھی پیاری لگ رہی ہیں آپ۔"

صارم کو اپنے قریب آنے پہ اسکا ہاتھ پکڑ کر واپس لاتے ہوئے احد کی نظریں اب تک زرنش پہ تھی۔۔۔

"کیا؟"

زرنیش نے کچھ نا سمجھتے ہوئے غائب دماغی سے احد کی طرف دیکھا جو سفید شلوار کمیض میں صارم کے ساتھ کھڑا کافی فریش لگ رہا تھا۔۔۔

"لو جی یہاں میں پوری کہانی کہ گیا آپ نے سنی ہی نہیں"

ہنستے ہوئے احد زرنش سے چند قدم کے فاصلے پہ رک گیا تھا۔۔

آپ ہمیشہ ایسے ہی سنجیدہ رہتی ہیں؟"صارم کچھ سوچتے ہوئے بولا۔۔"

وہ کیا ہے نہ مجھے کہانیاں سمجھ نہیں اتی اور رہی بات سنجیدگی کی تو وہ میں ہمیشہ نہیں رہتی میرا موڈ ماحول کے مطابق بدلتا."

اب وہ تینوں چلتے ہوے سیڑھیوں کی جانب جا رہے تھے۔۔۔

"کہانی سے میری مراد میری بات تھی۔"

احد بیزاری سے بولا اسے زرنش کے سرد رویے سے مایوسی ہوئی تھی۔

صارم جیسے کچھ سوچ رہا تھا اس لیے خاموش رہا۔۔

ہوں "وہ بس اتنا ہی بول پائی۔۔"

----------/4\----------

یہ لو لینڈ لائن اب تمھارے کمرے میں لے آیا ہوں، صارم بھائی نے بولا ہے رات نو بجے کے عد بات ہو سکے گی بس" آنے والا ہی ہو گا فون انکا." عامر لینڈ لائن فون کی تاروں کو سمیٹتے ہوئے بولے جا رہا تھا۔اسکی کمنٹری کو سنتے سنتے گود میں تکیہ رکھے ہوئے اس کے اوپر بورڈ رکھ کر پینٹنگ بناتے ہوئے فجر اس قدر منہمک تھی کہ اسے کسی بھی بات کی پرواہ نہیں تھی۔

پینٹنگ بناتے ہوئے فجر نے اپنی انگلیوں تک کو رنگین کر لیا تھا۔اور کچھ رنگ چہرے پہ بھی لگا ہوا تھا۔ایسے ہی کبھی اگر احد کے سامنے وہ چہرے پہ رنگ لگا کر آتی تو وہ اسے ہمیشہ جوکر کہتا تھا۔۔

عامر کی بات کا کوئی جواب نہ آیا تو عامر نے پلٹ کر بہن کی طرف دیکھا۔چند لمحوں تک انتظار کرتے کرتے وہ بیزار ہونے لگا اور کمرے سے باہر جاتے ہوئے دروازہ اس زور سے بند کر گیا کہ فجر چونک کر رہ گئی اسکے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں

تھیں۔"عامر کے بچے انسانوں والا کوئی کام ہے کہ نہیں تمہیں."چیختی ہوئی آواز بند کمرے کے باوجود باہر تک سنائی دے گئی تھی۔۔۔

اوہ تو زندہ ہوا بھی تک میں سمجھا بیٹھے بیٹھے روح پرواز کر گئی ہے."دروازے سے سر اندر کر کے عامر نے فجر کو جواب دیا" اور ہاتھ میں پکڑا ہوا سیب لہرایا جیسے کھانے کی دعوت دے رہا ہو۔

ہائے میرا پیارا بھائی!!!ملک شیک بنا دو نا۔"بڑے لاڈ سے فجر نے بھائی کو دیکھا اور فرمائش کی۔"

ہائے زیادہ فری نہ ہو رات میں ملک شیک بنا دوں."ترکی بہ ترکی جواب دے کر عامر دروازہ بند کر کے چلا گیا تو فجر" جھنجھلا اٹھی۔۔۔۔۔

مجھے ٹھیک ہو لینے دے عامر تیری ایک نہیں دونوں ٹانگیں توڑ دوں گی."اپنے آپ سے باتیں کرتی ہوئی فجر کی باتوں" میں خلل واقع ہوا جب فون کی گھنٹی بجنے لگی۔۔۔گود سے ڈرائنگ بورڈ ہٹا کر فون گود میں جما کر فجر نے ریسیور اٹھایا،

اب یہ مصیبت کون ہے بیزاری سے رسیور کان سے لگائے فجر نے کال رسیو کی۔۔۔

"اسلام وعلیکم۔۔۔۔"

"ہیلو لڑکی کیسی ہو؟؟شکر ہے فون رکھ گیا تمھارے کمرے میں تمھارا بھائی۔"

صارم کی آواز آج صاف سنائی دے رہی تھی اور وہ کسی جلدی میں بھی نہیں لگ رہا تھا۔

میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو صارم چہرے پے خوشی کے تمام رنگ سجائے فجر صارم سے بات کرنے میں مصروف تھی ۔۔۔

ٹھیک ہوں کے بچے میری یاد آج آئی ہے تمہیں پتا بھی ہے کتنا انتظار کیا میں نے مگر تم لوگوں کو کیا۔۔

"۔یہ احد پتہ نہیں کس دنیا میں لے آیا ہے یار، نہ سگنلز آتے اور تو اور گھر میں ٹی وی بھی نہیں رکھا ہوا ان لوگوں نے"

اور یاد مر جانے والے کو کرتے ہیں تم تو ماشاءاللہ ابھی زندہ سلامت ہو۔ صارم نے فجر کی بات کو مزاق میں اڑانے کی کوشش کی۔۔

کیا ٹی وی نہیں ہے سگنلز نہیں ہے صارم تم زندہ کیسے ہو کیا میں تمہاری روح سے بات کر رہیں ہوں "فجر جیسے کھل اٹھی" ایک دم سے۔۔

ابھی تک مجھ سے ہی کر رہی ہو۔ کیا معلوم اگلے چند دنوں بعد ہو کہ میری جگہ کچھ اور ہی ہو گا "اور یہ احد ابھی آئے گا مل کر اسکو تنگ کریں گے۔۔۔۔

". تنگ کسی خوشی میں؟؟؟۔۔میں تو کبھی بھی احد کو تنگ نا کروں"

فجر نے جان بوجھ کے صارم کو چڑانے کے لیے بولا حالانکہ وہ کوئی موقع احد کو تنگ کرنے کا جانے نہیں دیتی تھی۔۔۔

ہاں تجھے تو میں ہی ملا ہوا ناوہ زرنش کے پاس بیٹھا ہوا ہے،"

"میں نہیں بول رہا جاو کام کرو!!!اور تمھارا پاؤں اب کیسا ہے

صارم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

". زرنیش کے پاس کیوں۔۔وہاں کیا کر رہا"

وہ ہنسی جو کچھ دیر پہلے تھی اب وہاں فکر کے اثار نظر آرہے تھے۔۔۔۔۔۔

ہیلو فجر کدھر گم گی فجر نے یہ بات اتنی آہستہ کی کے دوسری جانب صارم تک یہ اواز نہ پہنچ سکی۔۔۔

کچھ بول تو دو کہاں چلی گئی؟احد کی بات سن کر تجھے کیا ہو جاتا ہے؟"صارم نے فجر کو تنگ کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔وہ اب بھی مسکرا رہا تھا۔۔

"کچھ نہیں صارم میں بول تو رہی ہوں لگتا ہے گاوں جا کر نہانہ بھول گے ہو؟"

"میرے نہانے سے تجھے کیا کام ہے فجر الٹی باتیں کرتی۔اور تجھے زرنش یاد ہیں نا؟؟"

صارم بات پھر سے وہیں لے آیا تھا جیسے کوئی بہت ضروری بات کہنا چاہتا۔۔۔

"نہیں مجھے نہیں یاد کون ہیں؟"

وہ اب کی بار صارم کو دوسری طرف سے بیزاری صیح معنوں میں محسوس ہوی تھی۔جیسے فجر نہیں جاننا چاہتی تھی اس بارے میں۔۔۔

چھوڑ یہ احد آ گیا ہے لو بات کر لو میں زرا صبح کے لیے کپڑے تیار کر لوں."صارم نے فون احد کو تھماتے ہوئے کہا۔۔۔"

تمھارا پاؤں کیسا ہے اب؟؟"احد نے سلام دعا کے بجائے بات کا آغاز اس بات سے کیا۔۔"

". ٹھیک ہے"

اسے کیا ہونا دوسری طرف سے بھربور لاپرواہی کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔۔

". ناراض ہو پارٹنر؟؟؟اچھا سنو تمھاری پینٹنگ کے لیے بہت سی تصویریں بنائی ہیں میں نے"

For more visit (exponovels.com)

لاپرواہی کو نظرانداز کرتے ہوئے احد پرجوش انداز میں بولا۔

نہیں ناراض نہیں ہوں بس مس کر رہی تھی تم لوگوں کو اب بھی وہی لہجہ رکھے بات کی گئی تھی"۔۔"

اچھا جناب مس کر رہی ہو اتنا رو کھا پن پھر بھی. "احد نے ستانے کی غرض سے کہا تھا۔ وہ جانتا تھا یہ جملہ ضرور برف کو " پگھلا دے گا۔

تو اور کیا کروں کل سے تم سے بات نہیں ہوئی ادھر میرا پاؤں ٹوٹا ہوا ہے شدید بور ہو رہی ہوں اور تم زرنیش جی کے " ...." پاس بیٹھے انجوائے کر رہے ہو

اوہ تو اصل یہ بات ہے میں سمجھا پاؤں ٹوٹنے کی تکلیف ہے!! یہ تو کوئی جل رہا ہے افف یہاں تک جلنے کی بو آ رہی ہے۔" "اوئے صارم تم تو نہیں جلا رہے کپڑے

احد نے ہنسی کو مشکل سے روکا تھا۔۔

احد ٹھیک ہے بائے "فجر نے فون پٹخ کے رکھ دیا تھا۔۔۔"

".تائی جی اجازت دے دیں نا ہم لوگ جلدی واپس آ جائیں گے ،اور سچی میں انکا بہت خیال رکھیں گے ہم"

.(احد نے سامنے بیٹھی ہوئی زرنش کی جانب اشارہ کیا)

تائی جی سے گاؤں دیکھنے اور زرنش کو ساتھ لے جانے کی ضد جاری تھی احد کی۔ جبکہ صارم اس سب کے دوران زرنش کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ اسکے دل کی کیفیت کو پڑھ رہا ہو۔ لیکن زرنش کورے کاغذ کے جیسی بے تاثر تھی۔۔۔

تائی جی فیصلہ کرنے میں کچھ تعامل کر رہی تھیں۔ جیسے وہ کسی دباؤ کا شکار ہوں۔ شوہر کی اجازت کے بغیر کبھی وہ خود قدم حویلی سے باہر نہیں نکالتی تھیں تو بیٹی کو اجازت کیسے دیتی۔۔

مگر بیٹا میں کیسے اجازت دے دوں اپنے تایا کی عادات کا تمہیں پتا ہی ہے نہ وہ اس بات پہ مجھ سے بہت خفا ہوں گے" ۔۔۔"تائی جی کے لہجے سے بے بسی کا اظہار ہو رہا تھا۔

زرنیش کو نا جانے کیوں کسی کی نظروں کی تپش خود پے محسوس ہو رہی تھی مگر جب آس پاس دیکھتی تو کوئی بھی اسکی طرف متوجہ نہ ہوتا!!!اسی سب کے دوران وہ ان تینوں کو چھوڑ کر نماز کے لیے جا چکی تھی۔

ایازاور نیاز صبح ہی گھر سے نکل گئے تھے۔جبکہ تایاجی کسی مقدمے کے سلسلے میں شہر گئے ہوئے تھے۔۔گھر میں ملازمین کو ہدایت کی گئی تھی کہیں بھی جانا ہو تو لڑکوں کے ساتھ رہا جائے۔احد کے غصے سے تایاجی بھی اچھی طرح سے واقف تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ انکا بھتیجا یہاں کسی مشکل کا شکار ہو جائے۔

"تائی جی وہ گھر میں بند رہ رہ کر دیکھیں کیسی کمزور ہوتی جارہی ہیں۔"

احد نے تائی جی کو منانے کی کوشش جاری رکھی۔۔

اس سب کے دوران صارم پہلی بار بولا تھا۔

"تائی جی اگر تایا میری وجہ سے ناراض ہوں گے تو۔میں آج نہیں جاتا کل چلا جاوں گا "

صارم نے سر جھکائے ہوئے کہا۔۔۔

بیٹا تم سے ناراض کیوں ہونے لگے بھلا وہ۔۔۔لڑکی ذات ہے سو مجبوریاں ہوتی ہیں نا!!!تم لوگ کب تک واپس آجاؤ"
."گے

تائی جی صارم کی بات سے جیسے پگھل گئی تھیں۔۔احد نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے صارم کو دیکھا۔اس کے ڈرامے بھی نا!دل میں احد نے سوچا۔۔۔

".ہم بس یوں گئے اور یوں واپس آئے"

صارم ناچاہتے ہوئے بھی اپنی خوشی نہیں کنٹرول کر پا رہا تھا۔"جا احد زرنیش جی کو بولا لا۔"۔۔۔۔

"!!میں ابھی بلا کر لاتا ہوں"

احد ایسے بھاگا کہ اگر ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو تائی جی اپنا فیصلہ بدل دیں گی۔

"اوئے تو اتنا خوش کس بات پہ ہو رہا ہے دانت ہی اندر نہیں ہو رے"

گیٹ کی طرف جاتے ہوے احد اب کسی تفتیشی افسر کی طرح صارم سے سوالات کر رہا تھا جو بس جواب میں دانت نکال رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

لو زرنیش جی بھی آ گئی اَب تو ان کے سامنے نہ شروع ہو جا ہیں بندے کی کوئی عزت بھی ہے۔۔۔

زرنش کے لبوں پہ نہ جانے کیوں مسکراہٹ آ گئی تھی۔وہ ان دونوں کی کمپنی میں بہت انجوائے کر رہی تھی۔گاڑی دروازے کے باہر انتظار کر رہی تھی۔۔

احد نے صارم کے سر میں چپت لگائی اور اسے دیکھ کر ہنس دیا۔۔صارم اس کے لیے تیار نہیں تھا وہ کچھ الٹا سیدھا بولنے ہی والا تھا کہ زرنش کو دیکھ کر منہ پہ ہاتھ رکھ کے ان سے دو قدم پیچھے چلنے لگا۔

گھر سے نکلتے ہی احد کو یوں محسوس ہوا جیسے اسے کوئی جاتا ہوا دیکھ رہا ہے۔ چھٹی حس تیز ہونے کی وجہ سے وہ جان لیتا تھا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے کسی کی نظریں اس پہ جمی ہوئی ہیں۔۔اس بات کا زکر صارم اور زرنش سے کرنے کے بجائے بس احد نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

گاڑی احد چلا رہا تھا۔۔

"آپ پڑھائی کے بعد سے یوں گھر میں ہی بند ہیں؟"

صارم نے سوال کیا۔۔۔

"ہاں بھی اور نہیں بھی۔"

زرنیش نے مسکراتے ہوئے صارم کو جواب دیا۔۔۔گاڑی کے شیشے سے ہاتھ باہر نکال کر وہ تازہ ہوا کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔

"آپکو جواب پہیلیوں کی صورت دینا کیوں اچھا لگتا ہے؟"صارم جو گاؤں کی عورتوں کو پانی بھرتے دیکھ رہا تھا زرنش کو دیکھ کر بولا۔۔

پہیلیوں میں؟؟"

.."نہیں آپکو غلط فہمی ہوی ہے

یہ سب زمین ہماری ہی ہے نا"احد کو یہ جگہ انجان سی محسوس ہو رہی تھی یہ کل والی جگہ سے کچھ الگ سی تھی۔۔"

ایک دم سے زرنیش کی رنگتت بدلی تھی باتوں کے دوران اسے پتا ہی نہیں چلا کے وہ غلط جگہ آ چکے تھے۔۔

".احد یہ تم یہاں کیوں آ گئے نکلو ادھر سے"

زرنیش کا چہرہ دیکھ کے لگ رہا تھا کے احد سنگین غلطی کر چکا ہے۔۔۔

سب ٹھیک تو ہے آپ ٹھیک ہیں نا"صارم زرنش کی اڑی ہوئی رنگت کو دیکھ کر گھبرا گیا اور پانی کی بوتل کھول کر زرنش" کی جانب بڑھائی۔۔۔

احد نے بنا کسی دیر کے گاڑی کو موڑ لیا تھا۔وہ اپنی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا جلد سے جلد واپس جانے کی۔۔احد کی زبان جیسے تالو سے چپک کر رہ گئی تھی۔۔وہ ارد گرد کے لوگوں کے چہروں سے اپنے لیے نفرت کا اندازہ لگا چکا تھا۔۔۔

بوتل کو پیچھے کرتے ہوئے زرنیش ارد گرد کے لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔جہاں ان لوگوں کے لیے صرف نفرت تھی۔

For more visit (exponovels.com)

صارم ابھی صورتحال کو سمجھنے کی کوشیش کر ہی رہا تھا کے اسے بہت زور کی اواز کے ساتھ گاڑی جھٹکے سے رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

شکار کے لیے استعمال ہونے والی جیپ سامنے سے آتی ہوئی دیکھائی دی۔ جس میں کچھ بندوق بردار لوگ سوار تھے۔۔ گاؤں کے کچے راستوں سے بھی کچھ لوگ بھاگتے ہوئے اس گاڑی کی جانب آرہے تھے جس میں احد صارم اور زرنش سوار تھے۔۔۔ دو گاڑیاں اس گاڑی کے عقب سے بھی نزدیک آچکی تھیں۔۔۔ گاڑی بند ہو گئی تھی۔۔۔

زرنش نے خوف کے مارے اپنا چہرہ ہاتھوں کے پیچھے چھپالیا تھا۔۔۔

صورتحال کو بھانپتے ہوئے احد گاڑی سے نکل گیا تھا۔ وہ غصہ کا تیز اور گرم سر والا لڑکا تھا۔۔۔ صارم نے دوست کو یوں جاتے دیکھا تو اگلے ہی لمحے وہ بھی باہر آچکا تھا۔۔

". نہیں پلیز باہر مت جاو بابا کو فون کرو جلدی احدر کو"

احد جو باہر نکل کے گاڑیوں کی طرف بڑھ۔ رہا تھا زرنیش کی آواز پے پیچھے مڑ کر دیکھا ہی تھا کے اسے کسی کے ہاتھوں کا دباو اپنے گلے پر محسوس ہوا۔۔۔

جس شخص نے احد کو گریبان سے پکڑا تھا صارم نے آگے بڑھ کر اسے اس زور سے گھونسہ مارا وہ چکڑا کر گر گیا اپنے ساتھی کو یوں گرتے دیکھ کر باقی کے لوگ دو دو قدم پیچھے ہٹ گئے تھے۔۔زرنش کی بات کا جواب دینے کے بجائے اس کی بات پہ عمل کرنے کے بجائے احد اور صارم خالی ہاتھ ان لوگوں سے لڑنے کو تیار ہو گئے تھے۔۔۔

"بابا فون اٹھائیں پلیز"

زرنیش جو بار بار کال کر رہی تھی اگے سے جواب نہ پا کر اب سر نیچے کیے دعا مانگنے میں مصروف تھی۔۔۔

احد اور صارم کو یوں قابو کر پانا بے حد مشکل کام تھا۔اس کا اندازہ ان لوگوں کو بھی ہو گیا تھا۔بندوق کو سامنے دیکھ کر بھی وہ خوفزدہ نہیں تھے۔۔۔

اچانک سے انہیں زرنش کی چیخ سنائی دی۔۔۔

تیس سے پینتیس سال کی درمیان کی عمر کا ایک مرد زرنش کی کلائی پکڑے اسے گاڑی سے باہر نکال رہا تھا۔زرنش اپنی حفاظت اور بچاو کے لیے شیخ رہی تھی رو رو کر فریاد کر رہی تھی۔۔

----------/4\----------

ابا جی فون بند جا رہے ہیں سب کے،اور یہ کرموں بتا رہا ہے کہ اسکے گھر والوں نے احد کی گاڑی بڑی سڑک کی طرف" جاتی دیکھائی دی تھی۔

بڑی سڑک سے دوسری جانب جانا مطلب خود کو موت کے منہ میں دھکیلنے کے مترادف تھا۔رات کی تاریکی بڑھتی جا رہی تھی اور حویلی کے اندر خاموشی کاٹ کھانے کو دوڑتی تھی۔پریشانی کے عالم میں چکڑ لگاتے وارث تایا اور نیاز بھائی جبکہ صوفے پہ سر جھکائے ایاز چپ چاپ بیٹھا تھا۔تائی جی کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات ہو رہی تھی۔۔کاش میں نہ بھیجتی اور نہ یہ سب کچھ دیکھنا پڑتا۔۔وہ اپنے دل ہی دل میں دعائیں کر رہی تھی۔۔۔

اب کیوں روتی ہے جاہل عورت؟پہلے سوچتی نا!تجھے ہزار بار کہا ہے نہیں جانے دینا اسے گھر سے باہر، بھول گئی تھی کیا" گل کھلا کر آئی تھی شہر سے۔"تایا وارث اس قدر گرجدار آواز میں بولے کہ تائی جی کانپ اٹھی۔چکڑ لگاتے ہوئے نیاز کے پاؤں جیسے کسی نے باندھ کر رکھ دیے۔۔۔۔

فون کی بجتی ہوئی گھنٹی نے سب کی گھٹن میں کمی کر دی تھی۔ایک آس امید کی کرن تھی کہ دوسری جانب کوئی ایسی خبر ہو گی جن سے کوئی معلومات مل جائیں گی۔۔

ہیلو کون بول رہا ہے۔"آواز پہچان لینے کے باوجود بھی نیاز نے ایسے سوال پوچھا جیسے وہ جانتا ہی نہ ہو۔۔نیاز کی نظریں" ابا جی کی نظروں سے ملی تو جیسے کسی لیزر کی مدد سے اندر تک دیکھ لیا گیا ہو۔۔

بھول گئے نیاز جی؟ابھی چار روز پہلے ہی تو ملے تھے ہم،امیر اں کے کوٹھے سے آپکی بس آپکی زینت بول رہی ہوں!!!" پہچانا چوہدری؟"چوہدری کہتے ہوئے لہجے میں ایسی کاٹ تھی جو نیاز کو اپنے کلیجے تک محسوس ہوئی۔ایک طوائف کی یہ حمت وہ فون کرے وہ بھی اس وقت۔۔

اباجی کے پوچھنے پہ نیاز ابھی تذبذب کا شکار تھا کہ وہ کیا بولے۔تب فون کی دوسری جانب سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔وہ آواز جسے سن کر نیاز کے دل میں آگ کا الاؤ روشن ہو جاتا تھا۔انگاروں کے دہکنے سے اٹھتا ہوا دھواں دھندلا دیتا تھا نیاز کی نظروں کو۔۔

دشمنی کے ساتھ ساتھ طوائف کے پیچھے لڑنے مرنے کو تیار رہنے والے نیاز کو دوسری جانب سے دشمنوں کے بیٹے کی آواز اپنی من پسند طوائف کے پاس سے سن کر نیاز جیسے پتھرا گیا۔۔۔

"کیوں چوہدری کیا ہوا میری آواز چنگی نہیں لگی؟؟اور یہ کیا بکری کی طرح من من کر رہا ہے اوئے اچا بول نا۔"

فون پہ آواز اس قدر اونچی تھی کہ نیاز کو یوں محسوس ہوا جیسے آواز فون سے باہر تک سنائی دے گئی ہے۔۔

نیاز کی خاموشی طویل ہوتی جا رہی تھی۔وارث چوہدری نے آگے بڑھ کے فون ہاتھوں سے لینا چاہا تو انہیں کسی کے رونے کی آواز سنائی دی۔۔یہ آواز زرنش کی تھی۔جو دروازے سے اندر داخل ہونے کے بجائے وہیں چوکھٹ پہ بیٹھ گئی تھی۔۔۔

"اباجی!!!دشمنوں نے زرنش کا نکاح پڑھا دیا ہے اباجی۔یہ انہیں کا فون تھا۔۔۔انہوں نے ہم سے بدلہ کے لیا ہے اباجی ۔۔۔۔۔۔نیاز ایسے بولا جیسے وہ سب کو آگ لگا کے رکھ دے گا۔۔۔۔"

For more visit (exponovels.com)

احداور صارم دونوں کو ہلکی چوٹیں لگی تھیں۔زخموں سے خون رستے رستے جم چکا تھا۔احداور صارم مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑے ہوئے تھے۔

اوئے کہتا ہے مہمان آیا جو لڑکا اس سے نکاح کروادیا ہے یہ جرآت کی کیسے اس نے؟؟"نیاز نے ڈب میں لگے ہوئے" پستول کو ہاتھ میں لے لیا تھا۔بہن کی عزت کی بات ایک طرف اس کا تو خون اپنی محبوبہ کی بے وفائی پہ کھول رہا تھا۔کمینی کو تین لاکھ نہیں دیے تو اس نے یہ نیچ حرکت کر ڈالی تھی۔۔۔

ایاز کی آنکھ میں بھی خون اتر آیا تھا۔اگرچہ اسکی ایک ہی آنکھ تھی مگر پھر بھی خون آگیا تھا۔نیاز اور ایاز باہر کی جانب کانے لگے تو وارث چوہدری نے آواز دے کر دونوں کو جانے سے روک دیا۔۔۔

"ہوئے رک جاواوئے!!!بڑے آئے غیرت مند۔۔"

ہاتھ میں پکڑی ہوئی لاٹھی کو ہاتھ میں گھماتے ہوئے وہ گرج کر بولے۔۔۔

زرنش جو چوکھٹ سے لگی بیٹھی تھی وہ بھاگ کر باپ کے سینے سے آلگی تھی۔زرنش کی آواز اس کے نیچے دب کر رہ گئی تھی۔وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اس کی ہمت جواب دیتی جارہی تھی۔جو کچھ آج زرنش کے ساتھ ہوا تھا اس کے بعد وہ زمین میں کہیں دھنس جانا چاہتی تھی۔۔کہیں غرق ہو جانا چاہتی تھی۔۔

وارث چوہدری نے اپنے بھتیجے کی طرف دیکھا،اور احد کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا۔۔احد نے سب کے چہروں کی جانب دیکھا اور جھجھکتے ہوئے آگئے بڑھنے لگا۔۔۔

اوئے زرنش پُتر تو کیوں رو رہی ہے کیا ہوا ہے تجھے ؟"تایا جی نے بیٹی کو روتے دیکھا تو اسے تھپکی دیتے ہوئے شانوں سے " تھام کر سامنے کھڑا کرتے ہوئے پوچھا۔اور بازو پھیلا کر احد کو اپنے قریب کر لیا۔۔

احد جس کو تایا کے رویے کی فکر ستائے جا رہی تھی یہ سب دیکھ کر وہ حالات کو سمجھنے کی کوشیش کر ہی رہا تھا کے تایا کے پھیلے بازوں نے اسکی توجہ ان کی طرف کروائی۔۔۔۔۔۔زرنیش کی اواز نے سب کے چہرے کے زاویوں کو بدلا تھا کسی کے اداس چہروں پہ اضطراب ایا تھا اور کچھ کی خوشی سے بھرے چھروں پہ بے چینی

ابا میں نے یہ سب جان کے نہیں کیا میں یہ نہیں کرنا چاہتی تھی وہ ہچکیاں لیتے ہوئے نا جانے کیوں صفائیاں پیش کر رہی تھی۔۔۔۔

تائی جی اپنی بیٹی کو روتے دیکھ کر پاس آگئی تھی۔وہ احد کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے یہ سب غلطی احد کی ہے۔

احد نے تایا جی کے ہاتھ کو تھام کر زرنش اور صارم کی جانب دیکھا۔۔

بیٹا تو کیوں مجرموں کی طرح صفائیاں پیش کر رہی ہے میری غلطی ہے جو میں نے تجھے جانے دیا مجھے کیا معلوم تھا میری"
"ایک غلطی یہ رنگ لائے گی۔

تائی جی کی آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے۔۔۔

زرنش جو پہلے ابا کے سینے سے لگ کر رو رہی تھی اب اپنی ماں کی آغوش میں کسی بچے کی طرح بلک بلک کر رو رہی تھی۔۔۔وہ بار بار ابا کے چہرے کو دیکھتی تھی جہاں اب بھی غرور ویسا ہی تھا۔انہیں جیسے اس سب سے کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔

ہوئے نیاز بتا اوئے کیا کہا ہے اس طوائف کی بچی نے اس حرامزادے نے میرے احد پتر کو مہمان سمجھا ہے۔۔۔۔ہاہاہاہا"
".اس جاہل کو بتا اوئے یہ میرا بھتیجا ہے میرا پُتر ہے اوئے

تایا جی نے احد کو اچانک سے گلے لگا لیا تھا اور وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔۔۔۔

احد نے غیر شعوری طور پر زرنش کو دیکھا اور پھر سے صارم کی جانب دیکھا۔صارم جیسے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ تایا جی بول اٹھے،

اوئے یہ نکاح سچی کے مہمان اس صارم سے ہوتا میں نے بیٹی اور اس صارم کو ابھی گولی مار دینی تھی۔۔۔اوئے یہ ہوتا "ہے خاندانی بچہ کیسے عزت کو بچالایا ہے واہ اوئے شاباشے۔۔۔۔۔

صارم کی نظریں احد پہ جم سی گئی تھیں۔وہ اپنے دوست کو اس مشکل میں پھنستے ہوئے بس دیکھ سکتا تھا۔۔فجر کا سوچ کر صارم کی تو جیسے جان ہی نکل گئی۔وہ کیسے برداشت کرے گی۔۔۔

زرنش نے بابا کو کچھ کہنا چاہا تھا لیکن انہوں نے بھی اسے پیار سے ڈانٹا۔۔۔"اوئے تیرے چاچے کا پتر ہے کوئی غیر نہیں ہے"۔۔۔

----------/4\----------

"سندس کدھر ہو بیٹا دیکھو فون پے کون ہے؟"

سمبل بیگم جو کچن میں چائے بنانے میں مصروف تھی اب سندس کی اواز پے باہر آئی تھی۔۔۔۔

"کس کی کال ہے بیٹا؟؟؟"

امی وہ عفت انٹی ہیں."زبیر کی شرٹ کو بغور دیکھتے ہوئے سندس نے جواب دیا۔"

اچھا ادھر مجھے دو اور جا کے چائے دیکھو."رسیور ہاتھ سے لیتے ہوئے سندس کو ہدایت دی۔۔سندس کا دماغ جانے کون "سی دنیا میں تھا۔بجائے شرٹ شوہر کو دیتی ساس کو پکڑا کر کچن میں چلی گئی۔۔

ہیلو عفت کیسی ہو خیریت ہے؟ نہ فجر تو ٹھیک ہے؟ تم نے اتنی صبح صبح کال کی." فجر کی فکر سب کو ہی تھی۔ وہ اپنے گھر سے زیادہ اس گھر کی لاڈلی تھی۔

ہاں ہاں سب ٹھیک ہے فاروق نے شام کو چائے کا پلان بنایا کے دونوں فیملیز ساتھ چائے پیتے تاکہ بچوں کی شادی کا کچھ سوچیں اور معاملات پر بات کریں اور اسطرح فجر کا دل بھی بہل جائے گا تو تم لوگ شام کو پہنچ جانا۔۔۔" عفت کے بولنے کی سپیڈ کا مقابلہ کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔۔۔

ہاں ہاں ضرور آجائیں گے میں تو پریشان ہو گئی کے اتنی صبح کیوں کال کی۔۔۔" سمبل بیگم کا دل قبھی تک تیز تیز چل رہا تھا۔ بے وقت کے ایسے فون انسان کے ہاتھ پاؤں پھلا دینے کے لیے کافی ہوا کرتے ہیں۔۔

کال اس لیے کی کب سے عامر کو بول رہی کے جا کے بتا آو۔۔۔ وہ کہتا امی آپ خود بتائیں اور میں نے اور نازیہ نے مارکیٹ تک جانا تھا اس سے پہلے میں بھولتی میں نے کال کر لی۔۔" بات کی تمام جزئیات کو بتا کر ہی عفت نے دم لیا۔۔۔

". کیا کہا نازیہ آئی ہے؟ کب آئی اور ہم سے ملنے کو کیوں نہیں آئی؟؟ اسماعیل بھی آیا ہے"

نازیہ کا ذکر سن کر سندس بیگم خوش ہو گئی تھیں۔ نازیہ کی شادی شہر سے باہر ہوئی تھی اور وہ کبھی کبھار ہی تو میکے میں آتی تھی۔

نازیہ کے بارے میں باتیں ہوتی رہی اس کے بعد احد کی واپسی کے بارے میں دو چار سوالات ہوئے اور فون بند کر دی گئی۔۔

شام کی چائے کے لیے اچھا خاصہ اہتمام کیا گیا تھا۔ یہ ملنا ملانا کبھی کبھی ہی تو ہوتا تھا۔اور پھر آج تو اس ملاقات میں دونوں خاندانوں میں دوستی سے بڑھ کر بات رشتے داری میں بدلنے والی تھی۔ مرد حضرات خلاف معمول آج چھٹی کر کے جلدی ہی واپس آ گئے تھے۔

عفت نے صارم کی امی کو بھی پیغام دے دیا تھا کہ وہ بھی شام کی چائے پہ موجود ہوں۔ان کی شرکت بھی انتہائی اہمیت کی حامل تھی۔

امی میرے سے نہیں تیار ہوا جاتا!!! یہ ٹوٹا ہوا پاؤں کے کر میں تیار نہیں ہو رہی۔ "فجر بار بار ایسے باتیں سن کر اکتاہٹ" محسوس کر رہی تھی۔ گزشتہ دو دن سے احد اور صارم کی بھی کوئی فون نہیں آئی تھی۔

فجر سر جھکائے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ سڑک کی وہ تمام جگہیں جہاں وہ احد اور صارم کے ساتھ ہی گھومتی پھرتی تھی۔

نازیہ تو فجر کے اس تیز مزاجی سے پہلے ہی بہت تنگ تھی۔آج تو فجر کو بہت بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔

سب لوگ چائے کی میز پہ موجود تھے بات شادی کے بارے میں ہو رہی تھی اور سب ہی کے چہرے کھلے کھلے سے دیکھائی دے رہے تھے۔

مرد حضرات اپنی الگ محفل سجائے بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے من پسند سیاسی معاملات میں محو گفتگو تھے۔ شادی کی تاریخ طے ہو گئی تھی اور ابھی بچوں کو اس سب سے لاعلم رکھا گیا تھا۔ عامر کو بھی اس موقع پہ بہن کے پاس اسکے کمرے میں بھیج دیا گیا تھا۔۔۔

فون کی بیل بج رہی تھی اور فرید صاحب نے فون جیب سے نکال کر غور سے نمبر پڑھنے کی کوشش کی تو ان کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلنے لگی۔۔ فون گاؤں سے آیا تھا۔

"وجدان براہ راست آپ کسی کے اوپر ایسے پوائنٹ کر کے بات نہیں کر سکتے۔ ایسا پہلی بار ہوا ہے اور آخر بار ہو گا۔"

پروفیسر نے وجدان کو یہ بات باور کروائی تھی وہ اس وقت کلاس میں موجود ہے اپنے دوستوں کے حلقے میں بیٹھا ہوا بحث و مباحثہ نہیں کر رہا۔۔۔

زرنش کی آنکھوں میں آنسوں تیرتے ہوئے صاف دیکھائی دے رہے تھے۔ پہلی بار کسی نے ایسے الفاظ میں اس کے خاندان کو کچھ ایسا کہا تھا جس کے لیے زرنش بلکل تیار نہیں تھی۔

وجدان نے معاشیات اور اقتصادی ترقی کی راہ میں جاگیر داری نظام کو جہاں برا بتایا تھا وہیں وجدان نے نہ جانے کیوں زرنش کی جانب اشارہ کیا تھا۔

وہ تقاریر کرنے اور سٹوڈنٹس فیڈریشن کا سرگرم رکن تھا جس کی وجہ سے کبھی کبھار وہ تلخ بھی ہو جایا کرتا تھا۔۔۔

مگر جو کچھ وجدان نے آج کیا تھا وہ کسی بھی صورت قابل قبول نہیں تھا۔ وجدان نے پروفیسر کی ڈانٹ سننے کے بعد اپنی نشست سے کھڑے ہو کر معافی مانگی تھی۔ اور کلاس چھوڑ کر جلدی ہی نکل گیا تھا۔

زرنش نے آنکھیں ٹشو پیپر کی مدد سے آنکھیں صاف کی۔ وہ سر کی باتیں بظاہر سن رہی تھی مگر سوچوں میں وہ جملے بار بار وجدان کی باتیں گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

زرنش کیا ہو گیا ہے کن خیالوں میں کھو گئی ہو؟"ثنا اپنی دوست کو یوں گم سم دیکھ کر اکتاہٹ محسوس کر رہی تھی۔"

اسکی حمت کیسے ہوئی میرا نام لے کر یوں پوری کلاس کے سامنے میری بے عزتی کرنے کی؟"زرنش نے کانپتی ہوئی آواز" میں جواب دیا۔ وہ اپنے آنسوں کو مشکل سے روک رہی تھی۔۔۔

آنکھیں شعلے برسا رہی تھی اور ہونٹ کپکپا رہے تھے۔۔ سیڑھیوں سے نیچے آتے آتے زرنش کا غصہ اوپر ہی اوپر چڑھتا جا رہا تھا۔۔۔

ثنا زرنش کے پیچھے یوں بھاگی چلی آ رہی تھی جیسے وہ اسے اکیلی چھوڑ کر چلی جائے گی کہیں۔۔

وجدان جو اپنے دوستوں کے ساتھ ایک جگہ کھڑا ہو کر شام کے پلان کو حتمی شکل دے رہا تھا۔۔۔ وہ کسی میٹنگ میں کرنے کے لیے تقریر کے کچھ پوائنٹ لکھ رہا تھا۔

جب زاہد نے وجدان کے کندھے پے ہاتھ رکھ کر اسے سامنے سے آتی ہوئی زرنش اور ثنا کی جانب متوجہ کیا۔۔۔

ثنا اور زرنش نے کوئی توجہ نہ دی اور وجدان کے قریب سے ایسے گزر گئیں جیسے وجدان کسی توجہ کا حقدار نہیں۔۔۔

یہ پہلا تعارف تھا زرنش اور وجدان کے درمیان۔

وجدان کے والد ایک پرائیویٹ کمپنی میں کام کرتے تھے اور ماں اس دنیا میں نہیں تھی۔ وجدان سوشلسٹ خیلات کا لڑکا تھا جسے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں سے سخت نفرت تھی۔

وہ کالج کے بعد اب یونیورسٹی میں بھی اسی راستے پہ چل رہا تھا۔ اپنے جوشیلے انداز کی وجہ سے وہ بہت جلد اپنی پہچان بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

زرنش گھر واپس آتے ہوئے ابھی تک خاموش تھی وہ گاڑی میں اپنے چچا کے سامنے بظاہر مسکرا رہی تھی لیکن اندر ہی اندر اسکی کیفیت کچھ عجیب سی ہو رہی تھی۔۔۔

وہ ناز و نعم میں پلی بڑھی تھی۔ کسی کی حمت نہیں ہوئی تھی ایسی بات کہنے کی۔ بات کہنا تو دور کسی نے غصے سے دیکھا بھی نہیں تھا۔۔

اسکول گاؤں میں ہی تھا، کالج پرائیوٹ تھا جہاں ابا کے جاننے والے بے شمار تھے۔ مگر اب یونیورسٹی میں آ کر جیسے اچانک سے ایک بچہ میلے میں ماں باپ سے بچھڑ کر گھبرایا ہوا سہما سہما ڈرا سا گھوم رہا ہو۔

فرید چچا کے بار بار پوچھنے پر بھی زرنش نے آج یونیورسٹی میں پیش آنے والے واقع کے بارے میں انہیں کچھ نہیں بتایا۔

For more visit (exponovels.com)

وجدان کا پوائنٹ آوٹ کر کے بات کرنا جہاں غلط تھا وہیں اسکی بات میں دم بھی تو تھا۔اس نے غلط تو نہیں کہا۔۔۔

ہم ہی لوگ ہیں جو غریب کو غریب ترین کرتے چلے جا رہے ہیں۔لان میں ٹہلتی ہوئی زرنش کی آنکھوں کے سامنے وہ تمام مناظر گھومنے لگے جو بچپن سے اب تک وہ دیکھتی آئی تھی۔ بابا کا غریب کسانوں اور دوسری ذات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے ساتھ جو رویہ ہوتا تھا وہ کسی صورت بھی قابل قبول نہیں تھا۔

ایک انسان کسی دوسرے انسان پہ کیسے حاکمیت کر سکتا ہے۔۔وہ اس معاملے کو جتنا گہرائی میں جا کر سوچ رہی تھی اسے اپنے آپ سے بیزاری سی محسوس ہونے لگی تھی۔ مگر پھر جب وجدان کا ہاتھ کا اشارہ یاد آتا تو زرنش سب کچھ بھول کر پھر سے غصے کی آگ میں جلنے لگتی تھی۔

----------/5\----------

معمول کے مطابق زرنیش یونیورسٹی پہنچ کر ثنا کا انتظار کر رہی تھی۔جو ابھی تک نہیں پہنچی تھی وہ اسکو میسج کرنے ہی والی تھی کے ایک دم سے اسکے دماغ کی رگیں تن گئی۔

کل والا سارا واقعہ اسکی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا،سامنے موجود شخص کیسے اتنا پر سکون ہو سکتا ہے۔کیسے لوگ دوسروں کی عزت اچھال کر سکون سے رہ سکتے ہیں؟؟

وہ کچھ سوچتے ہوے اسکی طرف بڑھنے لگی۔۔۔

"ایکسکیوزمی مسٹر وجدان؟"

"جی۔۔اوو فرمایئے زرنیش میڈیم اپکو کسے مجھ غریب سے بات کرنے کا دل آگیا؟"

اوہیلو مجھے آپ سے کیا آپ جیسے کسی سے بھی بات کرنے کا کوئی شوق نہیں آپ کیسے کچھ بھی جانے بغیر محض بے بنیاد" باتوں پر مجھے سب کے سامنے پوائنٹ آوٹ کر سکتے ہیں اپکو اندازہ بھی ہے کے آپکی ایک چھوٹی سی حرکت کی وجہ سے کسی "!!!کی عزت نفس مجروح ہو سکتی ہے

غصہ کی وجہ سے اسکے ماتھے کی رگیں ابھر کر باہر کو آرہی تھی۔۔۔

"کل کلاس میں میں نے معافی مانگ لی تھی!!!اور اب بھی معافی مانگ لیتا ہوں۔۔ مگر رکیں"

وجدان اب زرنش کے مقابل کھڑا ہو گیا تھا اور اسکے ماتھے کی ابھری ہوئی رگیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

مجھ جیسے سے آپکو بات نہیں کرنی؟؟یہی تو میں کہ رہا کہ آپ جیسے لوگ ہمیں انسان ہی کب سمجھتے ہیں"۔۔۔۔"

وجدان نے بلکل پر سکون رہتے ہوئے اس تلخ بات کا جواب دے دیا تھا۔۔وہ وجدان تھا جسے لوگوں کے سخت مزاج کو موم کرنا اچھے سے آتا تھا۔۔۔

... بات معافی کی نہیں ہے کسی کو مار دو اور پھر بولو معاف کر دو اچھا آئیڈیا ہے"

اور رہی بات میرے بات کرنے کی تو میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا جو آپ سمجھے اور پلیز خود سے اندازے مت لگایا کریں مہربانی ہو گی آپکی!!!"

انداز اب بھی ویسا ہی تھا اور غصہ بھی اور غرور بھی۔۔۔

"مجھے کسی پاگل کتے نے نہیں کاٹا جو معافیاں مانگتا پھرو۔۔۔"

وجدان نے بات کو طول دینے کے بجائے غصے میں لال پیلی ہوتی زرنش کو وہیں چھوڑ دیا اور واپس اپنے دوستوں کی جانب چل دیا۔۔۔

یہ اس زرنیش پے کونسا عذاب نازل ہوا ہوا ہے انتی گرمی میں دھوپ میں کھڑی ہوئی ہے؟؟؟" وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اسکی طرف بڑھنے لگی جو ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔۔۔۔

اوئے میڈم ہیلو کدھر گم ہو

ثناء نے زرنیش کو پیچھے سے پکڑتے ہوئے اپنی طرف کیا جو بے تاثر چہرہ لیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ زرنش کوئی جواب دیتی پاس سے گزرتے ہوئے وجدان کے دوست زاہد نے پاس رک کر ثنا کو دیکھا۔۔۔۔

ان میڈم کو لے جاو ہمارے گروجی سے مفت میں پنگا لے رہی ہیں."زاہد کسی فلم کے ایکسٹرا کی طرح بات کر کے " تیزی سے واپس بھاگ گیا تھا۔۔۔

زرنش نے ثنا کا ہاتھ پکڑا اور تقریباً گھسیٹتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لے گئی۔۔۔

رکو لڑکی گراو گی مجھے آرام سے چلو!!!"ثنا جو زرنیش کے پیچھے تقریبا بھاگتے ہوئے جا رہی تھی ایک جگہ رکتے ہوئے" ....اسے کہنے لگی

زرنش کی رفتار چلنے میں ایسی تھی جیسے بھاگ رہی ہو۔۔۔

"...یہ سمجھتا کیا ہے خود کو؟؟خدا نے پیاری صورت دے دی مگر سیرت سے بلکل ہی فارغ معلوم ہوتا ہے"

زرنش نے درخت کے نیچے رکتے ہوئے اپنی بات شروع کی۔۔وہ ثنا کی سست رفتاری سے بہت تنگ تھی۔۔۔

کیا ہو گیا ہے زرنیش آج پھر اس سے بات ہوئی کیا؟؟"

بات اس نے کی یا تم نے؟؟؟

"اور بات کی ہی کیوں؟؟؟

....ثنا قریب پہنچتے ہی معمول کے مطابق سوال پے سوال جھاڑ رہی تھی یہ جانے بغیر کے اگلا کس موڈ میں ہے

میرا ہی دماغ خراب تھا جو اسکے منہ لگی جا کے صبح صبح۔اور کوئی بات نہیں ہوئی چلو دیر ہو رہی ہے کلاس سے"۔۔"

...زرنش نے ثنا کو گھورتے ہوئے دیکھا اور پاوں پٹختی ہوئی چل دی

----------/5\----------

یونیورسٹی میں زرنش اور وجدان کے درمیان ہونے والی تلخ کلامی کی بات جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔

اور طرح طرح کی باتیں وجدان تک بھی پہنچ رہی تھی۔

وجدان نہیں چاہتا تھا اس کے ساتھ کسی لڑکی کا نام لیا جائے وہ کسی بھی طرح سے ہو۔جہاں یہ وجدان کے لیے قابل قبول نہیں تھی بات وہیں کسی لڑکی کے ساتھ یوں کسی مرد کا نام لگا دیا جائے وجدان ایسے ڈراموں سے بھی بچتا تھا اور دوستوں کو بھی روکتا تھا جب تک بات دو دلوں کی نہ ہو۔۔

وقتی جزبات کو عمر بھر کے لیے داغ بنا لینے سے انسان خود ہی پچھتاوے کا شکار ہوتا ہے۔۔۔

وجدان آج بات ختم کرنے کے لیے ہی یونیورسٹی آیا تھا۔۔۔

زاہد کو ساتھ لیے وہ زرنش کی جانب چلا آرہا تھا جو سیڑھیوں پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

"زرنیش؟؟؟"

ثانیہ جو زرنیش کی کلاس کی ہی تھی زرنیش کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی

"ہاں بولو ثانیہ۔۔"

زرنیش کیا تمھاری اور وجدان کی لڑائی چل رہی ہے سارا ڈیپارٹمنٹ ہی نہیں بلکہ ساری یونیورسٹی میں باتیں ہو رہی ہیں اور کچھ لوگوں نے تو حد ہی کر دی ہے۔"

زرنیش جو ساری بات نہایت سکون سے سن رہی تھی آخری بات پہ نا جانے کیوں وہ ڈر سی گئی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی ایسی باتوں کا اسکی زندگی میں کوئی گنجائش نہیں تھی۔۔

"بولو بھی زرنیش چپ کیوں ہو؟؟؟"

"!!! یہ سب کچھ بکواس ہے اور یہ بکواس پھیلانے سے گریز کریں آپ"

زرنش کے جواب سے پہلے ہی وجدان کی آواز سنائی دی جو سیڑھیوں کو پھلانگتے ہوئے اوپر بیٹھی ہوئی زرنش کے قریب آ چکا تھا۔۔

وجدان کی آواز اس قدر اونچی تھی آس پاس گروپس میں موجود لڑکے اور لڑکیاں سب ہی اس جانب متوجہ ہو گئے۔۔۔

"میں نے ایسا کیا بول دیا جو تم اتنا بھڑک گئے میں وہی بول رہی ہوں جو ساری یونی بول رہی ہے"

"!!! سب جو بول رہے ہیں ضروری نہیں ہے کہ سچ ہو "

ثانیہ کو غصہ سے دیکھتے ہوئے اب وجدان کی توجہ مکمل طور پہ زرنش پر تھی۔۔

"زرنش جو کچھ ہوا اسے بھول جائیں اور لوگوں کے منہ بند کر دیجے۔۔۔۔"

آپکو کیا لگ رہا ہے؟ میں ابھی تک اس بات کو یاد کر کے بیٹھی ہوئی ہوں؟؟ بلکہ یہ سب لوگ مجھے بار بار یاد دلواتے ہیں ..."

جس جگہ پے زرنیش کو تحمل سے بات کرنی چاہیئے وہ پھر سے بھڑک اٹھی تھی نا جانے کیوں وجدان کو دیکھتے ہی اسکا دماغ اس کے کنڑول سے باہر ہو جاتا تھا۔۔۔

". تو لائے ہم ہی بات ختم کرتے ہیں۔ میں اس سرد جنگ کو اس دشمنی کو دوستی میں بدل دینا چاہتا ہوں"

دبے الفاظ میں دوستی کی پیشکش کر دی تھی وجدان نے۔۔۔ وہ نہیں جانتا تھا اس کا انجام کیا ہو سکتا ہے۔۔ پھر کیسی کیسی باتیں کی جائیں گی ان کے بارے میں۔۔۔

ثانیہ انکو اکیلا چھوڑ کر پیر پٹختی ہوئی جا چکی تھی۔

.. کیا کہا دوستی سوری مجھے دوستیاں زیادہ پسند نہیں"

اور رہی بات سرد جنگ کی تو وہ آپکی طرف سے ہو گی میرے اندر جتنا غصہ تھا کل میں نے نکال دیا تھا اب مجھے آپ سے کوئی پرابلم نہیں، اور رہی بات یونی کی اس ٹاپک پے ڈسکشن کی تو یہ کچھ دنوں کی بات ہے۔۔

کل پرسوں تک ان لوگوں کے پاس کوئی نیا ٹاپک ہو گا مجھے نہیں لگتا ہمیں انکی بے تکی باتوں پر زیادہ دھیان دینا چاہئے امید ہے آپکو میری بات سمجھ آچکی ہے شکریہ۔

وہ اب جھک کے اپنا بیگ اور کتابیں اٹھائے وجدان سے معذرت کرتے ہوئے جا چکی تھی اور دوسری طرف وجدان آنکھوں میں حیرت کا سمندر لیے دور جاتی زرنیش کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

وجدان نے ایک سرد آہ بھری اور سر کو جھٹک دیا۔ اسے اپنی کہی ہوئی بات پہ ہنسی آرہی تھی۔ وہ کیسے لوگوں کی وجہ سے یہ سب کچھ کہ سکتا ہے۔ اپنے آپ سے سوال کرتے ہوئے وجدان جیب میں ہاتھ ڈال کر سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگا تھا۔

وجدان کی بات میں اگر کوئی قباحت تھی تب بھی زرنش کو ایسے لوگوں کے سامنے یوں کہنا نہیں چاہیے تھا۔۔۔ اب اس بات سے لوگوں کو موقع مزید مل جایے گا۔۔۔۔

وجدان کو اس پاگل لڑکی کی باتوں پہ ہنسی آرہی تھی۔ جس نے غصے کے عالم میں اپنے پاؤں پہ کلھاڑی مار لی تھی۔۔۔

"تم پاگل تو نہیں ہو؟" ایک لڑکا تمھارا نام یوں نہ اچھلے اس سب سے بچانے کے لیے اتنا سب کر رہا ہے اور تمھارے نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے".

ثنا نے کینٹین میں بیٹھی زرنش پے جیسے حملہ کر دیا تھا۔۔۔

"...بس کرو ثنا میں بات بھول چکی ہوتی ہوں تم دوبارہ شروع ہو جاتی ہو مجھے نوٹس دو نیکسٹ کلاس سر منصور کی ہے"

For more visit (exponovels.com)

بات گھما کے وہ اب ہاتھ جھاڑتے ہوئے اٹھنے کو تھی۔۔

". نہیں ہیں نوٹس وہ زاہد لے گیا ہے"

ثنا نے جان بوجھ کر ستاتے ہوئے کہا۔۔۔

"چلو جی اب نوٹس بھی نہیں ہیں واہ! تم بھی چلی جاتی زاہد کے ساتھ ہی۔"

زرنش نے غصے سے ثنا کو دیکھا اور کلاس لینے چل دی۔۔۔۔

----------/5\----------

زرنش کی زندگی کا یہ پہلا موقع تھا جب وہ کسی کے زیر سایہ نہیں تھی۔ وہ اپنے معاملات میں خود مختار ہوئی تھی پہلی بار۔ یونیورسٹی میں زرنش سے بھی وہی ہوا جو یہاں آنے والے دوسرے بہت سے لڑکے لڑکیاں کر لیتے۔۔۔ غلط لوگوں پر بھروسہ!!!

ایسا ہی کچھ زرنش نے بھی کیا۔۔۔

پہلے سیمسٹر کے اختتام تک زرنش کا نام ایک تیسرے درجے کے آدمی کے ساتھ لیا جانے لگا۔۔ جو چرب زبانی میں اس قدر ماہر تھا کے سامنے موجود شخص کو باتوں میں آگے نکلنے کا موقع نہیں دیتا تھا۔۔۔

زرنش دوستوں کے ایک ایسے گروہ کا حصہ تھی جن کا امیج کچھ خاص اچھا نہیں تھا۔۔۔

دوسرے سیمسٹر کے پہلے ہی دن اس دوغلے شخص نثار کی وجدان کے ہاتھوں اچھی خاصی دھلائی بھی ہوئی۔۔ لڑائی کی بات جلد ہی پھیل گئی تھی لیکن کسی کو معلوم نہیں تھا یہ لڑائی ہوئی کس وجہ سے ہے۔۔۔

آنے والے وقت نے حالات کچھ اس نہج پر پہنچا دیے کہ کلاس میں وجدان اور زرنش کو ایک ہی گروپ میں شامل کر دیا گیا تھا۔۔ثانیہ، ثنا، زاہد، وجدان اور زرنش۔۔ گروپ ٹاسک کے لیے ایک ساتھ کافی وقت گزرنا تھا۔

یہ خبر زرنش کے لیے کچھ زیادہ اچھی نہیں تھی۔اور نہ ہی وجدان اس سب سے کچھ زیادہ خوش دیکھائی دے رہا تھا۔ مگر کلاس کے اس پروجیکٹ کو مکمل کرنے کے لیے دونوں کو ہی ساتھ مل کر کام کرنا تھا۔۔۔

ہم نہیں ہوں گے پاس مجھے پکا یقین ہو گیا!!!"زاہد نے ناامیدی سے دور اکیلے بیٹھے ہوئے وجدان کی طرف دیکھا۔۔" گروپ بدلا جا سکتا تھا مگر سر منصور کے ہوتے ہوئے ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔۔

وجدان اور زرنش کی اس لڑائی کی وجہ سے کلاس کا ماحول بہت خراب ہو گیا تھا۔۔

ہاں سہی کہہ رہے ہو، ان دو ہاتھیوں کی لڑائی میں گھاس ہی کچلی جائے گی۔"ثنا نے بیزاری سے وجدان کو دیکھا اور پھر" سیڑھیوں پر بیٹھی زرنش کو دیکھنے لگی۔۔

ثانیہ جوان سب کے درمیان بلکل ہی اجنبی سی تھی وہ بھی کافی پریشان دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔وہ وجدان کے ساتھ منہ ماری کر چکی تھی پہلے سیمسٹر میں۔وہ وجدان سے دوبارہ ایسی کسی قسم کی بحث میں شامل نہیں ہونا چاہتی تھی مگر بات اپنی کامیابی کی تھی۔۔۔ثانیہ اس مسلے کو حل کرنا چاہتی تھی۔۔

وجدان مجھے آپ کے اور زرنش کے بارے میں یوں بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔"ثانیہ نے خیالوں میں گم وجدان کے " قریب بیٹھتے ہوئے ہوئے کہا۔وجدان بظاہر خیالات میں کھویا ہوا دیکھائی دیتا تھا مگر اس نے ثانیہ کی بات سن لی تھی۔۔۔

وجدان نے کچھ کہنے کے بجائے اثبات میں سر ہلایا۔کوئی وجہ بھی تو نہیں تھی ایسے روٹھ کے بیٹھنے کی۔زندگی کی یہ چھوٹی چھوٹی باتیں زندگی کی گاڑی کو بریک لگا نہ دیں یہ ہی سوچ کر وجدان نے ہامی بھر لی تھی۔

----------/5\----------

ڈیٹا تلاش کرنا وجدان کا کام تھا۔اس میں سے مین پوائنٹ کو ہائی لائٹ کرنے کا کام زرنش کا تھا۔زاہد نے ان سب کے نوٹس کو ہارڈ کاپی کرنا تھا اور اس سے پہلے کمپوزنگ بھی۔ثنا اور ثانیہ نے یہ سب ٹائپنگ کرنی تھی۔۔

وجدان کی دوسری بہت سی مصروفیات کی وجہ سے ایسا لگ رہا تھا یہ گروپ کلاس میں سب سے پیچھے رہ جائے گا۔وجدان سٹوڈنٹس کی میٹنگ میں کبھی یہاں ہے تو کبھی وہاں۔اس سب معاملے میں وجدان کو کون کہے اور کیا کہے۔

زاہد کو چونکہ سب سے آسان کام ملا تھا وہ تب ہی کچھ کہ نہیں رہا تھا۔وہ مشے مزے سے اور نہایت فرست کے ساتھ فلرٹ کرنے میں مصروف تھا ثنا کے ساتھ۔

اور کبھی اگر موقع مل جاتا تو ثانیہ سے بھی۔۔۔زرنش کے تیز مزاج کی وجہ سے وہ ایسی کوئی حرکت نہیں کیا کرتا تھا اس کے ساتھ۔۔۔

آج پورے گروپ میں ہی بیچینی پائی جا رہی تھی۔وجدان سٹوڈنٹس کی ایک تنظیم کے ساتھ کہیں کسی پروگرام میں شرکت اور وہاں تقریر کرنے کے لیے تیاری میں مصروف تھا۔

دور کھڑی زرنش وجدان کو کافی دیر سے دیکھ رہی تھی۔وجدان کی یہ لاپرواہی زرنش کے تیش دلا رہی تھی۔لوگوں کی مدد کرنے اور حق دلانے والا شخص خود ہی دوسروں کو مشکلات کا شکار کر رہا تھا۔

وجدان کو اپنے پیچھے کھڑے شخص کا سایہ سامنے زمین پر دیکھائی دے رہا تھا۔اس سائے نے اپنے ہتھ کو ہوا میں بلند کیا تو وجدان بجلی کی سی تیزی سے پلٹا۔وجدان کی لڑائیوں کی تعداد اس قدر بڑھتی جا رہی تھی وہ کسی بھی غیر متوقع حملے کے لیے تیار ہی رہتا تھا۔ہاتھ میں موجود کلپ بورڈ سے وار کرنے ہی والا تھا کہ اسے اپنے سامنے زرنش کھڑی دیکھائی دی۔

گلے میں دوپٹہ ڈالے ہوئے کھلے بالوں میں زرنش بہت دل کش لگ رہی تھی۔خزاں کی سہری دھوپ میں زرنش کے بال بھی چمک رہے تھے۔زرنش کا منہ حیرت کے مارے کھلا ہوا تھا۔۔

اوہ سوری!!!"ہوا میں معلق ہاتھ کو وجدان نے جھٹ سے نیچے کرتے ہوئے کہا۔وہ کچھ شرمندہ سا دیکھائی دے رہا تھا۔وجدان کے چہرے پہ شرمندگی کچھ عجیب سی لگ رہی تھی۔

اپنے ہر کام کو بہترین کرنے کی کوشش اور ہمیشہ پر اعتماد دیکھائی دینے والے شخص اور بقول زرنش کے بد تمیز انسان یوں شرمندگی ظاہر کرتے ہوئے عجیب لگ رہا تھا۔۔

اٹس اوکے پلیز اگر اس سب سے وقت مل جائے تو کلاس کے ٹاسک کو بھی دیکھ لیں "آنکھوں میں دیکھتے ہوئے زرنش " نے ایک ایک لفظ پے زور دیتے ہوئے بات مکمل کی اور پلٹ کر تیز قدم اٹھاتی ہوئی واپس چلی گئی۔۔

زرنش کی آواز اور انداز سحر طاری کر دینے والا تو تھا ہی آج اس کی آنکھوں میں جو چمک تھی وہ بھی کچھ جدا سی تھی۔۔ وجدان چند لمحے یوں ہی مبہوت سا ہو کر کھڑا رہا اور پھر یوں زرنش کے پیچھے یوں چل دیا جیسے اسے اشاروں پہ چلا جا رہا ہو۔۔۔۔

وجدان کی پیٹھ میں درد کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔۔ نثار کے ساتھ ہونے والی لڑائی کے اثرات اب تک باقی تھے۔۔

وہ اپنے بارے میں بات سن سکتا تھا۔

اپنے درد اپنے تک رکھنا جانتا تھا۔

زرنش نے پلٹ کر وجدان کو دیکھنے کی کوشش کی مگر وہ کہیں دیکھائی نہ دیا۔

زرنش کا غصہ جو ٹھنڈا ہو رہا تھا وہ دوبارہ سے کھولتے ہوئے پانی کی طرح ابلنے لگا تھا۔۔ اسے وجدان پے شدید غصہ بھی آ رہا تھا۔ بے شرم شخص کیسے منہ لٹکائے کھڑا تھا اور اب پھر سے غائب ہے۔ زرنش منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی ہوئی تیزی سے واپس اسی راستے پے چلنے لگی جہاں سے آئی تھی۔

ویسے اتنے نامعقول ہو نہیں جتنے لگتے ہو"مونگ پھلی چھیل کر چھلکے سامنے بچھائی ہوئی اخبار پے پھینکتے ہوئے زرنش" نے وجدان سے کہا۔۔۔

وجدان جو مونگ پھلی کے دانے کو ہوا میں اچھال کر منہ کی مدد سے کیچ کر رہا تھا اس بات کو سن کر ایسے چونکا کہ بجائے منہ میں جانے کے مونگ پھلی وجدان کی بائیں آنکھ میں جا لگی۔۔وجدان نے اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھ لیا اور درد سے کراہنے لگا۔

چھلکوں کے ڈھیر میں مونگ پھلی تلاش کرتی ہوئی زرنش نے وجدان کی آواز سنی تو اسے دیکھنے لگی۔"کیا ہوا اتنی سی بات پے رونے لگے تم؟"اس بات سے بے خبر کے وجدان کی آنکھ میں کچھ لگا ہے، وہ اپنی ہی دھن میں مزاق کیے جا رہی تھی۔

زرنش کی ہنسی اس قدر دلکش تھی، وجدان اپنی دکھتی آنکھ کو بھول کر زرنش کو دیکھنے لگا تھا۔چند دن ساتھ اٹھنے بیٹھنے کے بعد وجدان زرنش میں کشش محسوس کرنے لگا تھا۔

مگر اس بات کو وہ زیادہ تفصیل سے نہیں سوچ پاتا تھا۔یونیورسٹی کی دوسری بہت سے مصروفیات میں یہ بات کہیں دب جاتی تھی۔امیر زادوں اور امیر زادیوں سے جدا اور الگ سا ایک اپنی ذات میں رعب تھا زرنش کی جو اسے باقی سب سے الگ کرتا تھا۔

وہ کیا ہے کس کی بیٹی ہے اس بات کی دھونس زرنش نے کبھی نہیں جمائی تھی۔وہ اپنی ذات کو اپنا تعارف بنا رہی تھی۔

اور یہی بات وجدان کو زرنش کی جانب مائل کر رہی تھی۔

وجدان کی کھوئی کھوئی سی صورت اور نظریں اپنے چہرے پہ منجمد دیکھ کر زرنش کو کچھ عجیب سا لگا تھا۔وہ کچھ کہ دیتی ایسا جس سے وجدان کبھی ایسے نہ دیکھتا۔۔

مگر وہ چاہتے ہوئے بھی یہ نہ کر سکی۔ نظروں میں حرص وہوس کے بجائے کچھ ایسا تھا جسے الفاظ میں بیان کر پانا ناممکن ہے۔۔

وجدان آنکھ کو کیا ہوا ہے؟"زرنش نے وجدان کا چہرے پر غور کیا تو آنکھ میں اُترتی ہوئی سرخی دیکھ کر چونک گئی۔۔۔"

وجدان کی محویت میں کمی آئی تو اسے اپنی آنکھ سے پانی بہتا ہوا محسوس ہوا۔۔زاہد نے ثنا کے بیگ سے جلدی سے پانی کی بوتل نکال کر وجدان کی جانب بڑھائی۔۔

وجدان نے آنکھوں میں چھینٹے مارے تو آنکھ کی سرخی کم ہونے لگی۔۔اور درد کی شدت میں کمی ہونے لگی۔

یار مجھے بھوک لگی ہے کوئی چلے گا کھانے کو؟"زاہد نے اس موقع پر بھی اپنے کھانے پینے کے شوق کو دبانے کی بلکل " کوشش نہیں کی۔وہ کھانے کا دیوانہ تھا اور کھانے کے لیے ہی زندہ تھا اب تک۔

میرے لیے بھی کچھ لے آنا پلیز "ثانیہ نے ایسے ادا سے گردایک طرف جھکا کر کہا۔"

میں لے آؤں گا پہلے پیسے "جواباً زاہد نے بھی گرد کو خم دے کر ثانیہ کی نکل اتاری تو ثانیہ بھڑک اٹھی۔۔"

ثانیہ اور زاہد کو لڑائی کرتا چھوڑ کر زرنش اور ثنا وجدان کے ساتھ چل دیے۔

----------/6\----------

سرد اداس شاموں میں زرنش پڑھتے پڑھتے اچانک سے کہیں کھو سی جاتی تھی۔اکثر کتابیں کھلی پڑی ہوئی ہوتی تھیں اور خیالات کی ریل گاڑی یادوں اور حسین لمحات جو یونیورسٹی میں گزرتے تھے ان کے سفر پے جا چکی ہوتی تھی۔دوسرے سمیسٹر کا اختتام ہوا چاہتا تھا۔پیپرز شروع ہونے میں دو دن ہی تو رہ گئے تھے۔

زرنش کو شہر کی زندگی جو ہمیشہ بہت میکانکی طریقہ کی لگتی تھی اب اچھی لگنے لگی تھی۔اس زندگی کے بھی تو بے شمار رنگ تھے۔گاؤں میں رہتے ہوئے وہ ان سے بے خبر تھی۔فرید چچا اور سمبل چچی ہر طرح سے خیال رکھ رہے تھے۔زبیر بھائی کی رہنمائی بھی پڑھائی میں ملتی رہتی تھی۔

جبکہ احد جو اسکول اور اس کے بعد پڑھائی میں مصروف رہتا تھا اکثر چھٹی کے دن قریبی پارک میں زرنش کو ساتھ لے جاتا تھا جہاں اس کے دوست صارم اور دبلی پتلی سی فجر بھی آیا کرتے تھے۔

وہ ان سب کے ساتھ مختلف گیمز کھیلنے کے علاوہ انکی شرارتوں اور اسکول کی باتوں میں بھی دلچسپی لیا کرتی تھی۔

فجر اور زرنش کے درمیان زیادہ تر کپڑوں اور ان کے ڈزائن کی بات ہوتی تھی جس سے صارم کو سخت الجھن ہوتی تھی۔ زرنش عمر میں بڑی تھی لیکن پھر بھی کوئی بھی اسے باجی یا آپی کہ کر نہیں بلاتا تھا۔زرنش کو بھی اس بات سے کوئی پرابلم نہیں تھی۔لیکن چچا جان ان بچوں کی اچھی خاصی کلاس اس بات پے لیا کرتے تھے۔

کدھر غائب ہیں زرنش؟؟کیا سوچ رہی ہیں؟"فجر نے آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تو زرنش جیسے ہوش میں آگئی" اچانک سے۔۔

ہوں ہاں تم تم کب آئی!"زرنش نے حیران ہو کر فجر کو دیکھا اور کتاب بند کر کے ایک طرف رکھتے ہوئے بولی۔" چہرے سے یادوں کا عکس مٹا کر وہ ایک دم سے نارمل ہو گئی تھی۔۔۔

فجر نے اپنے آنے کا مقصد بتایا تو زرنش کچھ الجھ سی گئی مگر جلد ہی وہ کچھ سوچتے ہوئے فجر کے ساتھ شاپنگ کے لیے جانے کو تیار ہو گئی۔۔۔

-

----------/6\----------

محبت جب تم کو راس آئے گی"

"زخم کھاو گے، مسکراؤ گے۔۔۔۔

زرنش کے یہ شعر سناتے ہی وجدان نے ایسے چونک کر زرنش کو دیکھا جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو۔ مگر اس طرح بہت سے لوگوں کی موجودگی نے وجدان کو خاموشی اختیار کرنے پہ مجبور کر دیا۔

For more visit (exponovels.com)

وہ گھاس کے تنکے کو انگلیوں کی پوروں سے گول گول گھما رہا تھا۔ تروتازگی چہرے کی غائب ہو گئی تھی۔۔

وجدان یوں دیکھائی دے رہا تھا جیسے اسے کوئی غم کوئی الجھن بہت ستا رہی ہے۔

وہ سب کے ساتھ یہاں بیٹھے ہوئے بھی یہاں نہیں تھا۔ وجدان اپنی الجھنوں کے بارے میں سوچتا سوچتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ زرنش سے بہت کچھ کہنا چاہتا تھا جس کے لیے کسی مناسب وقت کی تلاش میں تھا۔ ایگزیمز ختم ہو رہے تھے۔ جس کے بعد زرنش نے پھر سے گاؤں چلے جانا تھا۔

انہیں خیالوں میں ڈوبے ہوئے وجدان چلتا چلا جا رہا تھا۔ جذبات کے اس اتار چڑھاؤ نے وجدان کو الجھا کر رکھ دیا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا جب وجدان اپنی حالت پر قابو نہیں رکھ پا رہا تھا۔۔

یہ کیفیت، یہ جذبات یہ فیلنگز پہلے تو کبھی محسوس نہیں ہوئیں تھی۔ وجدان اپنی تمام ایکٹیویٹی سے بھی دور ہوتا جا رہا تھا۔

وجدان کہاں جا رہے ہو؟؟" زرنش جو وجدان کو جاتا ہوا دیکھ کر سب کچھ چھوڑ کر پیچھے چلی آئی تھی۔ زرنش تیز تیز چل کر آئی تھی اس کی سانس بھی تیز چل رہی تھی۔۔

وجدان نے زرنش کی آواز پہ اپنے بڑھتے ہوئے قدموں کو روک لیا تھا۔ وہ زرنش کی جانب پلٹا تو زرنش جو پوری رفتار سے چلتی آ رہی تھی وجدان سے ٹکراتے ہوئے بال بال بچی۔

اوہ سوری!!"زرنش بے ساختہ سی بولی اور مسکراتی ہوئی چند قدم پیچھے ہٹ گئی۔۔۔زرنش کی مسکراہٹ دیکھ کر" وجدان بھی مسکرادیا۔اسکی مسکراہٹ میں عجیب سی اداسی، تھکن سی تھی۔

کوئی بات نہیں میری غلطی ہے میں ایسے ایک دم سے رک گیا!!!اور تم یہاں کیوں آگئی؟؟"وجدان دیوار کا سہارا لے" کر کھڑا ہو گیا اور زرنش کو دیکھنے لگا۔۔۔

تم جو یوں اچانک اٹھ کر چلے آئے کیا بات ہے؟؟ پیپرز کی وجہ سے پریشان ہو؟؟"زرنش بہت تازہ دم دیکھائی دے" رہی تھی اس کا آج کا پیپر بہت اچھا ہوا تھا۔وہ چہک رہی تھی۔

وجدان ایسی بات کرنے کے لیے زرنش ابھی موڈ میں نہیں ہے۔۔۔یہ وجدان کے اندر سے آواز آئی تھی یہ اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی یا دماغ انتباہ کر رہا تھا۔لیکن دل کا کہنا کچھ اور ہی تھا۔کچھ الگ ہی سوچ۔

زرنش!!مجھے تم سے کچھ کہنا تھا"وجدان نے نظریں ملاتے ہوئے مکمل اعتماد کے ساتھ کہا۔وہ کر گزرنے پر یقین رکھتا" تھا۔وہ جوش اور عقل کو ہمیشہ وقت پہ استعمال کرنے کا عادی تھا۔۔

زرنش کو وجدان کے لہجے میں کچھ الگ سا محسوس ہوا تھا۔کچھ نیا تھا۔ بلکل ویسا جیسا پہلی ملاقات میں تھا۔۔

"جی کہیں وجدان کیا بات ہے!!" بے اختیار وہ فرینک نیس کہیں ایک دم سے چلی گئی تھی۔۔اس کی جگہ آپ جناب نے لے لی تھی۔

"زرنش کیا تمہاری فیملی میں کوئی تمھارے برابر کا لڑکا ہے؟ تمہارا ہم عمر؟"

وجدان کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ایسے سوال کرنا ٹھیک ہے یا نہیں۔۔وہ پہلی بار کسی لڑکی کے ساتھ ایسے تنہائی میں بات کر رہا تھا۔۔۔

زرنش سے ایسا سوال کرنے کے لیے کافی زیادہ حمت چاہیے تھی۔جو وجدان میں بے تحاشا تھی۔۔

"نہیں میرے خاندان میں میری عمر کا کوئی لڑکا موجود نہیں ہے" زرنش نے الجھ کر وجدان جو دیکھا، وہ بیزار سی ہو رہی تھی۔۔وہ ایسی باتوں کے موڈ میں نہیں تھی۔۔۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے" ایک معنی خیز مسکراہٹ وجدان کے لبوں پر پھیل گئی تھی۔وہ اپنی مسکراہٹ کو چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔اس کے چہرے پہ عیاں پریشانیاں جیسے دک دم مٹ سی گئیں تھی۔۔

زرنش کچھ الجھی ہوئی وجدان کی مسکراہٹ کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔جب کوئی سرا ہاتھ نہ لگا تو سر جھٹک کر چل پڑی۔۔

وجدان زرنش کو دور جاتا دیکھ رہا تھا۔۔اس نے زرنش کو آواز دی۔۔۔۔

پرسوں ملیں گے آخری پیپر کے بعد پلیز جلدی گھر مت جانا" جیب میں ہاتھ ڈالے وجدان الٹے قدموں پیچھے ہٹ رہا تھا۔۔اور ہاتھ ہلاتے ہوئے خدا حافظ کر رہا تھا۔۔

زرنش نے ہاتھ ہلاتے ہوئے اور ہونٹوں پہ مسکراہٹ سجائے ہوئے ہاتھ ہلا کر وجدان کو خدا حافظ کہا۔۔

وہ عجیب کشمکش کا شکار تھی۔وہ پیپر کے بعد وہ بھی شام کے وقت میں کیسے رک سکتی تھی۔۔زرنش کے دل میں بہت سے وسوسے پیدا ہو رہے تھے۔۔

----------/6\----------

آخری پیپر میں چھٹی نہ دیتے تو کیا ہو جاتا بھلا!!! مدت میں ایک دن ہی برباد ہوا ہے اور چھٹیاں بھی اتنی کم دے رہے ہیں۔۔۔زرنش آئینے کے سامنے کھڑی خود سے باتیں کر رہی تھی۔

وہ اپنے کالے اور بھورے بالوں کو جو ڈائینگ کے بعد بھورے سے ہو رہے تھے کہیں کہیں سے ان میں کنگھی کر رہی تھی۔وہ گاؤں جانے کے لیے اس قدر بے تاب تھی کہ ایک دن بھی ایک ماہ جیسا لگ رہا تھا۔۔

چھٹی کے روز نہ چاہتے ہوئے بھی نہ جانے کیوں آنکھ جلدی کھل جاتی ہے۔زرنش کا آج جلدی جاگنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔مگر ہلکی سے آواز پہ نہ جانے وہ کیسے جاگ اٹھی تھی۔

صبح سویرے احد اپنے بیٹ اور وکٹیں اٹھانے کے لیے کمرے کے باہر سے ایک طوفان کی طرح گزرا تھا۔اس کے قدموں کی آواز نے زرنش کی نیند میں خلل پیدا کیا تھا۔زرنش نے تکیے کے نیچے سے منہ نکال کر احد کو ڈانٹا تھا۔۔۔

جس کے جواب میں احد نے دروازہ پیٹ کر ہلکی سی آواز میں سوری!!! کہا اور بھاگ گیا۔۔جب کے زرنش سر پیٹ کر رہ گئی۔

کنگھی کرتے کرتے زرنش کو کو گزشتہ روز کی وجدان کہ کہی ہوئی بات اچانک سے یاد آئی تو کنگھی کو تھامے ہوئے جو ہاتھ تھا جیسے لرز کر نیچے آرہا۔۔۔شام ہیں مدیر تک رکنا!!! کسی لڑکے کے کہنے پر۔۔۔

زرنش کس سے یہ بات شیئر کر کے مشورہ لے سکتی ہے۔زرنش نے بالوں کو کھلا چھوڑ دیا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔۔ دماغ میں وجدان کی بات جیسے اٹک سی گئی تھی۔وجدان کی آواز تک کانوں میں گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔وجدان کی بات میں التجا تھی؟ حکم تھا؟ کیا تھا آخر؟؟ایک درخواست تھی یا ایک خواہش تھی ملنے کی۔

بے چینی کے عالم میں بے اختیار زرنش اپنے ناخن چبانے لگتی تھی۔وہ اب بھی ایسا ہی کر رہی تھی۔لان میں کھڑے احد اور صارم کی حرکتیں دیکھ کر بھی زرنش کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔بظاہر وہ ان دونوں کی طرف ہی دیکھ رہی تھی جو میچ کھیل کر واپس آچکے تھے انکے ساتھ فجر بھی تھی، جسے انہوں نے لڑکوں کے جیسا ہی لباس پہنا رکھا تھا۔

سامنے کے منظر کے بجائے زرنش کی آنکھوں میں وجدان کی شکل گھوم رہی تھی اس کا ہاتھ لہرا کر خدا حافظ کہنا اور مسکراتا ہوا چہرہ۔۔۔

فجر بیٹ اور وکٹیں اٹھائے احد اور صارم کے بعد کمرے میں داخل ہوئی۔تب تک زرنش بھی کُھلی ہوئی کھڑکی سے پیچھے ہٹ گئی تھی۔

فجر یہ سب تم کیوں اٹھا کر گھوم رہی ہو؟"زرنش نے جھولتی ہوئی فجر کو دیکھا۔جس کا سرخ چہرہ ٹماٹر جیسا لگ رہا تھا۔" دھوپ کی تپش اور غصے سے لال چہرے کے ساتھ فجر کے ہونٹ بھی بھینچے ہوئے تھے۔۔

وکٹس اور بیٹ کو ایک جانب پٹخ کر فجر نے زرنش کو دیکھا۔"یہ جو دو آپ کے باڈی گارڈز ہیں نا انہوں نے میرا جینا حرام کر رکھا ہے"سر سے ٹوپی اتار کر احد کی گود میں پٹختے ہوئے فجر زرنش کی جانب بڑھی،اور پہلو میں جا کر کھڑی ہو گئی۔۔

زرنش کا چہرہ بتا رہا تھا وہ اس معاملے کو سمجھ نہیں پائی۔۔۔

ان دونوں کو کل رات میں نے کھا مجھے آئسکریم کھانی ہے لا دو،یہ کہنے لگے ایک شرط ہے۔اب مجھے کیا پتہ تھا شرط یہ ہو" "گی یہ۔۔

فجر زرنش کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے لڑکوں والی ڈریسنگ کی جانب اشارہ کر رہی تھی۔

جبکہ احد اور صارم نہایت معصوم صورت

بنائے دونوں لڑکیوں کو دیکھ رہے تھے۔

زرنش مجھے تو آپ جانتی ہی ہیں میں ایسا کام نہیں کرتا یہ تو احد ہی!!"صارم نے پارٹی بدلتے ہوئے جھٹ سے اپنی جان" چھڑانے کی کوشش کی۔۔

For more visit (exponovels.com)

"جی جی میں ہی تو جانتی ہوں جناب صارم صاحب آپکی ان حرکتوں کو میرے معصوم سے کزن پہ الزام نہ لگائیں، اور فریادی فریاد مکمل کی جائے"

زرنش بادشاہ سلامت کی طرح بیٹ پہ ایسے براجمان ہوئی جیسے سچ مچ اس کے سامنے کوئی مقدمہ پیش کیا جا رہا ہو۔۔

"فجر نے دانت پیستے ہوئے احد مجھے کل سے پیٹ درد ہے اور یہ دونوں جنگلی مجھے کرکٹ کھیلنے کے لیے ساتھ لے گئے" اور صارم کو دیکھا جو ایک معقول فاصلے پہ موجود تھے اور یہ سب کاروائی دیکھ رہے تھے۔۔

"احد نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔ صارم کی ہنسی دبی دبی تھی مگر زرنش اس بات پر کھل کر ہنس دی جس کے بعد کمرے میں ہنسی کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔۔ جہاں پناہ جنگلی کرکٹ نہیں کھیلتے!!!"

----------/6\----------

سیڑھیوں سے اتر کر وجدان زرنش کے پیچھے سے گزر کر سامنے آیا تو بولا،

"مجھے لگا تھا تم نہیں رکو گی"

ثانیہ اور ثنا نے حیرت سے وجدان کو دیکھا جیسے نگاہوں میں سوال تھا کہ ہم نے ایسا کب کہا۔۔

وجدان جو زرنش کے جواب کے انتظار میں تھا، اس نے ثانیہ اور ثنا کے چہرے کے تاثرات کو مکمل اگنور کیا۔

وہ گزشتہ روز کی نسبت آج تازہ دم لگ رہا تھا۔۔

نہیں میں تو جا ہی رہی تھی!!"زرنیش نے سوچے سمجھے بغیر جواب دیا.اور اب ثانیہ کے چہرے پے پھیلی بے چینی کو" دیکھتے ہوئے وہ کچھ اور بولتی نثار بول پڑا،

"کسی خاص جگہ کا پروگرام بن رہا ہے کیا؟"

نثار نے اپنا لہجہ اس قدر میٹھا بنا کر بات کی کہ اسکی بات کی کڑواہٹ کسی کو محسوس نہ ہو سکے۔

وجدان نے کھا جانے والی نظروں سے نثار کو دیکھا۔۔۔

"ماشاءاللہ میرے بغیر کدھر جا رہے ہو تم سب؟"

ثانیہ جو کب سے صرف فیس ایکسپریشن دے رہی تھی یہ سنتے ہی بول پڑی۔۔۔۔

"نہیں ثانیہ ہم کہیں نہیں جا رہے"

زرنیش نے اپنے لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے جواب دیا اسکو نثار کا لہجہ اور باتیں دونوں اچھے سے سمجھ آنے لگے تھے پچھلے کچھ دنوں سے۔۔۔۔

وہ وجدان نے کچھ ڈسکس کرنا تھا مجھ سے تو اسی لیے کیوں وجدان؟؟"وجدان اپنا نام سن کر چونک گیا اور جلدی سے" بولا،

ہاں بلکل ! ! "وجدان نے بات کو طول نہ دینا مناسب سمجھا اور زرنش کے ساتھ کسی ایسی جگہ کی تلاش میں چل دیا" جہاں کوئی انکی باتوں میں دخل نہ دے سکے۔۔ سورج غروب ہونے میں ابھی کچھ دیر باقی تھی۔ وجدان کے چہرے پہ اضطراب نمایاں تھا۔ وہ نثار کو نہ جانے کیوں ایسے چھوڑ آیا تھا۔

". وجدان آپ بولیں بھی کیا بات کرنی ہے میں نے بتایا تھا نہ مجھے گاوں جانا ہے اسلیے جلدی نکلنا ہے"

زرنیش جو وجدان کے ساتھ خاموش چل چل کے تنگ پڑ گئی فوراً بولی،،

زرنش تم میرے والد کے بارے میں جانتی ہی ہو، وہ کوئی اتنے بڑے جاگیر دار نہیں ہیں۔۔۔ مجھے امید ہے آپ" انسانوں کو ان کی مالی حیثیت سے نہیں دیکھتی ہوں گی" وجدان نے ایک ہی سانس میں بات کہی اور زرنش کے تاثرات جاننے کے لیے بغور دیکھنے لگا۔۔۔

وہ دونوں درختوں کے جھنڈ کے قریب سے گزر رہے تھے۔۔۔ سورج ان درختوں کے پیچھے چھپنے لگا تھا۔۔۔

وجدان مجھے سب پتا ہے آپ یہ کیوں بتا رہے ہیں ایک دم سے وہ بیزار ہوئی۔ اور دوسرے ہی لمحے اسکی بیزاری فکر میں" بدلی تھی وجدان نے دونوں تاثرات کو پل بھر میں بدلتے دیکھا تھا۔۔۔

"!!سب ٹھیک ہے بس ایک میں ہی خراب ہوں جس نے پورے گھر کو مشکل میں ڈال رکھا ہے"

وجدان نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔۔

اور اپنی بات جاری رکھی،

میں نہیں جانتا آپ میرے بارے میں کیا سوچتی ہیں۔۔۔مگر میں!!!آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں"وجدان "
نے نہ چاہتے ہوئے بھی یہ بات کہتے ہوئے زرنش کی آنکھوں میں دور تک جھانک لیا تھا۔۔۔

اچھا یہ کون سی بڑی بات ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

مطلب کیا ہے اپکا اس کی حالت ایسے جیسے اچانک سے کسی نے حملہ کر دیا ہو"۔۔۔وہ بولے جا رہی تھی

چہرے پہ غصہ لیے اب وہ وجدان کو گھورتے ہوئے بولی،

".آپ سے مجھے یہ امید نہیں تھی آپ تو مجھے اچھے انسان لگے تھے "

غصہ کی وجہ سے اسکے ماتھے پر وہ تین لائنز دیکھ کر وجدان مسکرا دیا۔۔۔

کیوں اچھے انسان شادی نہیں کرتے؟ یا یوں اظہار نہیں کرتے؟؟" وہ وجدان تھا، ایسے کیسے بوکھلاہٹ کا شکار ہو سکتا" تھا۔۔۔

مجھے کیا پتا اچھے انسان کیا کرتے ہیں مگر یہ سب نہیں کرتے میں جا رہی ہوں اللہ حافظ "وہ جانے کے لیے پلٹی۔۔۔"

"!!!آپ کو جانا ہے تو میری بات کا جواب دے کر جائیں۔انتظار کی سولی پہ لٹکنا وجدان کو اچھا نہیں لگتا زرنش وارث"

وجدان نے دوٹوک انداز میں کہا۔۔۔

"میں کیا جواب دوں اپکو نظر نہیں آ رہا میرا جواب اپنا پرانا لہجہ برقرار رکھتے ہوئے اس نے وجدان کو دوٹوک جواب دیا"

وجدان نے پھیکی سی مسکراہٹ سجائے زرنش کو خدا حافظ کہا اور زرنش کو دور جاتا دیکھتا رہا۔۔۔۔

وہ دور جاتے ہوئے پھر سے پلٹ آئی تھی۔۔

". وجدان سوری اگر اپکو برا لگا مگر میں کیا کروں"

ایک دم سے لہجہ بدلا نا جانے کیوں اس سے وجدان کی یہ مسکراہٹ نہ دیکھی گئی۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

کچھ نہیں آپ جائیں اور گاوں سے لوٹ کر جب آئیں تب تک اچھے سے سوچ لیں"۔۔۔وجدان جلدی جلدی میں کچھ غلط نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

گاڑی میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔گاڑی خالی ویران سڑک پر تیزی سے چلتی چلی جا رہی تھی۔گاؤں کے اس راستے پر سے گزرتے ہوئے ایک سنسنی کی لہر سی دوڑ گئی تھی سب کے جسموں میں۔یہی وہ جگہ تھی جہاں چند دن پہلے ایک ایسا واقع پیش آیا تھا جس نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

رات کا سفر نہیں کرنا چاہیے تھا، مگر پہلے ہی بہت دن گزر چکے تھے۔۔اب وہ اکیلے نہیں تھے۔۔ایک حفاظتی گاڑی آگے چل رہی تھی تو دوسری گاڑی پیچھے آ رہی تھی۔۔۔اندھیرے میں ڈرائیونگ کرنا اور ایسے علاقے میں جہاں چند دن پہلے ہی ایک خوفناک شام گزری تھی۔۔صارم نے پچھلی نشست پر بیٹھی زرنش کو بیک مرر سے دیکھا۔

وہ کھلے ہوئے شیشے سے باہر گاڑی کے ساتھ ساتھ بھاگتے ہوئے چاند کو دیکھ رہی تھی۔۔

ہمیں اس وقت گاؤں سے نہیں نکلنا چاہیے تھا."احد نہ جانے کس بات کو سوچتے ہوئے بولا۔وہ ڈرنے والا نہیں تھا مگر" ایسی بات احد کے منہ سے سن کر صارم کو حیرت ہوئی تھی۔۔۔

احد تمہیں یہ نہیں کرنا چاہیے تھا."زرنیش کے اس سوال نے جہاں احد کو حیران کیا تھا وہیں صارم کا چہرہ بھی مرجھایا" ...تھا

زرنش کی بات کو نہ سمجھتے ہوئے دونوں نے پلٹ کر زرنش کی جانب دیکھا۔۔گاڑی ایک دم سے رک گئی تھی۔احد کی توجہ بٹ گئی تھی۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

"کیا آپ کو لگتا جو اس وقت ہم نے کیا وہ غلط تھا؟"

احد نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے سوال کیا۔۔۔ پیچھے آنے والی گاڑی کی لائٹس اشارہ کر رہی تھیں کہ یہاں رکنا نہیں ہے۔۔۔

مجھے نہیں پتا مگر یہ سب اچانک کیسے کیوں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی میری وجہ سے کسی کی جان جا سکتی "زرنش کی آواز" حلق میں اٹک سی گئی تھی۔۔۔

جان جانے کا کیوں سوچ رہی ہیں؟ خود کی جان بچ جانے پہ شکر ادا کریں "صارم کی آواز میں ناراضگی تھی۔۔"

"میں اتنی خود غرض نہیں ہوں، اور نہ ہو سکتی ہوں۔۔"

جواب اسی رفتار سے آیا تھا۔

"!! مگر ناشکری ہیں کس قدر"

"صارم بھی جنگ کرنے کے موڈ میں تھا

!!!آواز نہ آنے پر احد نے سائیڈ مرر سے اسکو دیکھا تھا

جو آنکھیں بند کیے شاہد سو گئی تھی۔۔۔

صارم نے احد کا اشارہ ملتے ہی گاڑی کے اندر جلنے والی روشنی کو بند کر دیا تھا۔۔۔وہ دونوں خود بھی تھکن سے چور ہو گئے تھے مگر مسلسل جاگ رہے تھے۔۔

خطرہ پیچھے رہ گیا تھا۔دشمن داری اور لڑائی جھگڑے کی فضا سے باہر نکلتے ہی صارم کی جیسے جان میں جان آئی تھی۔وہ گاڑی میں ہلکی پھلکی موسیقی لگا کر انجوائے کرنا چاہ رہا تھا۔۔۔

زرنش کچھ کھائیں گی؟"احد نے براہ راست بات کی تھی آج پہلی بار دن میں۔۔"

جواب میں خاموشی تھی۔زرنش کو خوف کی فضا سے نکلتے ہی تھکن کے مارے نیند نے آلیا تھا۔۔

----------/7\----------

صارم آرمی کی ٹریننگ کے لیے جا چکا تھا۔اسے گئے ہوئے ایک مہینہ ہو چکا تھا۔۔۔اس کے جانے سے اسکی امی بہت اداس رہنے لگیں تھی۔شام کے وقت وہ گھر کی وحشت سے چھٹکارہ پانے کے لیے تھوڑی دیر کے لیے فجر کے پاس آجاتی تھیں۔

فجر نے بھی یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا تھا اور اپنے آپ کو کافی مصروف کر لیا تھا۔ پاؤں کے فریکچر نے اپنا اثر بہت گہرا ڈالا تھا۔

فجر اب بھی لنگڑاتے ہوئے چل رہی تھی۔ لان میں بیٹھی ہما آنٹی کے لیے چائے لاتے ہوئے بھی اسے اپنے پاؤں میں درد محسوس ہو رہا تھا۔ مگر وہ ہونٹوں پہ مسکان سجائے چلتی آ رہی تھی۔۔

ہما انٹی جو فجر کو آتے دیکھ رہی تھی کچھ سوچ کر مسکرا اٹھی۔۔۔۔

"کیسی ہو فجر میرا بچہ۔"

اب فجر جوان سے پیار لینے کے لیے اگے ہوئی تھی ہما انٹی اسے ساتھ لگائے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔

میں بلکل ٹھیک۔

"آپ کیسی ہیں؟؟؟"

میں بلکل ٹھیک ہوں بس وہ ہمارے گھر کا جو کر جو نہیں ہے تو دل اداس ہو جاتا ہے نا... اور تم نے بھی اسے نہیں روکا"
"فوج میں جانے سے۔

ہما آنٹی جیسے شکایت کر رہی تھی اور ان کی آنکھوں میں آنسوں صاف دیکھائی دے رہے تھے۔ بدلتے موسم کی وجہ سے ان کی طبعیت بھی کچھ خاص اچھی نہیں تھی۔۔

وہ کونسا رک جاتا انٹی اور ویسے بھی آپکو اداس نہیں خوش ہونا چاہیے کے وہ اپنے ملک کے کچھ کام آسکے گا." بات کرتے" ہوئے فجر اداس چہرے کے ساتھ مسکرانے کی بھرپور کوشیش کر رہی تھی۔۔وہ بھی صارم کی کمی کو محسوس کر رہی تھی۔۔

"کیا باتیں ہو رہی انٹی کے ساتھ؟"

فجر کی امی جو گرم گرم پکوڑے لے کر آئیں تھی بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔

کچھ نہیں صارم کی باتیں ہو رہی." جواب فجر کی طرف سے آیا تھا۔وہ پکوڑے دیکھ کر بے قابو ہو جاتی تھی، گرم گرم" پکوڑا منہ میں ڈالا تو اسکے چہرے کی رنگت ہی بدل گئی۔۔

!!اچھا اچھا پھر تو اچھی باتیں ہو رہی ہوں گی"

"ویسے ہما صارم کا کیا سوچا؟؟اسکی شادی کا کوئی لڑکی دیکھی یا خاندان میں کوئی ہے؟؟ "

بس دعا کرو کوئی اچھی سی لڑکی مل جائے اللہ سے امید تو اچھے کی ہی ہے بس اللہ سب بہتر کرے ہمارے بچوں کے حق" میں۔۔۔۔"فجر کتنی پیاری لگتی صارم کے ساتھ وہ دل ہی دل میں سوچ کر رہ گئی تھی۔

فجر جو کافی دیر سے انکی باتیں سن رہی تھی فورا بولی تھی۔۔

"انٹی آپ۔اللہ سے اتنی امیدیں کیوں لگاتی ہیں ضروری نہیں وہ اچھا ہی کریں۔"

ایسا نہیں کہتے بیٹی جو کچھ ہوتا اللہ تعالی ہی تو کرتے اور ہماری زندگی میں بہت سے ایسے راز ہوتے جو پوشیدہ رہتے ہم نہیں" جانتے کے بھلائی کس بات میں ہے کس میں نہیں۔" چائے کی چسکی لیتے ہوئے ہما آنٹی نے فجر کو دیکھا وہ ہمیشہ سے ایسی ہی لڑکی رہی تھی مگر آج اس کے لہجے میں جو کرب تھا وہ پہلے کبھی نہیں ہوتا تھا۔۔۔

چھوڑ دو ہما اس ناشکری کو سمجھ نہیں ہے!!! اتنا کچھ ہو جانے کے بعد بھی اس ذات سے اسے شکوہ ہی رہتا ہے۔" فجر کی" امی نے پھر سے فجر کو ڈانٹا تھا دبے لفظوں میں۔ وہ اس سب کا ذمہدار فجر کو ہی سمجھتی تھیں۔ فجر کو خدا کی ذات سے جو تھوڑا بہت لگاؤ تھا وہ بھی کم ہو گیا تھا۔۔۔

"آپ لوگوں نے۔ جب اتنا قریب ہو کے نہیں سمجھا تو اللہ تو مجھ سے بہت دور ہے امی۔"

فجر نے غصہ کو دباتے ہوئے جواب دیا۔

"!اللہ تعالیٰ دور نہیں ہوتے ہم سے فجر، یہ تو ہم لوگ ہی اللہ تعالیٰ سے دوری اختیار کیے ہوئے ہیں"

ہما آنٹی کی بات میں کچھ ایسا تھا جو فجر کے لیے نیا تھا۔ گناہ ثواب کے علاوہ بھی خدا کسی کام کا ہو سکتا ہے یہ بات ہما آنٹی نے کتنی آسانی سے کہ دی تھی۔۔۔

ہما تم باتیں کرو فجر سے میں اتی ہوں." فجر کی امی نا جانے کیوں اب اپنی بیٹی کے اللہ سے شکوہ نہیں سن سکتی تھی۔۔۔۔"

"مگر انٹی میں نے کیوں نہیں کبھی اللہ کو قریب پایا؟"

وہ نا جانے سوچوں کے کن سمندر میں ڈوبے کوئے ہما انٹی سے پوچھ رہی تھی جو اپنے سامنے نیچے سر کیے اس لڑکی کی باتوں کا جواب خوشی سے دے رہی تھی۔۔۔

فجر تم نے کبھی اللہ تعالیٰ سے دوستی کر کے دیکھا ہے؟ نماز کے علاوہ کبھی خیال کیا کہ وہ تمہارے پاس ہے یہاں لان میں تمھاری کرسی کے آس پاس؟؟؟" ہما آنٹی ایسے بات کر رہی تھی جیسے وہ اپنے بیٹے کی دوست کے بجائے خود اپنی کسی سہیلی سے بات کر رہی ہوں۔۔۔

سورج کی شعاعیں فجر کے چہرے پہ پڑنے لگی تھی۔ زرد ہوتا چہرہ مزید پھیکا پھیکا سا دیکھائی دینے لگا تھا۔۔۔

مجھے کبھی محسوس نہیں ہوا انٹی مگر شاہداب ہو رہا ہے جب اس نے مجھ سے میری من پسند چیز لے لی بولیں میں کیسے " دوستی کروں ان سے؟" آواز حلق میں اٹک گئی تھی۔ کسی نے جیسے اسکے گلے پہ ہاتھ رکھ کر دبا دیا تھا۔ گلا سوکھتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔

ہو سکتا ہے پہلے تمہیں پہلے اس چیز کی اصل قیمت کا اندازہ نہ ہو، یہ سب اس لیے ہوا ہو کہ تم جان سکو قیمت من پسند چیز" کی!!! اب میں چلتی ہوں تمہارے انکل کے لیے کھانا تیار کروں ورنہ وہ بھوکے ہی سو جائیں گے۔۔۔ تم بیٹھو بیٹھو آرام "کرو

اور بیٹا یاد رکھنا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔۔۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ

اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح و شام یاد کرتے رہو اور (دیکھنا) غافل نہ ہونا۔۔۔۔۔

ہما آنٹی نے فجر کے کندھے پر شفقت سے ہاتھ رکھا اور اس کی پیشانی کو چوم کر گھر جانے کے لیے چل دیں۔۔ ہما آنٹی کی شخصیت نے فجر کو جیسے زندگی کے ایک ایسے پہلو سے روشناس کروایا تھا جو فجر کی آنکھوں سے اوجھل رہا تھا۔۔۔

----------/7\----------

جی جی بھائی جی!!! جی اچھا جی۔ نہیں جی بلکل نہیں جی۔ اچھا جی۔۔۔ فرید صاحب کی جانب آنے والے فون کے جواب میں وہ فقت یہی کہ پائے تھے۔۔۔

شام کی چائے پہ جاری ہنسی مزاق کی جگہ حیرت اور سنجیدگی نے لے لی تھی۔۔ سب کچھ ایک دم سے بدل گیا تھا۔۔۔

خبر ہی کچھ ایسی تھی جسے سنتے ہیں فرید صاحب کی نگاہوں میں چھائے ہوئے تمام رنگ پھیکے پڑ گئے تھے۔۔۔

اشارے سے جب انہوں نے بیگم کو اپنے پاس آنے کو کہا تھا اس لمحے نہ جانے کیوں وہ شکست خوردہ سے دیکھائی دے رہے تھے۔۔

سمبل بیگم !!! تمہارے بیٹے نے یک ایسا کام کر دیا ہے جس سے ایک جانب ہمارا سر فخر سے بلند ہوا ہے تو دوسری" جانب ناک کٹ گئی ہے۔۔۔"لان کے کونے میں کھڑے فرید صاحب نے بیگم کو پاس آتے دیکھا تو بات شروع کر دی۔۔۔۔

سمبل اپنے شوہر کے چہرے کے تاثرات کا اندازہ لگاتے لگاتے کرسی کو پیچھے دھکیلتے ان کی طرف بڑھتے ہی رازدانہ انداز میں پریشانی کی وجہ پوچھنے ہی لگی تھی کے انکی یہ بات سن کے انکا دل تیز تیز دھڑکنے لگا اور۔دماغ کچھ برا ہونے کی اطلاع دینے لگا۔۔۔

بات جیسے جیسے فرید صاحب کے ہونٹوں سے ادا ہوتی جا رہی تھی۔ویسے ہی سمبل کو اپنے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔لان کے دوسرے کنارے پہ موجود مسکراتے چہروں پہ یہ خبر قیامت بن کر ٹوٹے گی۔۔۔وہ اپنے شوہر کی باتیں سن رہیں تھی مگر سمجھنے کے لیے انکا ذہن بلکل تیار نہیں تھا۔۔

پاس پڑی کرسی کا سہارا لیتے ہوئے اب وہ بیٹھ گئی تھی انکا دماغ یہ بات سن کے جیسے ماوف ہو چکا تھا اور انکا دل اب کچھ اور سننے سے انکاری تھا عامر جو باہر سے اندر کی جانب آ رہا تھا سمبل بیگم کو ایسے دیکھ کر وہیں رک گیا۔۔۔

"کیا ہوا انٹی اپکا کلر اتنا سفید کیوں پڑ رہا ہے کچھ ہوا ہے کیا سب ٹھیک ہے نہ انکل"

ہاں بیٹے سب ٹھیک ہے وہ تمہاری آنٹی کو یوں ہی چکر سا آ گیا تھا۔۔"فرید صاحب نے عامر کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے تسلی دی۔اور اسے فجر کے پاس جانے کی ہدایت دی۔۔عامر کم عمری اور لاابالی پن کی وجہ سے اس بات کہ تہہ تک نہ پہنچ پایا اور بہن کے پاس چلا گیا۔۔۔

اب یہ بات فجر کے والدین کو کیسے بتائی جائے؟؟دونوں میاں بیوی اس عجیب سی کشمکش میں مبتلا ہو کر رہ گئے تھے۔۔

وہ جلد از جلد معاملات کو سنبھالنے کی کوش کر رہے تھے۔۔۔

فرید یہ کیا کر دیا احد نے میں نے کیوں جانے دیا اسکو آج آپ کے بھائی کی دیرینہ خواہش پوری ہو گئی اور میرے بچے کی زندگی تباہ کر دی آپکی بھتیجی نے.."

وہ اب اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے اپنے شوہر سے ناراضگی ظاہر کر رہی تھی۔۔۔

سمبل تم ہما بھابھی سے بات کرو!!!وہی ہیں جو ان دو گھروں میں صلہ کروا سکتی ہیں!!!اور بند کرو میری بھتیجی کے بارے میں ایسی باتیں کرنا"فرید صاحب بھتیجی کے بارے میں کیسے بات سن سکتے تھے بھلا۔۔۔

پاس پڑی کرسی کا سہارا لیتے ہوئے اب وہ بیٹھ گئی تھی انکا دماغ یہ بات سن کے جیسے ماوف ہو چکا تھا اور انکا دل اب کچھ اور سننے سے انکاری تھا عامر جو باہر سے اندر کی جانب آ رہا تھا سمبل بیگم کو ایسے دیکھ کر وہیں رک گیا۔۔۔

"کیا ہوا انٹی اپکا کلر اتنا سفید کیوں پڑ رہا ہے کچھ ہوا ہے کیا سب ٹھیک ہے نہ انکل"

ہاں بیٹے سب ٹھیک ہے وہ تمہاری آنٹی کو یوں ہی چکر سا آ گیا تھا۔۔۔"فرید صاحب نے عامر کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے تسلی دی۔اور اسے فجر کے پاس جانے کی ہدایت دی۔۔عامر کم عمری اور لاابالی پن کی وجہ سے اس بات کہ تہہ تک نہ پہنچ پایا اور بہن کے پاس چلا گیا۔۔۔

اب یہ بات فجر کے والدین کو کیسے بتائی جائے؟؟دونوں میاں بیوی اس عجیب سی کشمکش میں مبتلا ہو کر رہ گئے تھے۔۔

وہ جلد از جلد معاملات کو سنبھالنے کی کوش کر رہے تھے۔۔۔

فرید یہ کیا کر دیا احد نے میں نے کیوں جانے دیا اسکو آج آپ کے بھائی کی دریہ خواہش پوری ہو گئی اور میرے بچے کی زندگی تباہ کر دی آپکی بھتیجی نے.."

وہ اب اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے اپنے شوہر سے ناراضگی ظاہر کر رہی تھی۔۔۔

سمبل تم ہما بھابھی سے بات کرو!!!وہی ہیں جو ان دو گھروں میں صلہ کروا سکتی ہیں!!!اور بند کرو میری بھتیجی کے بارے میں ایسی باتیں کرنا"فرید صاحب بھتیجی کے بارے میں کیسے بات سن سکتے تھے بھلا۔۔۔

میں بند کر دوں ٹھیک ہے کر دی بند آپ اور آپکی بھتیجی خوش رہے۔"

اور ہمیں خود بات کرنی چاہیے مسلہ ہمارا ہے ہمیں ساری بات خود انکے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔۔"وہ کرسی سے اٹھتے ہوئے اپنے شوہر کے چلنے کی منتظر تھی۔۔۔۔

فرید صاحب نہ چاہتے ہوئے بھی بیوی کے ساتھ ہو لیے۔۔عورتیں کبھی بھی معاملات کی نزاکت کو نہیں سمجھتیں۔۔۔ یہ بھی نہیں جان سکتی۔۔۔۔فرید صاحب سر جھکائے چلے آرہے تھے۔۔۔

----------/7\----------

فجر کی آنکھیں خشک ہو چکی تھی۔وہ اس شام اپنے کمرے میں تھی۔جس شام نے تمام حسین یادوں کو دھندلا کر رکھ دیا تھا۔

وہ شام جب خوشیوں کی برسات ہونا تھی اسی شام ایسی دکھوں کی آندھی چلی جو خوشیوں کو آنے والی زندگی کے خوابوں کو ارمانوں کو اڑا کر لے گئی تھی۔۔۔

فجر نے پہلی مرتبہ دکھ کو اپنے اندر تک اترتے ہوئے محسوس کیا تھا۔ایک ان دیکھی برچھی تھی جو جگر کے پار ہو گئی تھی۔ جو درد کہ ٹیسیں اٹھ رہی تھیں وہ انکا کسی دوسری تکلیف سے موازنہ نہیں کر سکتی تھی۔

اکثر راتیں یوں ہی گزر جاتی تھی۔جاگتے ہوئے اور کھڑکی سے دیکھائی دینے والے ستاروں کی چمک کو دیکھتے ہوئے۔۔ انکی چمک فجر کو اپنی زندگی کی تارکی کا شدت سے احساس دلاتی تھی۔۔صارم کے چلے جانے کے بعد سے فجر نے گھر سے

For more visit (exponovels.com)

باہر نکلنا بہت کم کر دیا تھا۔یونیورسٹی جانے کے علاوہ وہ کہیں نہیں جاتی تھی۔آرٹس میں دلچسپی کے باعث فجر نے تعلیمی سلسلے کے لیے اسی چیز کا انتخاب کیا تھا۔۔

وہ بار بار الجھ رہی تھی۔ذہن میں موجود سوچیں بے چین کر رہی تھیں۔

ابھی شام ہو رہی تھی مگر فجر ابھی سے کمرے میں بند ہو کر بیٹھی تھی۔

دروازے کی آہٹ سن کر فجر پلنگ پر ٹھیک ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔

عامر کمرے میں داخل ہوا تو بہن کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا۔اور اپنے پیچھے دروازے کو بند کرتے ہوئے آگے بڑھا۔۔۔

آپی!!!کس سوچ میں ڈوبی ہوئی ہیں؟امی کب سے آوازیں دے رہی ہیں آپ کو۔"عامر بہن کے قریب بیٹھتے" ہوئے بولا۔

امی کی مجھے کوئی آواز نہیں آئی،اور تم ویسے بھی مجھے ستانے کو یہ سب کہہ رہے ہو نا؟؟"وہ بھائی کے سامنے اپنے آپ کو" کمزور نہیں دیکھا سکتی تھی۔۔عامر کی یہ پرانی عادت تھی وہ فجر کو ایسی بات سے ڈراتا تھا اور کمرے سے کوئی بھی کھانے کی چیز اٹھا کر بھاگ جاتا تھا۔۔

امی مجھے کیوں بلا رہی ہیں؟؟ابھی تو میں نیچے سے آئی ہوں۔۔"بالوں کو پونی کی مدد سے باندھتے ہوئے عامر کو شک کی " نظر سے فجر نے دیکھا۔

"وہ امی کہہ رہی کہ صارم آنے والا ہے آج تو تم آنٹی کی مدد کر آو جا کر"

عامر نے کمرے میں چاروں جانب کچھ تلاش کرتے ہوئے کہا۔۔

"!! سچی صارم آنے والا ہے شکر ہے"

چہرے پہ مسکراہٹ سجائے وہ اس لا ابالی سی فجر سے ایک مچیور لڑکی لگ رہی تھی،

ویسے عامر تم اتنے اداس کیوں ہو تمہیں کیا ہوا کیا تمہیں خوشی نہیں ہوئی الماری میں سر دیئے وہ عامر سے مخاطب تھی جو کب سے۔ باہر جا چکا تھا۔

عامر کمرے سے جا چکا تھا۔اس کی جگہ خالی نہیں رہ تھی۔۔

"عامر کہیں نہیں ہے جناب یہاں"

وہاں اب صارم کھڑا تھا اور مسکرا رہا تھا۔۔وہ جلدی پہنچ گیا تھا۔۔۔

اس لیے خود ہی فجر سے ملنے کے لیے یہاں چلا آیا تھا۔۔۔۔

ایک دم سے منہ باہر نکالتے ہوئے اب اپنے سامنے عامر کی جگہ صارم کو دیکھ رہی تھی جو پرانا صارم لگ ہی نہیں رہا تھا آرمی میں جا کے اس کی پرسنیلٹی میں واضح تبدیلی آئی تھی۔۔۔۔۔

صارم کے بچے تم سے انتظار نہیں ہوا خود ہی آ گئے؟؟۔۔۔"فجر کو اس قدر خوشی ہو رہی تھی وہ نا چاہتے ہوئے بھی ہنستی چلی جا رہی تھی۔۔

"بس کیا کروں تمہاری یاد ستائی تو میں آ گیا۔۔"

صارم نے ہونٹوں پہ مسکراہٹ سجا رکھی تھی وہ فجر کے قریب آ چکا تھا۔۔۔ فجر جو پہلے ہی کافی کمزورہ تھی اب تو بلکل ہی تھکی ماندی سی نظر آ رہی تھی۔۔

دونوں دوست ایک دوسرے کو دیکھ کر جیسے کھل اٹھے تھے۔۔۔

ہائے اللہ میری یاد آ رہی تھی تب ھی اتنے اتنے دن تک کوئی کال نہیں آتی تھی۔۔"

ویسے یہ اتنے ہینڈسم کیسے ہو گئے ہو موٹے۔۔۔"کال نہ کرنے کا شکوہ سب ہی کرتے تھے صارم سے۔۔

میں اور موٹا نظر ٹھیک ہے نا؟؟ تم سے بھی گیا گزرا تھا اب تو شکر ہے روٹی دی دیتے فوجی ورنہ یہاں تم لوگوں نے بگاڑ" "کر رکھ دیا تھا مجھے۔۔۔۔

صارم نے اپنی ٹوپی اتار کر فجر کے سر پر رکھ دی تھی۔۔۔

"!!!ہائے میرا فوجی دوست ویسے بندوق شوق اٹھا لیتے ہو یا"

فجر کی نظر جیسے ہی صارم کے چہرے پر پڑی ایک زوردار کہکا پورے کمرے میں گونجا۔۔۔

چڑیل دانت اندر کرو چلو!!اور بندوق بس حمت کر کے اٹھا ہی لیتا ہوں،ابھی چلو امی انتظار کر رہی ہیں"صارم نے "
جیسے فوجی حکم نامہ جاری کیا اور ہاتھ کے اشارے سے فجر کو اپنے آگے چلنے کو کہا۔۔۔

وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے۔۔۔بہت دن کے بعد فجر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔

----------/7\----------

ارے ارے تم یہ کیا کر رہی ہو؟"صارم کمرے کے باہر رک کر فجر کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔"

کیا کر دیا ہے میں نے؟"فجر نے گھورتے ہوئے دیکھا۔"

یہ کیا بنی ہوئی ہو؟طبعیت ٹھیک تو نا؟؟"صارم نے آگے بڑھ کر ہاتھ فجر کے ماتھے پر رکھا۔"

ہاتھ پیچھے کرو بے شرم لڑکے "صارم کا ہاتھ جھٹک کر فجر اٹھ کھڑی ہوئی۔صارم کو ابھی تک اپنی آنکھوں پر یقین نہیں"
آرہا تھا۔۔فجر کو یوں دوپٹہ لپیٹے ہوئے مصلیٰ پر بیٹھے دیکھ کر صارم کی حیرت جائز تھی۔

فجر اچھے سے جانتی تھی صارم کیوں ایسے کر رہا ہے، مگر ابھی اس بات کا وقت نہیں تھا۔ صارم کی امی کچن میں انتظار کر رہی تھیں۔۔۔ کھانا بنانے میں پہلے ہی کافی دیر ہو گئی تھی۔

فجر گھر بھر میں ایسے گھوم رہی تھی جیسے وہ بھی اسی گھر کی ایک فرد ہے۔ کچن سے ڈائینگ روم تو کبھی آنٹی کے بیڈ روم میں انکل کو چائے دینا۔

فجر چائے دے کر جلدی سے کچن کی جانب بڑھی ہی تھی کہ اچانک سامنے سے آتے ہوئے احد سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔۔۔

احد اور فجر کی نظریں ملتے ہی فجر نے چہرے کو موڑ لیا تھا۔ اور سر جھکائے ہوئے احد کے دائیں بائیں سے گزر جانے کی کوشش کی تو احد نے فجر کو روکنے کی کوشش کی۔ گزشتہ چند ماہ میں یہ مشکل سے دوسری بار تھی جب فجر اور احد ایک دوسرے کے سامنے آئے تھے۔۔

اس سے قبل وہ شام تھی جب لنگڑاتے ہوئے فجر احد کے پاس آئی تھی۔ جب وہ گاؤں سے لوٹ کر آنے کے بعد ملنے بھی نہیں آیا تھا۔ نہ آنے کی وجہ فجر سے چھپائی گئی تھی۔۔۔

اس وجہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر فجر کی زبان پر ایسا تالا لگ گیا تھا جس کی چابی کہیں کھو گئی تھی۔۔۔ فجر اور احد اب تک ایک دوسرے کے سامنے بت بنے کھڑے تھے۔ جہاں فجر کو جانے کی جلدی تھی وہیں احد کا دل چاہ رہا تھا وقت رک جائے۔

وہ فجر کو ایسے ہی اپنے قریب دیکھتا رہے۔۔ مگر کیا کیا جائے کے ہر خواہش تکمیل کے لیے نہیں ہوا کرتی۔ کچھ خواہشات, کو دل میں ہی دفن کر دینا پڑتا ہے۔۔

For more visit (exponovels.com)

یہ کیا چل رہا ہے؟؟ڈاکٹرز کے گھر میں!!"صارم نے سیڑھیوں سے اترتے ہوئے فجر اور احد کو یوں ایک دوسرے کے مقابل دیکھ کر جملہ کسے بنا نہ رہ سکا۔۔گھڑی کو کلائی میں پہنتے ہوئے وہ اب ان دونوں کے قریب آ گیا تھا جو صارم کے آنے سے پہلے بت بنے کھڑے ہوئے تھے۔۔

"کچھ نہیں بس یہ راستے میں آ گئے تھے"فجر نے موقع ملتے ہی تیزی سے نکل جانے میں عافیت جانی اور چل دی۔احد نے فجر کی کلائی کو پکڑنے کی کوشش کی تو فجر نے ہاتھ ایسے بے رخی سے جھٹک دیا جیسے وہ کسی اجنبی کے ساتھ ہو۔۔

صارم یہ سب کچھ دیکھ کر دنگ رہ گیا۔معاملہ اب تک وہیں تھا جہاں وہ چھوڑ کر گیا تھا۔کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔نہ فجر کے غصہ میں کمی ہوئی تھی اور نہ احد کے رویے میں یہ معزرت خواہانہ رویہ کم ہوا تھا۔۔

صارم اور احد بنا کچھ کہے لان کی جانب بڑھ گئے۔جہاں ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔۔دونوں دوست اپنی اپنی زندگیوں میں آنے والی تبدیلیوں کے بارے میں ایک دوسرے کو بتا رہے تھے۔۔

فوج میں ٹریننگ اور ٹف روٹین نے جہاں صارم کو ہلکان کر رکھا تھا۔وہیں پر احد کے لیے پڑھائی کے ساتھ ساتھ گھر کے ماحول کی وجہ سے بھی کافی ٹینشن بنی ہوئی تھی۔۔

باتوں کا سلسلہ جاری تھا جب صارم کی امی نے دونوں کو کھانا کھانے کے لیے اندر آنے کو کہا۔دونوں دوستوں نے کھانے کو انتظار کروانا مناسب نہ سمجھا اور جلدی سے کھانا کھانے کے لیے بھاگے چلے آئے۔۔

تصویر میں لڑکی کھلے میدان میں چلتی چلی جارہی تھی۔ ہوا کے دوش پر بال ہوا میں اڑتے ہوئے چہرے کو ڈھانپ رہے تھے، جس کے باعث لڑکی کی شکل کو دیکھ پانا مشکل کام تھا۔۔اس مشکل کام کی انجام دہی کے لیے مہارت درکار تھی۔ آسمان کا رنگ بھی زندگی کے رنگوں کی طرح بے رنگ سا تھا۔ بادلوں نے سورج کو چھپا دیا تھا۔ لہلہاتی ہوئی گھاس اور چند درخت۔۔

!!! جس کے نیچے ٹوٹے ہوئے الفاظ میں کچھ لکھا تھا۔ جسے پڑھنے کے لیے صارم کو جھک جر اس تصویر کے قریب ہونا پڑا

تو بول پیا میں سنتی ہوں"

تو توڑ کے دل کو ریزہ کر

" میں پھر پلکوں سے چنتی ہوں

فجر کی بنائی ہوئی یہ تصویر صارم نے پہلی بار فجر کے کمرے میں دیکھی تھی۔ یہ کل یہاں اس دیوار کے ساتھ

کل تک کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔

صارم نے پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور سر جھٹک کر کمرے سے باہر چلا آیا۔ صارم کی منزل احد کا گھر تھی۔ وہ جانتا تھا فجر کی طرح احد بھی گھر پر نہیں ہو گا۔ لیکن وہ وہاں احد کے لیے نہیں زرنش کے لیے۔۔۔

آنٹی اور بھابھی سے ملنے کے بعد صارم نے زرنش کا پوچھنا چاہا مگر خاموش رہا۔ وہ آنٹی کے مزاج سے بخوبی واقف تھا۔ بھابھی جو کچن میں کھانا بنا رہی تھیں صارم ان کے پاس جا پہنچا۔۔ سمبل آنٹی کسی کام سے صارم کی امی کے پاس جا رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا بہت بھوک لگی ہے؟"سندس بھابھی نے صارم کو کچن میں دیکھ کر حیرت سے سوال کیا۔"

اور خود سلاد بنانے میں مصروف ہو گئیں۔۔ صارم نے کٹے ہوئے ٹماٹروں کو الٹ پلٹ کر ان میں سے سب سے چھوٹے والے کو منہ میں رکھ لیا۔۔۔

"بھوک نہیں بے چینی ہو رہی ہے بھابھی تین گھر اور تینوں میں اتنی خاموشی چھائی ہوئی ہے"

صارم نے کچن میں گھومتے ہوئے بھابھی کو دیکھا۔۔

صارم خاموشی بھی تو تم دونوں جی حماقتوں سے آئی"بھابھی کی بات کا انداز ایسا تھا جس نے صارم کے وجود میں سنسنی کی" لہر پیدا کر دی۔ صارم کے ہاتھ جو ہوا میں بلند ہو رہے تھے وہ اچانک سے واپس نیچے کو آ گئے۔۔ صارم نے بھابھی کو دیکھا جو مسلسل سلاد کاٹنے میں ہی مصروف تھیں۔۔

صارم تم تو جلد بازی نہیں کرتے تھے!!! تم نے بھی فجر کے بارے میں نہیں سوچا تھا کیا؟؟؟ کیسے تم دونوں نے اپنی" دوست کی خوشیاں چھین لی اس سے۔۔"سندس بھابھی کی باتوں کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔ اگر کچھ تھا تو وہ تھی چپ۔۔۔ گہری خاموشی۔۔۔ اس شام ان چند گھنٹوں میں کیا کچھ ہوا یہ بات کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

بھابھی میں زرنش جی سے مل لوں؟؟" صارم نے اجازت لیتے ہوئے کہا۔ وہ اندر ہی اندر گھبرا رہا تھا۔۔ اپنی درخواست " کے رد ہو جانے کا نہ جانے کیوں خوف سا طاری تھا صارم پر۔۔

مل لو میں کب روک رہی ہوں صارم "بھابھی اب چولہے کے قریب کھڑی اس کی آنچ کو مدہم کر رہی تھی جب صارم " نے ایک اور سوال داغ دیا،

"وہ کس روم میں ہیں؟؟"

احد کے اور کس کے۔ "بھابھی نے ہنسی کو بمشکل روکا۔"

زرنش جی احد کے کمرے میں مگر کیوں؟؟؟" صارم کا منہ حیرت سے کھلا تھا۔ صارم کے اس سوال پہ سندس کے ہاتھ " میں اٹھایا چمچہ زمین پر گر پڑا تھا۔ وہ حیرت کی تصویر بنی صارم کو دیکھ رہی تھی۔ اس سوال کو کرنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے یہ سندس کی سمجھ سے باہر تھا۔۔

وہ اپنے شوہر کے کمرے میں نہیں ہو گی تو کہاں ہو گی صارم؟؟ فوج میں جا کر اتنے مخبوط الحواس ہو گئے ہو تم "بھابھی" نے ہنستے ہوئے جواب دیا تو صارم بھی کچھ شرمندہ سا ہو گیا۔۔۔ اور جلدی سے سیڑھیوں جے راستے احد کے کمرے کی جانب تیز قدموں سے بڑھنے لگا۔۔

احد کے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے صارم کو دستک دینے پڑے گی؟؟ اب یہ بھی ہونا تھا۔۔۔ صارم نے بے دلی سے دروازے پہ دستک دی تو دروازہ ہلکے سے دباؤ کو محسوس کر کے آگے ہو گیا۔۔۔

"آجائیں اندر"

آواز زرنش کی تھی۔۔جو فون کال بند کرتے ہوئے بوکھلاہٹ کا شکار لگ رہی تھی۔۔۔صارم کو دیکھ کر زرنش زمین سے اٹھ کھڑی ہوئی۔وہ نیچے بیٹھی کسی کتاب کو پڑھ رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ فون پہ بات کر رہی تھی۔۔

تم کب آئے؟"زرنش کچھ بوکھلاہٹ کا شکار لگ رہی تھی۔فون بند کر کے کتابوں کے درمیان چھپانے کی کوشش" کرتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔۔

میں تو کل شام کو آیا تھا!!!آپکو بتایا نہیں احد نے؟"صارم کے لیے یہ بات حیران کن تھی۔وہ زرنش کے یوں " موبائل فون کو چھپانے پر مسکرا دیا۔

نہیں احد کو جانتے ہی ہو،کب اتنی باتیں کرتا ہے"زرنش اب صارم کو غور سے دیکھ رہی تھی۔اس مشکل شام کے" نشانات صارم کے چہرے پر اور ہاتھوں پر اب تک موجود تھے۔صارم کی موجودگی اور اس کے چہرے پہ ہمیشہ رہنے والی مسکراہٹ مشکل حالات میں بھی امید اور حوصلہ دیتی تھی۔۔

آپ یوں احد کے ساتھ ایک کمرے میں رہ رہی ہیں۔"صارم نے بہت دیر تک سوچنے اور بات کا بغور جائزہ لینے کے" بعد یہ کہا تھا۔

زرنش کا چہرہ مارے شرم کے لال ہو گیا تھا۔ وہ صارم سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔ ہاتھوں کی انگلیوں کو بے چینی سے مسلتے ہوئے وہ چپ چاپ سر جھکائے بیٹھی رہی۔

ایسا کرنا مجبوری ہے صارم!!! یہ بات احد کو بھی اچھی نہیں لگتی۔" زرنش کا پر سکون چہرہ ایک مرتبہ پھر سے قرب اور" اضطراب کے مارے لال بھبھوکا ہو گیا تھا۔

عامر نے گھر کو سر پر اٹھا رکھا تھا۔ وہ دو روز سے اپنی سالگرہ منانے کے لیے ضد کر رہا تھا۔ اور اس موقع پر احد صارم کے علاوہ آنٹی انکل اور گھر کے سب ہی افراد کو بھی ایک ساتھ جمع کر کے اس خوشی میں شامل کرنا چاہتا تھا۔

وہ ان گھرانوں میں پیدا ہو جانے والی اس دوری کو بھی ختم کرنے کی کوشش کر رہا تھا جس نے ہنستے مسکراتے چہروں پر برسوں کی تھکن کا غلاف چڑھا دیا تھا۔۔ احد اور فجر کے اس کمزور سے تعلق کو ٹوٹنے سے بچانے کے لیے سب ہی کوشاں تھے۔۔

فرید صاحب اور سندس بیگم تو مارے شرم کے کسی سے نظریں بھی نہیں ملا پا رہے تھے۔ فرید صاحب بیٹے کے اس کام سے اگرچہ خوش ہوئے تھے جو وہ اپنے گاؤں میں کر آیا تھا۔ لیکن انہیں اس بات کا بھی دکھ تھا کہ فجر کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ وہ اپنے آپ کو فجر کے دکھوں کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔۔

سندس آنٹی تو زرنش کو ایک لمحے کے لیے گھر میں برداشت نہ کرتیں مگر وہ بھی مجبور تھیں۔۔ اس بات کا گلا شکوہ فجر کے والدین کی جانب سے بھی نہیں کیا گیا تھا۔۔ اگرچہ فجر کی بہن نازیہ نے اس تعلق کو ختم کرنے کے متعلق ایک دو مرتبہ بات بھی کی تھی۔ مگر فاروق صاحب اور عفت کو اپنی بیٹی فجر کی پسند کے بارے میں معلوم تھا۔ وہ لوگ کسی بھی قسم کی اب

جلد بازی نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔وہ یہ فیصلہ فجر پر چھوڑ چکے تھے۔۔۔یونیورسٹی کی تعلیم مکمل ہو جانے کے بعد وہ اپنی مرضی کا کوئی فیصلہ لینے میں مکمل بااختیار ہو سکتی تھی۔۔

عامر!!!یار سمجھو بات کو اگر میں آیا وہاں تو فجر کو اچھا نہیں لگے گا"احد نے عامر کو سمجھانے کی کوشش کی،جو مسلسل" ضد کیے جا رہا تھا احد کو سالگرہ کی تقریب میں بلانے کے لیے۔۔۔مگر احد کسی طرح سے بھی اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھا۔

صارم کافی دیر سے ان دونوں کے درمیان ہونے والی باتوں کو بغور سن رہا تھا۔وہ موقع ملتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور احد کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا،

صارم:"تم عامر کی خوشی کے لیے چل سکتے ہو باقی کی بات بعد میں دیکھی جائے گی۔۔۔"عامر احد کا جواب سننے سے پہلے ہی بھاگ کر اپنے گھر چلا گیا۔۔احد کو موقع ہی نہ مل پایا کے وہ عامر کو روک سکے۔۔۔وہ بے بسی سے صارم کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

کیا؟"صارم نے ابرو کو جنبش دی۔"

"کیا؟؟یہ کیا حرکت تھی؟"

احد نے صارم کی آنکھوں میں دیکھا۔

احد بیوقوف مت بنو، جو معاملات حل ہو سکتے ان کو بگاڑنے کی کوششیں مت کرو" صارم سنجیدہ تھا۔"

جبکہ احد کا پارہ چڑھ گیا تھا۔

صارم تم نہیں جانتے مجھے گھر میں امی اور وہاں عفت آنٹی کن نظروں سے دیکھتی ہیں۔ کچھ بھی تو ٹھیک نہیں ہو رہا!""" احد تھک کر بیٹھ گیا۔

احد یہ بعد کی باتیں ہیں، دو سال ہیں تم دونوں کے پاس، تب تک ہم زرنش جی کے لیے بھی کچھ کر لیں گے" صارم " نے زرنش کا نام لیا تو جیسے احد کے چہرے کے خدوخال تن سے گئے۔ "زرنش کے آنے سے ہی تو یہ سب۔۔۔۔۔۔" احد نے بات ادھوری رہنے دی۔ کوئی سخت لفظ منہ سے نکل گیا تو نہ جانے کتنی شرمندگی کا باعث بن کر سامنے آئے گا۔

ہو کر سنبھالنا ہے۔ سیدھے سے حالات کو extra sensitive زرنش جی نہیں وجہ تمھارا ایسے ہر معاملے کو" "سوچ سوچ کر پیچیدہ کر دیتے ہو تم

صارم نے احد کی بات سے اختلاف کے ساتھ ساتھ اسکی اس بری عادت کا بھی احساس دلایا تھا۔۔ صارم نے جاتے جاتے "رک کر" رات آٹھ بجے چلیں گے زرنش جی کو بھی تیار ہونے کا کہہ دینا۔

کہہ کر سر جھکائے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

----------/8\----------

لان میں سب لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔سب کے چہروں پر سکون تھا۔کوئی ہنس رہا تھا تو کوئی ہنسا رہا تھا۔نازیہ اور اسماعیل کے آنے سے رونق میں اضافہ ہو گیا تھا۔کیک کاٹنے کے بعد اب رات کا کھانا کھایا جا رہا تھا۔صارم زرنش کو کمپنی دینے کے لیے کرسی اسکے قریب رکھ کر بیٹھا تھا۔۔مگر دونوں جانب سے خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔زرنش کی بے چینی چھاپنے کی لاکھ کوششوں کے باوجود بھی چھپ نہیں رہی تھی۔۔وہ اتنے سب لوگوں کی موجودگی میں بھی تنہائی کا شکار تھی۔سوائے صارم کے کسی نے بھی ویلکم کرنے کے بعد سے کوئی بات نہیں کی تھی۔سب ہی اپنے اپنے الگ گروپ بنا کر باتیں کر رہے تھے۔۔۔یوں تو فجر بھی نازیہ اور سندس کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی مگر خاموش تھی۔۔

احد نے فجر کو اندر کی جانب آتے دیکھا تو اس سے بات کے لیے وہیں رک گیا۔۔اس سے اچھا موقع احد کو شاید جلد ملنے والا نہیں تھا۔۔۔

فجر اس بات سے بے خبر تھی کہ احد اس کے انتظار میں کچن میں ہی موجود ہے۔کولڈ ڈرنکس کے لیے گلاس لینے آنے والی فجر نے دوپٹے کو سر پر سجا رکھا تھا۔۔

فجر سنو مجھے تم سے بات کرنی ہے!!"احد نے عقب سے آواز دی تو فجر کا دل حلق میں اٹک گیا۔وہ اپنے ہی خیالوں میں" کھوئی ہوئی تھی۔احد کے یوں اچانک مخاطب کرنے سے بوکھلا سی گئی۔۔

احد پلیز ایسے مت آیا کریں پیچھے،سب لوگ باہر بیٹھے ہیں اچھا نہیں لگتا۔"فجر تیزی سے باہر جانے کو پلٹی۔۔۔مگر اس" سے پہلے کے وہ کچن سے نکل پاتی احد نے راستہ روک لیا۔۔

فجر میں تمھارے پیچھے نہیں آیا، میں پہلے سے ہی اندر تھا،اور دوسری بات یہ کہ جیساسب لوگ سمجھ رہے ویسا کچھ نہیں" ہے۔ تم مجھے موقع تو دو بات کرنے کا مجھے صفائی پیش کرنے کا ایک موقع دے دو، میں تمہیں سب کچھ سچ بتادوں گا میں بے وفا نہیں ہوں فجر۔۔۔"احد نے اپنی آواز کو آہستہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپکے سامنے آپ سے سچ کون بول رہا ہے۔۔۔اصل پہچان انسان کی تب ہوتی" اگر وہ آپکی غیر موجودگی میں بھی آپ سے وفاداری نبھائے!!!۔۔اور احد آپکی وفاداری سامنے لان میں دیکھائی دے "رہی ہے۔

آنسوؤں کو پیتے ہوئے بمشکل خود کو رونے سے روکتے ہوئے فجر نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہااور بجلی کی سی تیزی سے کچن سے باہر نکل گئی۔۔۔احد کیا کر سکتا تھا، وہ بس جاتے ہوئے فجر کو دیکھ ہی سکتا تھا۔۔۔

پارٹی اچھے سے اختتام تک پہنچ گئی۔سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو جا چکے تھے۔رات کے دس بج رہے تھے۔فجر اپنے بستر پر آکر لیٹی ہی تھی کہ تکیہ کے نیچے رکھے ہوئے موبائل فون کی وائبریشن نے فجر کو متوجہ کیا۔

ایس ایم ایس ہوتا تو بند ہو جاتا مگر یہ فون کال تھی۔جسے سننے کا فجر کا بالکل بھی دل نہیں چاہ رہا تھا۔دن بھر کاموں میں مصروف رہنے کے بعد شام میں احد کے ساتھ ہونے والی مڈ بھیڑ نے فجر کو جسمانی تھکن کے علاوہ ذہنی تناؤ کا شکار بھی کر دیا تھا۔وہ عشاء کی نماز ادا کیے بغیر ہی سونے کے لیے لیٹ گئی تھی۔

بے دلی سے فون کو اٹھا کر آنکھوں کے سامنے لاتے ہوئے ادھ کھلی آنکھوں سے فجر نے موبائل فون کی سکرین پر نمودار ہونے والے نام کو دیکھا،

جی صارم کیا بات ہے "فجر نے فون ریسیو کر کے کان کے ساتھ لگایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ موبائل فون کے "
کھردرے کور کو ناخنوں کی مدد سے کھرچنے لگی۔

بیٹی صارم نہیں میں ہوں، جلدی سے نیچے آجاؤ۔ یہ تمہیں لینے کے لیے آیا ہے۔۔ "آواز فجر کی امی کی تھی۔ صارم نے "
جانے سے پہلے کہ دیا تھا وہ ابھی لوٹ کر آئے گا اور پھر کہیں گھومنے چلیں گے۔۔ فجر نے فون پر جواب دینے کے بجائے
کال کاٹ دی اور خود کو مشکل سے نہ چاہتے ہوئے بھی نیچے کی جانب بڑھنے لگی۔

----------/8\----------

"Not again sarim!!!"

فجر نے بڑھتے ہوئے قدم اچانک سے روک لیے تھے اور چہرہ موڑ کر گھر کی جانب چل دی۔ صارم نے اگر اسے بازو سے
پکڑ کر روک نہ لیا ہوتا تو وہ کب کی چلی گئی ہوتی وہاں سے۔۔۔ فجر نے سامنے سے آتے ہوئے احد کو دیکھ لیا تھا، جب اسکی
نظر زرنش پر پڑی تو اس کے تن بدن میں جیسے آگ لگ گئی۔ دماغ میں آندھیاں سی چلنے لگیں۔۔۔ فجر کو احد کا سامنا کرنا
ان دنوں ویسے بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ مگر اس پر زرنش کا احد کے ساتھ ہونا اسکے ساتھ قدم ملاتے ہوئے چل جر آنا فجر
کی برداشت سے باہر تھا۔

ڈونٹ موو فجر!" یہ حکم صارم کا تھا۔"

کلائی چھوڑو میری کہیں بھاگی نہیں جا رہی میں "فجر نے جھٹکے سے کلائی کو پیچھے کھینچا۔"

سوری صارم ہمیں تھوڑی دیر ہو گئی "زرنش نے آتے ہی معافی مانگتے ہوئے صارم کی جانب دیکھا جو پہلے سے ہی" زرنش کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ جبکہ فجر صارم کو گھور رہی تھی۔۔

کوئی بات نہیں ہمیں واک کرتے ہوئے چلنا چاہیے "صارم نے رکنے کے بجائے چلنے میں ہی بھلائی سمجھی۔ یوں رک کر" باتیں کرنا اور کھڑے رہنا کسی بھی وقت فجر کے دبے ہوئے غصے کو کسی آتش فشاں کے جیسے تھا۔۔۔

خاموشی میں پاؤں کے نیچے آنے والے سنگریزوں کی آوازیں ہی گونج رہی تھیں۔ یہ چاروں کسی قریبی مارکیٹ میں جانے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ احد اور صارم کونے پر چل رہے تھے جبکہ درمیان میں فجر اور زرنش تھی۔ کبھی کوئی بات شروع ہونے ہی لگتی تو دوسری جانب سے سرد رویہ بات کو شروع ہونے سے پہلے ہی ختم کر دیتا تھا۔۔۔

آئسکریم پلیز "زرنش نے اپنی پسند بتائی۔"

گول گپے،،،چٹپٹے،اور فجر کے لیے بھی ہے نا فجر!!"یہ صارم تھا ازل سے عجوبہ۔وہ جانتا تھا فجر کچھ بھی نہیں منگوائے گی اس لیے اس نے خود ہی فجر کی پسند کی چیز آرڈر کر دی۔۔۔احد نے گول گپے اور آئسکریم کے آرڈر دیے اور واپس آکر بیٹھ گیا۔۔۔

تم گول گپے کب سے کھانے لگے صارم؟؟"فجر نے احد کو مسلسل اپنی جانب دیکھتے ہوئے چہرہ سنجیدہ بناتے ہوئے سوال کیا۔۔احد کی نظریں جیسے جم سی گئیں تھی۔احد کے پہلو میں بیٹھی ہوئی زرنش نہ جن خیالات میں کھوئی ہوئی تھی۔ وہ خود ہی مسکرائے جا رہی تھی۔جیسے کسی کی یادیں کوئی بات یاد آگئی ہو۔

جب سے میرا دوست آئسکریم کھانے لگا تب سے!!!"صارم نے رونے والی شکل بنائی۔آئسکریم نہ ہو گئی جیسے دوست کسی موذی مرض کا شکار ہے یا کوئی نشہ کرتا ہے۔۔صارم کے اس انداز نے خیالوں میں گم زرنش کو ہنسنے پر مجبور کر دیا۔۔۔

ویسے تو احد کی پسند ہے یہ گول گپا وغیرہ مگر کیا کروں اب گروپ ممبر کا ساتھ بھی تو دینا ہے۔"صارم نے فجر کی پونی کھینچی جو دوپٹے کے سرک جانے سے دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔درد کے مارے فجر نے آنکھیں بند کر لی"صارم کے بچے۔۔۔۔"۔۔۔فجر نے دوپٹے کو سر پر سہی کرتے ہوئے صارم کو گھورتے ہوئے دیکھا۔۔

ہم کھانے کے آئٹمز ایکسچینج کر سکتے ہیں!"زرنش نے رائے دی۔صارم اور احد کی جانب تائید حاصل کرنے کے لیے دیکھا۔دونوں لڑکوں نے اس تجویز کو قبول کرنے میں بلکل بھی دیر نہ کی۔۔۔

ارے ارے رکیں رکیں!! ہم لوگ ناسیٹس ہی بدل لیتے ہیں بیچارے کو زحمت ہو گی سرو کرتے کرتے۔۔۔"صارم" بات کرتے کرتے یوں اٹھ کر کھڑا ہوا جیسے کسی فلم کے سکرپٹ پر کام کر رہا ہو۔۔ فجر کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ جانتی تھی یہ سب ان دونوں کی ملی جلی سازش ہے۔۔

صارم تم اتنا ظلم نہ کرو احد پہ یہ نہ ہو اسے تمہاری بات بری لگ جائے!!"فجر موبائل پہ نظریں جمائے صارم سے" مخاطب تھی۔۔ فجر کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ وہ احد کو ایسے جملوں سے گھائل کرنا چاہتی تھی۔ بلکل ایسے جیسے احد کی خاموشی اسے گھائل کر رہی تھی۔۔۔۔

"چھوڑا اسکی خوشی کو، لگتا رہے برا ہمیں کیا۔۔ کیوں زرنش جی کوئی اعتراض تو نہیں میرے یہاں بیٹھنے پر"

صارم زرنش سے ایسے بات کر رہا تھا جیسے زرنش اور وہ کسی پچھلے دور سے اس دور میں آ گئے ہوں۔۔ زرنش کے ہونٹوں پر کِھلتی ہنسی کو دیکھ کر صارم کو بہت اچھا لگ رہا تھا۔۔

نہیں نہیں مجھے کیا اعتراز کرنا آپ بیٹھو یا احد کیا فرق پڑتا"

وہ کیا خوب کہا ہے ویسے کسی نے

... جھوٹ کہتے ھیں کہ سنگت کا ھو جاتا ہے اثر

"... کانٹوں کو تو آج تک، مہکنے کا سلیقہ نہیں آیا

For more visit (exponovels.com)

یہ بولتے ہی سب نے احد کی طرف ایسے دیکھا جیسے بھوت دیکھ لیا ہو سوائے فجر کے۔ فجر احد کو نظر بھر کر دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔وہ اب تک بندھن میں بندھی ہوئی تو تھی مگر اس قدر بیزار سی کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کے وہ چاہتی کیا ہے۔۔۔

احد کے ہونٹوں پر شعر سنتے ہی پھیکی سی مسکراہٹ آگئی اس نے پہلو میں بیٹھی ہوئی فجر کو دیکھا اور اپنے خالی ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھنے لگا۔۔۔احد نے ایک لمبی سانس لی اور فجر کو جواب بھی شعر کی صورت میں دیا۔۔۔

میں انکے نازوں پہ مٹ گیا ھوں۔۔۔"

مگر وہ مجھ پہ فدا نہیں ھیں۔۔۔

وہ ایسے ٹھکرا رھے ھیں مجھکو۔۔

"کہ جیسے میرا خدا نہیں ھے۔۔۔۔

". واہ واہ واہ محفل لوٹ لی کیا کہنے ہیں فجر"

صارم تو جیسے فجر پہ نہال ہونے کی کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا تھا اس سے پہلے کے وہ کچھ اور کہتا صارم کے پہلو میں بیٹھی زرنیش کی اواز آئی

ے

کیسے سنبھال پائیں گے خستہ بدن کی راکھ"

"ہم لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں اپنے بخت سے

زرنش کا شعر سنتے ہی فجر نے پہلی بار زرنش کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔اپنے ان دیکھے آنسوؤں کو پیتے ہوئے فجر بولی،

پلایا تھا ہمیں امرت کسی نے،"

"مگر منہ سے لہو کی جھاگ نکلی۔۔

فجر کی بات مکمل ہوتے ہی آرڈر سرو ہو چکا تھا۔۔۔

فجر نے ایک فاتحانہ نگاہ زرنش پر ڈالی۔وہ جانے کیوں خود کو جیتا ہوا سمجھ رہی تھی۔۔۔

زرنیش نے نظر اٹھا کو فجر کو دیکھا جو نظریں نیچے کیے ٹیبل پر موجود گلاس کو ہاتھ سے گھمانے میں مصروف تھی وہ کچھ دیر ہر پھول کی قسمت میں کہاں اسکو دیکھتی رہی اور پھر بولی،"*

ناز عروساں

"کچھ پھول تو کھلتے ہیں فقط مزاروں کے لئے *۔۔

For more visit (exponovels.com)

اب زرنیش کے اس شعر پر نا جانے کیوں فجر کو اپنا آپ کمتر محسوس ہوا جبکے صارم کے جسم میں یہ سنتے ہی جیسے کچھ ہوا ... جیسے وہ خود بھی نہ سمجھ پایا اور احد بھی زرنیش کے اس انداز کو سمجھنے سے قاصر رہا

"*بہت بیت بازی ہو چکی اب اس سامنے رکھے کھانے کو کھا لیا جس اور گھر جایا جائے*"

احد نے کسی قسم کی گرما گرمی سے بچنے کے لیے بات کا رخ بدلا تھا۔۔وہ اس سب کے پیچھے ہونے والے مکالمے کو سمجھ رہا تھا۔۔

صارم جو شعر سنتے ہی نہ جانے کیوں وجد میں آ گیا تھا اب واپس لوٹ آیا تھا۔۔

سب کے چہروں پر سکون دیکھائی دے رہا تھا۔۔ برف کی دیوار پگھل رہی تھی۔ منجمد ہو چکے رشتے گھلنے لگے تھے۔۔۔ رنگ پھر سے رنگوں میں مل کر دھنک کے حسین ترین رنگوں کی طرح کھلنے کی امید پیدا ہو رہی تھی۔۔۔

----------/8\----------

مت جاونا اتنی جلدی صارم!!"فجر کمرے کی چوکھٹ پر سر جھکائے کھڑی تھی۔وہ صارم کی جانب دیکھ بھی نہیں رہی" تھی۔صارم کا بیگ پیک کرنے کے بعد وہ گھر چلی جانا چاہتی تھی لیکن ہما آنٹی نے جانے سے روک دیا تھا۔وہ صارم کے جانے سے پہلے ہی اداس ہو رہی تھیں اسی لیے فجر کو روک لینا چاہتی تھی۔اب فجر انہیں کیسے کہتی کے وہ پہلے ہی اداس ہے۔۔صارم کے آنے سے جو رونقیں لوٹ کر آئی تھی وہ پھر سے ایک مرتبہ گم ہو جائیں گی۔۔

". فجر فوجی ہیں وہ، نہ گیا بہت سخت سزا دیتے ہیں"

کتنی سخت صارم!!"فجر کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا۔"

اتنی سخت کے بس نہ پوچھو تم"صارم کچھ سوچ کر چپ ہو گیا۔۔"

"اتنی کے جو بدمزاجی ہوتی سب نکال دیتے۔ کیوں صارم"

احد جوان کی باتیں سن رہا تھا اب بول اٹھا۔اور تائید طلب نظروں سے صارم کو دیکھا۔احد فجر کو ستانے کے لیے یہ سب کر رہا تھا اور صارم سے تائید بھی اس لیے حاصل کر رہا تھا۔۔

جی نہیں ہم فوج والوں کو بدنام مت کریں جناب احد فرید صاحب!!!آپ جیسے ترقی پسند ہماری کردار کشی کرتے رہتے ہیں۔"صارم نے ہاتھ لہرا لہرا کر ایسے جواب دیا جیسے تقریر کر رہا ہو۔۔

صارم کے اس شرارتی انداز نے احد کو غصہ دلایا تھا۔۔وہ اب چپ چاپ صارم کو دیکھ رہا تھا اور سٹیشن تک جاتے ہوئے راستے میں صارم سے اس بات کا بدلہ لینے کا پلان سوچ ہی رہا تھا۔

"چلو صارم ہو گیا تمہارا سارا سامان پیک"

اب وہ بیگ کی زیپ بند کرتے ہوئے صارم کو الوداعی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"!!میں اب چلتی ہوں اللہ حافظ "

فجر کو صارم کا یوں احد کو ستانا اچھا لگ رہا تھا۔۔

او میڈم کہاں جا رہی یہاں میری اماں کو کون رونے سے روکے گا۔اور رک ایک اور بات بھی کرنی ہے، وعدہ کر انکار "
".!!نہیں کرے گی

صارم نے بیگ احد کے کندھوں پر رکھ دیا تھا جیسے وہ کوئی کام کرنے والا لڑکا ہے گھر میں۔

وہ جو دروازہ کے پاس پہنچی ہی تھی صارم کی آخری بات پہ نا جانے کیوں اسکو لگا جیسے وہ اسکو کچھ خاص بتانا چاہتا ہے۔۔۔
اسکے بڑھتے ہوئے قدموں کو جیسے کسی نے بیریوں کی مدد سے باندھ دیا ہو۔۔

فجر احد سے ناراض مت ہو، اس نے کوئی غلطی نہیں کی ہے۔۔۔"صارم نے بات شروع کی مگر اسے لگ رہا تھا یہ الفاظ "
وہ پیغام نہیں دے سکتے جو وہ دینا چاہتا ہے۔۔احد کے کمرے سے چلے جانے کے بعد وہ کھل کر بولنا چاہتا تھا۔لیکن کیا کہے
کیسے کہے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

صارم کیا مصیبت ہے یار؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کے میں پاگل ہوں، نا سمجھ ہوں، اندھی ہو، اور شاہد ہوں مگر اتنی بھی نہیں"
"!!!!!ہوں کے سب جانتے بوجھتے ہوئے یہ سمجھوں کے اس نے کچھ نہیں کیا

For more visit (exponovels.com)

وہ بولتے ہوئے اب دوسری جانب دیکھ رہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کے اسکی آنکھوں کی نمی کوئی اور دیکھے یا شاہد وہ خود کا اور مذاق نہیں بنوانا چاہتی تھی۔۔

وہ بے بسی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے سب مل کر فجر کا امتحان لے رہے ہیں۔۔خدا بھی اور اس کے بندے بھی۔دنیا کا ذرہ ذرہ زخمی ہوئی روح کو نشتر کی طرح چھلنی کر رہا تھا۔۔۔

مصیبت تم خود کے لیے پیدا کر رہی ہو فجر، بس ایک بات مان لو میری۔۔۔تم اپنی دوستی کو یوں ختم مت کرو۔یونیورسٹی "!!! بھی احد کے ساتھ جایا کرو

صارم گھوم کر فجر کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا تھا۔وہ فجر کی آنکھوں میں آنے والے آنسوؤں کو صاف کر سکتا تھا، مگر وہ یہ حق نہیں رکھتا تھا۔۔۔صارم نے بات پھر سے شروع کی۔۔

"تم!!بس تم اتنی بات تو مان سکتی ہو میری۔۔ایک دوست کی بات"

صارم نے فجر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔یہ چھوٹی سی بات نہیں تھی فجر کے لیے۔صارم یہ بات جانتا تھا۔۔۔مگر وہ حالات کی وجہ سے مجبور تھا یہ سب کہنے اور کرنے کے لیے۔۔۔

مجھے کچھ نہیں سمجھ آرہا، میں وہی کروں گی جو میں کر رہی ہوں!!!۔۔۔اور نہ میں اسکی دوست ہوں اور نہ یونیورسٹی جانے کے لیے اسکی محتاج سمجھے۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

!!!نہیں مگر تم کیوں سمجھو گے صارم

تم یہ سب سمجھ ہی نہیں سکتے کیوں کے تم میری جگہ پے نہیں ہو میں چلتی ہوں اور ہاں اگر تم میرے دوست ہو اگر مجھ سے تھوڑی سی بھی ہمدردی ہے تو ناہی تم اسکا نام لو گے میرے سامنے اور نہ اسے۔میرے سامنے لاو گے میں تھک گئی ہوں""""

وہ جیسے تیسے مگر صارم کو وارن کر چکی تھی۔۔۔وہ اپنے آپ کو سنبھال سنبھال کر تھک گئی تھی۔۔۔

"!!!!فجر "

صارن پہلی بار گرج کر بولا تھا۔یہ اس کی فطرت نہیں تھی۔یہ اس کا انداز نہیں تھا۔مگر فجر کہاں رکنے والی تھی وہ بس اپنی ہی دھن میں تھی۔اسے اپنے غم اپنے دل کی حالت کا ہی تو احساس تھا۔دوسروں کے بے رحم سمجھنے والی کو کہاں معلوم تھا کے اسکے دونوں دوست کس مشکل کا شکار ہو چکے ہیں۔۔۔

فجر دروازے کے قریب ہی پہنچی تھی کے سامنے سے احد اندر داخل ہوا۔۔راستہ بند ہو چکا تھا۔۔۔

بازوؤں کو سینے پر باندھے ہوئے احد فجر کی آنسوں سے بھری آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

چند لمحے یونہی دیکھتے رہنے کے بعد احد کی آواز گونجی،

تم ہمارے درمیان کی باتوں کا غصہ صارم پر مت نکالو،اور تمھارے لیے میں کچھ بھی نہیں ہوں!! چلومان لیا۔۔۔ مگر"
"میرے لیے تم ہی میرا سب کچھ ہو

احد نے دوٹوک انداز میں جواب دیااور صارم کو تقریباًاپنے ساتھ کھینچتے ہوئے باہر لے گیا۔۔صارم کسی بچے کی طرح ساتھ چلتا چلا جارہا تھا۔۔۔فجر کے تیز مزاج نے صارم کو جانے سے پہلے افسردہ کر دیا تھا۔۔۔

احد کی باتیں صارم کا چلانا سب کچھ نیا تھا۔فجر کو اس اسکے سر میں درد کی ایک تیز لہر دوڑی تھی۔وہ انکھوں کو صاف کرتے اب صارم کو۔منانے جارہی تھی انکھوں میں سامنے کا منظر دھندلا گیا تھا

صارم

بس وہ اتنا ہی کہ سکی تھی دروزے کے پاس پہنچا احد صارم ہما انٹی کی نظریں سیڑھیوں سے اوپر جا کے فجر پر ٹھر گئی تھی۔۔۔

فجر کو سیڑھیوں کے اوپر یوں سر کو پکڑے دیکھ کر احد اور صارم بجلی کی سی تیزی سے اوپر کی جانب بھاگے۔۔

صارم دوڑتے ہوئے آگے بڑھا مگر احد کو تو جیسے کسی نے دھکا دے کر فجر کے قریب کر دیا تھا۔وہ پلک جھپکتے ہی فجر کے پاس پہنچ گیا تھا۔اپنی بانہوں کے حصار میں لیتے ہوئے احد نے فجر کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا تھا۔۔احد کی آواز اس کی حلق میں اٹک سی گئی تھی۔۔۔

آنکھیں بند کرنے سے پہلے فجر کے لب ہلتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔۔۔وہ صارم کو سوری کہ رہی تھی۔۔۔وہ نروس بریک ڈاؤن ہو جانے سے بے ہوش ہو گئی تھی۔۔۔اسکی آنکھ سے آنسوں بہتا ہوا اسکے رخسار پر جم گیا تھا۔۔۔۔

----------/8\----------

ایک بات کو راز رکھنے سے کتنی انسانی جانیں بچائی جا سکتی تھی۔۔۔مگر ایک ہی بات نے ایک دل کو توڑ ڈالا تھا۔۔۔سچ بتا کر ان سب انسانوں کو قربان کر دیا جائے، کیا یہ سہی رہے گا؟؟؟ کیا اس دل کو توڑنا اچھا ہو گا جہاں خدا رہتا ہے۔۔انسانی جان سے بڑھ کر دنیا میں کوئی شئے قیمتی نہیں ہے۔۔۔ایک دل کے ٹوٹنے سے زیادہ دکھ بے گناہوں کے جان سے جانے کا ہوتا۔۔۔ایک پیار کرنے والا دل دو پیاروں کو ملانے کے لیا توڑا گیا تھا۔۔۔یہ سب کیا تھا۔۔۔۔۔

صارم واپس جا چکا تھا۔احد فجر کی تیمارداری میں مصروف تھا۔

اسے آج بھی بہت سی باتیں سننا پڑی تھیں۔۔۔فجر ہوش میں تو آگئی تھی مگر انجیکشن کے زیر اثر تھی۔اسے اچھی نیند کی ضرورت تھی۔نہ جانے اس نے کتنی ہی راتیں جاگتے ہوئے بیتا دی تھی۔۔

احد زمین پر دیوار سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے ہوئے سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔انسان کی زندگی یا اسے زندہ رکھنے والا دل!!!!

سوچیں الجھ رہی تھی۔۔۔

خیالات گڈمڈ ہو رہے تھے۔۔

احد۔"

"!احد

.وہ جو دیوار کے ساتھ سر ٹکائے اپنی سوچوں میں گم تھا کسی نے اسکے تسلسل کو توڑا تھا

وہ اب سر اٹھائے سامنے موجود زرنیش کو دیکھ رہا تھا جسکی آنکھوں کی سرخی شاید احد کی انکھوں سے زیادہ تھی۔۔دیکھنے والا بخوبی یہ اندازہ لگا سکتا تھا کے وہ بھی کئں راتوں سے نہیں سوئی۔۔۔

"کیا کام ہے اب؟؟؟"

عجیب طرح کی لاطعلقی تھی عجیب وحشت زدہ ماحول تھا۔اور اس ماحول میں ایک اور وجود بھی ان سے بیگانا آنکھیں موندے اپنی دنیا میں گم تھا۔۔

"آپ گھر نہیں آئیں گے؟؟"

وہ احد کو عامر کی موجودگی کی وجہ سے آپ کہ رہی تھی۔جو فجر کے کمرے تک لانے کے لیے رہنمائی کرتا ہوا زرنش کے ساتھ آیا تھا۔۔مگر احد کے اس رویے نے زرنش کو حیرت زدہ کر دیا تھا۔۔۔

"کوئی کام نہیں کے،گھر چل کر تھوڑا سا آرام کر لیں خود کی حالت کی بھی تو فکر کیجئے"

زرنش نے ایک نظر فجر کی جانب دیکھا اور احد کے جواب کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

مجھے کہیں نہیں جانا مہربانی کر کے آپ لوگ جائیں"

"!!!جائیں پلیز

احد کی آواز میں التجا تھی۔

عامر احد کو اس طرح دیکھ کر باہر جا چکا تھا۔اور زرنیش کو احد سے بات کرنے کا موقع مل چکا تھا۔

اب وہ احد کے قریب نیچے بیٹھتے ہوئے اپنی آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی

احد میں چلی جاؤں گی۔

بہت دور مجھے پتا ہے میری۔وجہ سے تمھاری زندگی خراب ہو رہی ہے۔میری وجہ سے ہی میری ذات سب کے لیے نفرت کا باعث بن گی۔

وہ اپنی سسکی روکے اب فجر کو دیکھتے ہوئے پھر احد کی طرف دیکھتے ہوئے مخاطب ہوئی

احد تم بتا دو فجر کو ہمارے رشتے کی پاکیزگی

!!!!تم بتا دو پلیز

اور برداشت نہیں ہوتی مجھ سے یہ نفرت۔۔۔

!!!جان جاتی ہے جائے کونسا لوگ نہیں مرتے ہم بھی مر جائیں گئے مگر پلیز

تم مجھے اپنی زندگی خراب کرنے کا جواز مت بناو میرے بس میں اگر کچھ ہوتا تو میں۔۔۔۔

وہ بولتے بولتے ایک دم رکی اور بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گی اُس دوران احد نے نظر اٹھا کے اسکو نہیں دیکھا اور اب وہ خالی نظروں سے دروازے کو دیکھ رہا تھا

شرمندگی اسکی انکھوں میں آئی تھی بھلا زرنیش کا بھی کیا قصور تھا وہ بھی تو سب کی نفرت ویسے ہی برداشت کر رہی تھی جیسے احد فجر کی۔۔۔۔

احد کمرے سے باہر جانے کے لیے کھڑا ہوا، دروازے کی جانب بڑھا ہی تھا اسے فجر کی آواز سنائی دی۔ آواز اس قدر آہستہ تھی جس کو احد ٹھیک سے سن نہیں پایا تھا۔ وہ باہر جانے کے بجائے فجر کے قریب چلا آیا۔ جو پانی مانگ رہی تھی۔ کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے فجر ٹھیک سے بول نہیں پائی تھی۔۔ احد نے جلدی سے گلاس میں پانی ڈالا اور فجر کے سر کو اونچا کر کے گلاس اسکے ہونٹوں سے لگایا۔۔۔ پانی کا ایک گھونٹ لے کر فجر پھر سے گہری نیند سو گئی تھی۔۔

احد نے گلاس رکھ کر فجر کے چہرے پر پھیلے ہوئے بالوں کو ایک سائیڈ کر دیا۔۔

فجر کے سوکھے ہونٹوں پر احد نے نرمی سے اپنی انگلی کی پوروں کو رکھ دیا۔۔ ہونٹوں کی کھردری جلد کو محسوس کر رہا تھا۔

ان ہونٹوں کی مسکراہٹ جانے کہاں کھو گئی تھی۔

احد فجر کو سوتے ہوئے چھوڑ کر جلدی سے باہر نکل آیا تھا۔وہ زرنش کی تلاش میں گھر کی جانب تیزی سے چلتا چلا جا رہا تھا۔۔

اسکے اندر جیسے آندھیاں چل رہی تھیں۔وہ اپنے پیار کے لیے اس قدر سنگ دل کیسے ہو سکتا تھا۔۔زرنش نہ چاہتے ہوئے بھی اب زندگی کا حصہ بن چکی تھی۔۔اندر کی سچائی کے بجائے جو کچھ سامنے تھا وہ سچ یہی تھا۔۔۔

"بھابی زرنیش کدھر ہیں؟"

گھر پہنچتے ہی سب سے پہلے اس نے اسی کا پوچھا

گھر میں تو نہیں ہے فجر کی طرف گئی تھی"

سنو احد

جی

"..آج امی نے اسکو بہت ڈانٹا ہے اب تم اسکو کچھ نا کہنا وہ بیچاری سب خاموشی سے سنتی رہی

بھابھی یہ سب بتاتے ہوئے فکر مندانہ انداز میں زرنیش کی حمایت کر رہی تھی۔۔۔

"بھابھی وہ وہاں سے چلی گئی تھی، کہاں جا سکتی ہے زرنش۔"

احد الٹے قدموں باہر نکل آیا۔۔ایک اور آزمائش تھی جو احد کے سامنے کھڑی تھی۔وہ کہاں جائے کہاں تلاش کرے زرنش کو۔۔۔

مجھے کچھ نہیں سننا مجھے لے جاو یہاں سے ہماری وجہ سے دو زندگیاں برباد ہو رہی تم اواور سب بتادو کے میں تمہاری عزت ہوں"زرنش سڑک کے کنارے تیزی سے چلتی جا رہی تھی۔۔۔"

میں اتنی جلدی کیسے واپس آسکتا ہوں؟؟؟ابھی تو میں واپس آیا ہوں گھر سے ہو کر۔۔۔"

پلیز بات کو سمجھو زرنش۔۔۔تم تو ایسی کم ہمت والی تو نہیں ہو۔۔۔ہمارے اس فیصلے سے بہت سی زندگیوں کی ڈور جڑی ہے"

فون کی دوسری جانب سے آنے والی آواز نے زرنش کا الجھادیا۔۔۔

".مجھے نہیں پتا مجھ سے نہیں سہا جاتا"

وہ روڈ پے تیز تیز چلتے ہوئے انسوں کو صاف کرنا جیسے بھولی ہوئی تھی۔

آنکھوں سے انسو تواتر سے بہ رہے تھے اور وہ بے خبر دوسری طرف سے آنے والی اواز کو سن رہی تھی۔۔۔

"ہمت سے کام لو،اور میری بات کرواؤ احد سے۔میں اس سے پوچھتا ہوں کے تمھارا خیال کیوں نہیں رکھ رہا وہ۔۔۔"

دوسری جانب ویسی ہی نرمی تھی۔کوئی جلد بازی نہیں تھی۔۔۔

"تم کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔۔"

For more visit (exponovels.com)

...وہ بے بسی کی انتہا ہے تھی

وہ جیسے بھاگ جانا چاہتی تھی ساری سچویشن سے مگر جانے کے لیے راستہ بھی تو ہو اور اسکے لیے جیسے سارے راستے بند تھے اور جو ایک راستہ تھا وہ بھی نا جانے کہاں تھا۔۔

زرنش رک جائیں، کہاں جا رہی ہیں آپ؟؟؟"احد بھاگتے بھاگتے تھک چکا تھا۔۔۔وہ نہ جانے کب سے زرنش کی" تلاش میں گھوم رہا تھا۔۔۔

فون کٹ چکا تھا۔۔۔

زرنش کی کلائی کو پکڑ کر احد نے اپنی جانب کھینچ لیا۔۔

احد کی گرفت اس قدر سخت تھی وہ تھوڑا سا دباؤ بڑھا دیتا تو کلائی کی ہڈیاں تک چٹخ جاتی۔۔۔احد کی آنکھوں میں وحشت تھی۔۔۔

احد چھوڑو میرا ہاتھ یہ کیا طریقا ہے جاو یہاں سے"ہاتھ جھٹکتے ہوئے زرنش نے مزاحمت کی۔۔"

"چلا جاؤں گا،ابھی گھر چلیں"

احد نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"..وہ میرا گھر نہیں ہے مجھے نہیں جانا چھوڑو مجھے"

زرنش کسمساتے ہوئے بولی۔۔۔

احد نے پھر بورڈیٹھائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ابھی تک اسے پکڑا ہوا تھا جیسے ڈر ہو کے ہاتھ چھوٹتے ہی وہ بھاگ جائے گی۔۔

نہیں ہے تو کہاں جاؤ گی، یوں سڑک پر چھوڑ دوں لوگوں کی بھوکی نظروں کے لیے؟؟ چلو گھر ورنہ اٹھا کر لے جاؤ گا""" ...احد جو کچھ بول رہا تھا وہ اندر ہی اندر شرمندہ بھی تھا مگر ایسا وہ زرنش کے لیے ہی تو کر رہا تھا

میں بچی نہیں ہوں سنو تم مجھے کسی ہوسٹل میں چھوڑا وا سکے آنے تک میں کوئی جاب کر لوں گی.. مگر میں نے نہیں جانا" !!پلیز احد

"میری بات مان لو اسطرح سب ٹھیک ہو جائے گا۔

بات کرتے کرتے انسوں کا ایک گولہ اسکے گلے میں پھنس گیا تھا خشک ہونٹوں پے زبان پھیرتے اب وہ آنکھوں کو صاف کرتے اسکی طرف التجائیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے وہ اسکی بات مان جائے گا۔۔

آپ ہمارے گھر کی عزت ہیں!!! آئندہ ایسی بات بھول کر بھی زبان تک مت لائیے گا!!!"احد کو یہ بات ناگوار گزری تھی۔

وہ زرنش کے چلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ پہلے ہی بد تمیزی کر چکا تھا کلائی پکڑ کر۔۔اب وہ زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

"تم بھی بابا کی طرح باتیں کر رہے ہو کونسی عزت ہوں میں ؟؟ بتاو عزتوں کی دھجیاں اڑھا کر انکا گلا دبا کر عزتوں کی بات کرنے والے کیسے لوگ ہو تم!!! لوگ تم لوگ عزتوں کے کیسے محافظ ہو اپنی ہی عزتوں کو گھٹ گھٹ کر مرتے دیکھ کر خوش ہوتے ہو جشن مناتے ہو؟؟؟"

"میں آپ کی عزت کے لیے خود کو ختم کر رہا ہوں۔ یہ ہے میرا انداز!! تایا جی کے ساتھ مت ملائیں مجھے۔۔میں نے کبھی آپکو احساس نہیں دلایا کے آپ کی وجہ سے میں کیا برداشت کر رہا ہوں"

احد بات مکمل کر کے واپسی کے لیے تیز قدم اٹھاتا ہوا چل دیا۔۔

وہ اپنی اس قدر تذلیل برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔لوگ کیسے اپنی ہی مشکل کو دنیا کی آخری مشکل سمجھ لیتے ہیں۔۔۔

"ہاں بہت اچھے سے جانتی ہوں میں جاو تم اگر تم اپنے تایا کی طرح نہیں ہو مجھے آزادی سے سانس لینے دو دونوں".

اب اپوزیٹ ڈائریکشن میں چل دیے تھے۔۔۔

"زرنش چلیں پلیز"

احد پھر سے لوٹ آیا تھا۔ وہ حمت ہارنے والا نہیں تھا۔ وہ زرنش کو لوگوں کی نظروں میں آتے دیکھ رہا تھا۔۔ لوگوں کی نظریں ایکسرے کی طرح زرنش کے جسمانی خدوخال کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔ مگر زرنش کو اس بات کا احساس نہیں تھا۔۔۔

"ہم گھر چل کر اس پر بات کر سکتے ہیں۔ آپکی جاب کے لیے میں بابا سے بات کروں گا زرنش"

احد سنجیدہ تھا۔ وہ جو کہتا تھا کر کے رہتا تھا۔۔۔

"پکا اور فجر سے بات کرو گے نا؟ اسکو بتاو گے نا میں نے کچھ نہیں کیا؟"

اب وہ کسی بچے کی طرح اسکے ساتھ چل دی جسکی ضد کو اسکی من پسند چیز دے کر بہلایا جاتا ہے۔۔

ہاں اور فجر مجھے موقع دے تو بات کروں گا میں اس سے، اب چلیں گھر؟؟" احد نے مسکرانے کی کوشش کی تھی۔۔۔"
لیکن فجر کا خیال آتے ہی وہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔۔

کافی دیر خاموشی سے چلنے کے بعد وہ پھر احد سے۔ مخاطب ہوئی

احد؟؟

ہوں

سوری۔۔

میں نے بہت غلط کیا مجھے معاف کر دو مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا میں اس سب کا ذمدار خود کو سمجھتی ہوں میں مینٹلی طور پہ ڈسٹرب ہوں تم سمجھ سکتے ہو نا۔۔۔

احد نے سر کو ہاں میں ہلایا تھا۔۔وہ سب کو سمجھ رہا تھا۔۔کاش اسے کوئی سمجھتا۔۔۔

----------/9\----------

----------/9\----------

رات سونے سے پہلے احد فجر کی طرف سے ہو آیا تھا۔فجر نے کھانا کھا لیا تھا۔وہ سو چکی تھی۔احد کے لیے یہ اچھی خبر تھی کے وہ کھانا کھا چکی ہے۔۔۔

گھر کا ماحول تو بہت خراب تھس۔زرنش کو گھر پر موجود نہ پاتے ہوئے فرید صاحب نے بیگم اور بہو کی اچھی خاصی بے عزتی کی تھی۔اور انہیں بھی گھر سے نکال دینے کی دھمکی دے دی تھی۔۔

زرنش چچی کے رویے سے بچنے کے لیے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔وہ چچی کے سامنے جانے سے گھبرا رہی تھی۔۔۔

احد جو ابھی ابھی فجر کے گھر سے ہو کر آیا تھا زرنش کو یوں کمرے میں بند دیکھ کر کچھ حیران سا ہوا۔۔۔

"کیاہوا آپ یہاں کیوں ہیں؟ کھانا نہیں کھایا؟؟"

احد زمین پر بیٹھ کر سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ جو بیڈ پے چیزیں پھیلائے نا جانے کیا کرنے میں مصروف تھی احد کے اندر آنے اسکے بیٹھنے اور سوال کرنے پر شرمندہ سی ہو گئ کے اسکی وجہ سے وہ بیچارہ پریشان تھا

ہاں کب کا کھالیا ناچاہتے ہوئے بھی اسے جھوٹ بولنا پڑا تھا حالانکہ صبح سے بھوکے ہونے کی وجہ سے اسکو شدید بھوک لگ رہی تھی۔۔۔۔

اور تم نیچے کیوں بیٹھ گئے اٹھو اوپر بیٹھو۔۔۔

"!! نہیں میں ٹھیک ہوں یہاں اور ایک کام کریں گی پلیز"

احد نے چہرے کے تاثرات کو بھانپ لیا تھا۔۔وہ زرنش کا سچ اسکی آنکھوں میں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

"ہاں بولو کونسا کام میں کر دیتی ہوں"

وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

"اماں نے چاول بنانے ہیں گرم کر کے لو دیں اور چمچ دو لائے گا پلیز زرنش جی۔۔۔"

احد کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ زرنش سے فلرٹ کر رہا ہو۔۔۔

احد میں۔۔۔"

نہیں

"چچی غصہ میں ہیں پلیز تم مجھے یہ کام مت بولو۔۔

زرنش بیڈ پر بکھری ہوئی چیزوں کو سمیٹ رہی تھی۔۔

"رہنے دو، مجھے نہیں کھانا۔"

احد صوفے پر بیٹھ کر اپنے بیڈ کے خالی ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

"!!اچھا میں لا دیتی ہوں"

وہ اسکو گھورتے ہوئے باہر چلی گئی جہاں چاچی کی موجودگی کے کوئی آثار موجود نہیں تھے۔۔

زرنش کے جاتے ہی احد جمپ کر کے بیڈ پر چڑھ گیا اور زرنش کی چھوٹی چھوٹی پن اور انگوٹھیوں کو دیکھنے لگا۔۔"جلدی سے آجائے بس کھانا"

چاولوں سے بھرا باول اون سے نکالتے ہوئے اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔۔۔۔۔۔

"چاااااچو آپ کچھ چاہیے کیا؟؟؟"

وہ جانتی تھی وہ اس سے صبح ہونے والے سارے واقع کا پوچھیں گے۔۔۔

"نہیں نہیں یہ کھانا نواب صاحب کے لیے جا رہا ہے؟؟"

فرید صاحب نے بھتیجی کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے سوال کیا۔۔وہ بغور زرنش کو دیکھتے جا رہے تھے۔۔

یہ سنتے ہی اسکے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی کتنے دنوں بعد وہ ایسے ہنسی تھی کبھی کبھی انسان بہت دکھی ہوتا ہے اور پھر کسی کے بولے دو لفظ اسکی ہمت باندھ دیتے ہیں یہی صورتحال ابھی زرنیش کی بھی تھی چاچو کے احد کو نواب صاحب کہنے سے بچپن کا سارا اچھا وقت جیسے اسکی آنکھوں کے سامنے تھا اور وہ اسکو دیکھ کے جی اٹھی تھی۔۔۔

کیا ہوا کہاں کھو گئی؟؟"فرید صاحب بھتیجی کو یوں خیالوں میں کھو یا دیکھ کر مسکرا دیے تھے۔وہ جو بات پوچھنے آئے تھے" جیسے بھول ہی گئے تھے۔۔۔

کہیں نہیں چاچو میں جاوں احد کو کھانا دینا ہے" زرنش کچھ بے چین سی ہو رہی تھی۔"

"چلی جانا پہلے یہ تو بتاؤ صبح اچانک کہاں چلی گئی تھی؟؟"

وہ ذہن پر زور دیتے ہوئے بولے۔۔

صبح کب؟؟؟"

"وہ میں تو پہلے فجر کی طرف گئی تو پھر ثمن سے ملنے چلی گئ

منہ دوسری طرف اور آنکھیں بند کیے اب وہ کسی معجزے کے انتظار میں تھی کے اب کوئی اور سوال نا پوچھا جائے کیونکہ اس نے اگر غلطی سے بھی چاچی کی باتیں بتادی تو گھر میں ہنگاما ہو جانا تھا۔۔۔

فرید صاحب اثبات میں سر ہلاتے ہوئے چل دیے۔۔وہ ثمن کو زرنش کی کوئی سہیلی سمجھ رہے تھے جبکہ اس نام کی کسی لڑکی سے آج تک زرنش کی ملاقات بھی نہیں ہوئی تھی۔۔۔

زرنش جلدی سے کمرے کی جانب بھاگی۔کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ احد پر پھٹ پڑی۔۔

"نواب صاحب مجھے چاچو نے پکڑ لیا تھا اور میری غیر حاضری کے بارے میں پوچھ رہے تھے مجھ سے۔۔۔"

کھانا سامنے رکھتے ہوئے زرنش ناراض ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔اسے احد کی حرکت پے غصہ آرہا تھا۔۔۔

اس کی وجہ سے وہ رات میں بھی مشکل میں پھنس جاتی۔۔

یہ سب میں اکیلے نہیں کھا سکتا۔۔۔آپ بھی بھوک سے عجیب حرکتیں کر رہی ہو بلکل بیویوں جیسی!!! یہ لیں آپ" "بھی کھائیں۔۔

احد نے الگ سے پلیٹ میں چاول نکال کر زرنش کے حوالے کر دیے۔۔

!!!!اللہ "

". شرم تو ہے ہی نہیں تم میں

دونوں ہنستے ہوئے کھانا کھانے لگے

اس ایک دن میں وہ پہلے والے کزن بن گئے۔۔۔۔زرنش کو جواب دینے سے پہلے زرنش کا فون بجنے لگا۔۔۔وہ نمبر دیکھتے ہی کھل اٹھی اور فون کانوں سے لگائے پلیٹ اٹھائے اپنے کمرے کی جانب چلی گئی۔۔۔وہ جاتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔۔۔پر سکون اور چاہت بھری مسکان۔۔۔۔

----------/9\----------

"عفت اسے دیکھیں۔بیڈ سے لگ گئی ہے یہ۔بیٹا میرا گیا ہے افسردہ ماں سے زیادہ بیٹے کی دوست ہو رہی ہے۔۔"

ہما آنٹی کمرے میں داخل ہوئی تو فجر کی امی بھی ان کے ساتھ تھیں۔

دھیمے مزاج کی ہما آنٹی کا بات کرنے کا انداز اور سمجھانے کا طریقہ فجر کو ہمیشہ سے اچھا لگتا تھا۔بظاہر سادہ سی دیکھائی دینے والی ہما آنٹی کی باتیں اتنی ہی اثرانداز ہوتی تھیں۔۔۔

. کیسی ہو فجر !!! کل سے کافی بہتر لگ رہی ہو "

". عفت اسنے ہمیں ڈرا ہی دیا تھا۔وہ تو احد نہ ہوتا یہ سیڑھیوں سے نیچے گر گئی ہوتی

ہما آنٹی نے فجر کے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور اسکے سر کا بوسہ لیا۔۔ساتھ ہی ساتھ وہ گزشتہ دن پیش آنے والے واقعے کے بارے میں فجر کی امی کو بتا رہی تھیں۔۔۔فجر کی امی کو شاید احد کی بات ناگوار گزری تھی۔۔۔اس کا اظہار ان کے ماتھے پر پڑنے والی شکن کر رہی تھی۔۔

اپنی ماں کے چہرے پر پڑنے والی شکنوں کو دیکھتے ہوئے اس نے فوراً ہما کو جواب دیا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کے عفت بیگم احد کے بارے میں کچھ غلط بولیں۔۔۔۔

". الحمدللہ آنٹی میں اب بلکل ٹھیک ہوں سر میں درد ہوتا ہے تھوڑی تھوڑی دیر بعد بٹ آج طبعیت کافی بہتر ہے"

چہرے پے سنجیدگی لیے وہ اپنے بارے میں بتا رہی تھی اور ساتھ ساتھ اپنی ماں کی بات پے بھی سر ہلا رہی تھی جو اس سے دوائیوں کے متعلق کچھ پوچھ رہی تھی۔۔

"ہما یہ دیکھو تم بھی ڈاکٹر ہو، یہ دوائیاں ٹھیک ہیں نا؟ "

ماں کی وہی فکر مندی جو ہر ماں کی جانب سے ہوا کرتی ہے۔۔

وہ احد کی بات تو کیا اسے سننے کے لیے بھی تیار نہیں تھیں۔۔۔

دوائیوں کے ڈبوں کو آگے پیچھے کر کے اب وہ نہایت توجہ کے ساتھ کسی ماہر ڈاکٹر کی طرح اثبات میں سر ہلاتے عفت بیگم کو مطمئن کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

فجر ان دونوں کو دیکھتے ہوئے اپنے موبائل کی سکرین کو دیکھ رہی جو کچھ دیر پہلے روشن ہوئی تھی ایک امید کی بنا پر اس نے آنے والے میسج کو دیکھا کے شاہد احد کا ہو مگر وہ ٹیلینار کا میسج دیکھتے ہی بد دل ہوتے ہوے سر بیڈ سے ٹکا کر آنکھیں موند کر ..دونوں خواتین کی باتیں سننے لگی

امی اور ہما آنٹی کے چلے جانے کے بعد کمرے میں خاموشی چھس گئی تھی۔۔تکیے کے پاس رکھے موبائل فون پر ٹک ٹک کے بعد روشنی چھا گئی۔۔۔ فجر نے فون کو بے دلی سے دیکھا۔۔۔ مگر جلد ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔۔ میسج احد کے نمبر سے آیا تھا۔۔

کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے تیرے سوا،"

"میں آج کل تیری الفت کے اعتکاف میں ہوں۔

شعر پڑھتے ہی جیسے ایک لمحے کو دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔۔

ایک انجانا احساس عجیب سی خوشی اس ایک پل میں اسکو اپنا آپ بہت خوش قسمت لگا پل بھر میں جیسے ساری خوشیاں اس کے اس پاس آ کے مسکرانے لگی اب وہ موبائل کی سکرین کو دیکھتے ہوئے مسکرانے لگی اور پھر سے آنکھیں موند کر لیٹ گئی جو وہ چاہتی تھی وہ ہو چکا تھا .

آج پھر اس کی نگاہوں کا اشارہ پا کر

ہم نے دل کو دھڑکنے کی اجازت دی ہے

میسج دوسری طرف بھیجا جا چکا تھا جو کب سے ریپلائے کے انتظار میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔

----------/9\----------

یونیورسٹی جانے سے پہلے احد ابھی ناشتہ ہی کر رہا تھا جب جیب میں رکھے موبائل فون کی وابئریشن نے احد کو گدگدی کی۔احد نے اچانک سے موبائل فون جیب سے نکال کر سکرین پر نگاہ ڈالی۔۔

مسیج فجر کا تھا۔۔۔یہ حیرت کا باعث ہونے کے ساتھ ساتھ خوش گوار احساس بھی تھا۔۔

لڑکھراتی ہوں تو رو کر لپٹ جاتا ہے،"

.میں نے گرنا ہے تو اس شخص نے مر جانا ہے

اچھا شعر کے بعد عرض ہے میرے بابا چلے گئے ہیں۔۔کیا آپ مجھے یونیورسٹی ساتھ لے کر جا سکتے ہیں احد صاحب؟؟
"اگر آپکی زرنش جی کو برا نہ لگے

احد نے اپنی ہنسی کو مشکل سے روکا۔فون کو ہاتھ میں لیے نہ جانے کس سوچ میں ڈوب گیا تھا۔زرنش کے چائے لانے کے سوال پر وہ چونک گیا۔اور نفی میں سر ہلاتا ہوا تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔گاڑی کی چابیاں لیے وہ تقریباً لان میں پودے پھلانگتے ہوئے گاڑی تک پہنچ گیا تھا۔۔۔

احد چند ہی لمحوں بعد گاڑی لیے فجر کے گھر کے باہر اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔وہ بے چینی سے سٹیرنگ پر ہاتھوں سے ڈھولک سی بجا رہا تھا۔۔

فجر جو سر پے ڈوپٹہ سہی سے جمائے گلاسیس لگائے اور اپنے کندھوں پر چھوٹی سی چادر جمائے کسی اور دنیا کی فجر لگ رہی تھی

گاڑی فجر کے گھر کے باہر رک چکی تھی اور سامنے سے آتی ہوئی فجر کو دیکھ کر احد ایک دم سے ٹھٹکا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

احد کے لیے فجر کا یہ روپ نیا تھا۔وہ جینز ٹی شرٹ پہننے والی لڑکی کیا سے کیا بن گئی تھی۔احد کے دل کی دھڑکنیں اوپر نیچے ہو رہی تھیں۔چہرے کی تازگی دیکھ کر احد کی ویران ہوتی زندگی جیسے نکھر گئی تھی۔احد نے دروازہ کھول کر نظریں جھکالی تھی۔فجر کی شخصیت میں کچھ ایسی چمک سی تھی جس نے احد کو کچھ کہنے سے روک دیا۔۔خاموشی کے ساتھ فجر گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔

"دل دیاں گلاں کراں گے نال نال بھ کے اکھ نال اکھ نو ملا کے دل دیاں گلاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

احد گانا گنگنانے کے ساتھ ساتھ مسلسل مسکرا بھی رہا تھا اپنی ہی سوچوں میں ڈرائیو کرتے ہوئے اچانک سامنے سے آتے موٹر سائیکل سے ٹکر لگاتے لگاتے بچا۔۔۔

".اوبھائی جی کن خیالوں میں ہو واپس آجاو کب سے دیکھ رہا ہوں آپکے دانت اندر ہی نہیں ہو رہے"

ساتھ والی ٹیکسی والے نے احد کو گھورتے ہوئے یہ بات ایسے کی کے احد کو ہنسی روکنا مشکل ہو گیا۔

احد نے مسکرانا چھوڑ کر فجر کی جانب دیکھا۔

تم ٹھیک ہو فجر؟؟؟"احد نارمل رہنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔۔کتنے دنوں کے بعد آج فجر یوں احد کے ساتھ" تھی۔۔

"ہاں الحمداللہ میں بلکل ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا؟"

...اور شکریہ میری بات کا بھرم رکھنے کے لیے

"تم آج بہت پیاری لگ رہی ہو،اس لباس کی وجہ سے"

احد نے فجر کے روکھے پن اور اس رویے کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے جواب دیا۔۔وہ اپنی نظریں ہٹا نہیں پا رہا تھا فجر پر سے۔۔۔

فجر کو ہما آنٹی کی وہ تمام باتیں یاد آتی جا رہی تھیں۔

"شکریہ۔۔۔"

وہ بس اتنا ہی بول پائی تھی اور کچھ کہتی بھی تو کیا تھا تو وہ اسکا محرم جس کے ساتھ وہ نکاح جیسے مقدس رشتے میں باندھ دی گئی تھی..

وہ پہلی بار اس کی تعریف کر رہا تھا۔مقدس رشتہ بھی پاکیزگی کے اوج کمال پر دیکھ کر تعریف کیے بنا نہ رہ سکا تھا۔۔۔

فجر کو اس کے ڈپارٹمنٹ میں چھوڑ کر احد جا چکا تھا۔

----------/9\----------

فجر کو وہ وقت یاد آ رہا تھا جس کی وجہ سے آج اسکی تعریف کی تھی احد نے۔احد تعریف کے معاملے میں کنجوسی کرتا تھا۔مگر آج یہ دو جملے بھی فجر کے لیے کسی انعام سے کم نہیں تھے۔۔۔

چند دن پہلے جب وہ ہما آنٹی کے ساتھ باتیں کر رہی تھی تب وہ کس قدر بجھی ہوئی تھی۔ بلکل ٹوٹی ہوئی سی لگ رہی تھی مگر آج ایسا نہیں تھا۔۔۔ فجر نے خدا کے انکار سے اس کی ناانصافی اور پھر اب اس کی تلاش میں کتنی ٹھوکریں کھائی تھیں۔۔۔۔ وہ سوچوں میں ڈوب گئی تھی۔۔۔

میری بیٹی کیا سوچ رہی ہے" ہما آنٹی نے کچن میں بیٹھی فجر کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ آج ہی تو صارم گیا تھا۔۔ فوجی" بنے کے لیے۔۔ فجر اسے کتنا ستا رہی تھی۔۔۔ یہ کہ کہ کر کے وہ انسان سے فوجی بنے لگا ہے۔۔۔

کچھ نہیں انٹی بس ویسے ہی آج کچھ دیر اکیلے بیٹھنے کو دل کر رہا تھا. صارم بھی تو چلا گیا ہے نا۔۔"

وہ افسردہ چہرے پے مردہ سی مسکراہٹ سجائے ہما انٹی کو دیکھنے لگی کسی کے لیے بھی سمجھنا مشکل تھا کے وہ صارم کی وجہ سے اداس یا اپنی تقدیر سے۔۔۔۔

"انٹی؟"

"جی بیٹا بولو۔۔"

.دوسری طرف خاموشی تھی

"فجر بیٹا کچھ پوچھنا ہے کیا یا کچھ شئر کرنا ہے تو کھل کے کرو۔۔۔"

انٹی اللہ اپنے بندے سے کتنا پیار کرتا ہے اور کیا وہ ہر کسی سے پیار کرتا ہے یا کچھ مخصوص لوگوں یا اپنے پسندیدہ بندوں" "سے؟؟؟؟؟

فجر کن سوچوں میں الجھی رہتی یو بیٹا۔ خدا پیار نہ کرے تو پیدا ہی کیوں کرے ؟؟اور سب سے پیار کرتا ہے۔ مگر کچھ بچے "
"ضدی ہوتے نا ایسے مخلوق میں کچھ لوگ ضدی ہو جاتے ہیں

ہما آنٹی کام کاج چھوڑ کر فجر کے پاس آ بیٹھی تھیں۔۔وہ فجر کی اداسی کو برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔۔۔اپنی بیٹی نہ ہونے کی وجہ سے وہ فجر کو بھی اتنا ہی عزیز سمجھتی تھیں۔۔۔

مگر شاہد وہ مجھ سے پیار نہیں کرتے مجھے اب یہ بات شدت سے محسوس ہوتی ہے پیار نہیں کرتے تب ہی مجھ سے میری "
سب سے پیاری چیز لے لی

"مجھ اللہ نے بے خبر رکھا ہمشیہ کیوں میں اپکی طرح صارم کی طرح باقی سب کی طرح اس سے قریب نہیں ہوں ؟؟؟

مایوسی نے فجر کو توڑ ڈالا تھا۔ خراب صحت نے ذہن کی الجھنوں میں اضافہ کر دیا تھا۔۔

*بعض اوقات ہم. جس چیز کی دل میں طلب کرت ہیں. وہ ہمیں فورن سے مل جاتی ہے اور بعض اوقات ہم بہت "
*زیادہ مانگنے پر بھی وہ چیز حاصل نہیں کر پاتے. اسی میں اللہ کی قدرت چھپی ہے. عقل والوں کیلیے نشانیاں ہیں.۔۔۔۔

"فجر قرآن پاک بھی تو یہ کہتا ہے۔۔۔اور کیسے کہ سکتی کے ہم لوگ قریب ہیں خدا کے ؟؟ "

آنٹی فجر کو کرینا چاہتی تھیں۔وہ اس مسلسل عزیت کا شکار نہیں دیکھ سکتی تھیں فجر کو۔۔۔

".اچھا چھوڑیں انٹی کوئی اور بات کرتے میں راضی ہوں ہر چیز پہ اب کوئی گلا نہیں کروں گی"

"فجر بیٹی ایک بات بتاو گی اپنی آنٹی کو؟"

"جی پوچھیں؟"

"تم اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کس قدر کرتی ہو؟جو کچھ اس نے بنا مانگے دیا اس پر تھینکس کتنی بار کرتی؟؟"

سوال کے اندر بہت سے سوالات تھے۔فجر کو جیسے کسی نے جھنجھوڑ ڈالا تھا۔۔۔

"انٹی انہوں نے ہمیں بنایا ہے یہ سب وہ سب کو دیتے یہ انکا فرض وہ خالق ہیں یہ انکا کام"

فجر جیسے خدا سے جنگ کرنے چلی تھی۔وہ اپنی زندگی کی محرومی کو جو بظاہر محرومی دیکھائی دے رہی تھی اسے اپنے لیے سزا سمجھ رہی تھی۔۔۔

فجر خالق نے مخلوق عبادت کے لیے پیدا کی ہے۔۔۔آپ جس ادارے میں کام کرتے وہ تنخواہ تب دیتے جب آپ"
"ایک ماہ کام کرتے ان کے پاس۔۔۔ایسا ہے نا بیٹا؟؟

ہما آنٹی کے چہرے پر سکون تھا۔

!!مگر وہ تو سب سے الگ نا"

انکو ہمارے کام کی کیا ضرورت۔۔؟؟؟

..انٹی آپ بھی ان کی سائیڈ لیتی ہیں کوئی مجھے نہیں سمجھتا نہ آپ لوگ نہ وہ

"انسان کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟؟اس اللہ کی عبادت۔نہ کے وہ ہماری خدمت کے لیے۔۔۔"

آنٹی نے ہاتھ کو پیار سے تھپک کر جواب دیا۔۔

"!!تو ہمارا خیال کس کو ہے ہماری کوئی خواہشات ہیں یا نہیں"

اب وہ بے دلی سے انٹی کی باتوں کے جواب دے رہی تھی کیونکہ اسکے لیے انٹی بھی ان لوگوں جیسی ہو گئ تھی جو اسکا دکھ نہیں سمجھ سکتی تھی بس سمجھا سکتی تھی۔۔

"ہمارا خیال رکھنے کے لیے ہمیں عقل و شعور دیا گیا ہے۔تم فل وقت مایوس ہو اس لیے ایسی باتیں کرتی ہو۔۔۔

آنٹی بھی کچھ الجھ سی گئی تھی۔۔۔

"ہوں مایوس نہیں ہوں کر دی گئی ہوں، اچھا میں چلتی ہوں اپنا بہت خیال رکھیے گا۔"

وہ انٹی سے پیار لیتے ہوئے اب اپنے گھر کے بجائے۔ پارک کی طرف جا رہی تھی۔۔

----------/9\----------

احد خوش تھا۔ اسکی خوشی کی دو بہت بڑی وجوہات تھیں۔ صبح سویرے فجر کا اسے یوں مسیج کرنا۔ اس سے بڑی خوشی کی بات کوئی دوسری نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ اس بات کو لے کر اتنا خوش تھا کے دن میں بابا نے خود سے ہی زرنش کے لیے کسی جاب کے ڈھونڈنے کے لیے کہ دیا تھا۔

وہ نہیں چاہتے تھے انکی بھتیجی کو ایسے گھر میں بند رہنے اور گھر میں اپنی چاچی کی باتیں سننے سے بچایا جا سکے۔۔

احد کمرے میں بیٹھا زرنش کا انتظار کر رہا تھا۔ اسکی نظر مسلسل دروازے پر ٹکی ہوئی تھی۔ ابھی انتظار کرتے کرتے پانچ منٹ ہی گزرے تھے کے زرنش کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

"زرنش بات سنیں"

جی احد بولیں "زرنش کچھ تلاش کر رہی تھی۔"

آپکو بچے پسند ہیں؟" سوال نے جیسے زرنش کو بجلی کا جھٹکا لگا دیا۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے احد کو دیکھنے لگی۔ ان دونوں" کے درمیان ایسی بات!!! زرنش کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں تھیں۔۔۔

کیا بچے؟؟"

"نہیں مجھے نہیں پسند تم کیوں پوچھ رہے ہو؟

زرنش کی آواز حلق میں اٹک سی گئی تھی۔

کیوں سے مطلب شادی کے بعد بچے ہی ہوتے نا"احد نے زرنش کی جانب دیکھا جس کا رنگ سفید ہوتا جا رہا تھا۔۔۔"

احد تم پاگل ہو گئے ہو کیا میں چچی کو بتاتی ہوں تم مجھ سے کیسی باتیں کر رہے ہو؟"زرنش کے ماتھے پر پسینہ آتا جا رہا تھا" ۔احد ان لمحات سے محظوظ ہو رہا تھا۔۔۔

"جی جی جائیں چاچی کو کیا کہیں گی؟؟؟انکے بیٹے کی شکایت کریں گی؟؟"

احد نے زرنش کو احساس دلایا کے وہ کس رشتے کے تحت گھر میں ہے اور اسکی چاچی سے ایسی بات کرنا ٹھیک بھی ہو گا کے نہیں۔۔

اچھا فضول باتوں کو چھوڑو اور مجھے بتاؤ نا جاب ڈھونڈی ہے کیا میرے لیے؟؟"زرنش کی آواز میں گھبراہٹ سے تھی۔۔"

تو اور کس لیے پوچھ رہا ہوں میں؟؟ حد کرتی ہو آپ بھی زرنش"احد نے اب اپنا انداز بدل لیا تھا۔۔وہ زرنش کو مزید تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا وہ ہنسی کو مشکل سے روک رہا تھا۔۔۔"

آپ کو کیا لگا تھا زرنش اف خدا!!!توبہ توبہ زرنش آپ بھی نا"احد اب صوفے پر لیٹا ہنس رہا تھا۔۔۔"

احد تم نے خود ہی تو۔۔۔"

"!تم مجھے تنگ کیوں کر رہے ہو بتاو

زرنش بچوں کی طرح روٹھتے ہوئے بولی۔دل کی بے ترتیب ہوتی دھڑکنیں جیسے واپس اپنی جگہ پر آتی جا رہی تھیں۔۔۔

احد کیا جواب دیتا۔وہ تو ہنس ہنس کر پاگل ہوا جا رہا تھا۔۔زرنش کا چہرہ گلاب کی طرح سرخ ہوتا جا رہا تھا۔وہ نہ جانے کیا سمجھ رہی تھی۔۔۔

مگر بات تو بلکل ہی الٹ نکلی تھی۔وہ سچ مچ گھبرائی ہوئی سی لگنے لگی تھی۔

جی زرنش جاب ہے مگر بہت چھوٹے بچوں کو پڑھانے کی۔آپ کر لیں گی نا؟؟"اب احد سنجیدہ ہو گیا تھا اور زرنش کو" دیکھ رہا تھا سوالیہ نگاہوں سے۔

اپنے آپ کو نارمل کرتے ہوئے وہ احد کو گھورنے لگی۔

بہت بہت بد تمیز ہو شرم تو آتی ہی نہیں ہے تمہیں"

میں جا رہی ہوں"۔۔۔۔

"ارے زرنش رکیں تو!! بات تو سن لیں میں کیا جواب دوں انکو؟؟ بچے پسند ہیں یا نہیں"

احد جو زرنش کے پیچھے تیزی سے بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔اور آواز بھی کافی بلند ہو رہی تھی اسکی۔۔۔

احد کمرے سے باہر نکل کر زرنش کے پیچھے تیزی سے سیڑھیاں اتر رہا تھا کے اسکی نظر امی کے پاس کھڑی فجر پر پڑی۔۔۔۔فجر سن چکی تھی۔۔۔

بات تو سن لیں میں کیا جواب دوں انکو؟؟ بچے پسند ہیں یا نہیں "

فجر نے احد کی جانب بے بسی سے دیکھا۔۔۔ جیسے کہہ رہی ہو۔۔ واہ احد صاحب!!! کیا خود اداکاری کرتے ہیں آپ۔۔۔

فجر جن پلیٹوں میں کھانا لائی تھی وہ واپس لیے بنا ہی واپس چلی گئی۔۔۔۔

"فجر بات سنو!!! رکو فجر بات سن لو پلیز ایک بار رک تو جاؤ۔۔۔ "

احد دیوانہ وار پیچھے بھاگ رہا تھا لیکن فجر اپنے گھر کی طرف دوڑتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

احد کے منہ سے ایسی بات سن کر فجر کا دل جیسے کسی نے مسل کے رکھ دیا تھا۔۔ آنسوؤں کا ایک گولا حلق میں اٹک کر رہ گیا تھا۔۔۔

گھر میں آتے ہی ماں نے برتنوں کے بارے میں پوچھا مگر فجر کوئی جواب دیے بغیر کمرے میں چلی گئی اور اپنے پیچھے دروازے کو بہت زور سے بند کر دیا۔۔۔۔

" دروازے کو زور سے بند کرتے ہوئے وہ اسی کے ساتھ نیچے بیٹھ گئی۔

! شاید میں بہت پاگل ہوں نہیں شاید نہیں یقیناً

ہاں مانتی ہوں کے پیار کرتی ہوں اس سے۔

مانتی ہوں مجھے لگنے لگا تھا کے وہ غلط نہیں ہے پھر مگر آج پھر ایک دفعہ میں دھوکے میں رہی۔۔۔

!!! کیوں اللہ جی

"میرے ساتھ اس پھر آپ نے وہی کیا میں شکوہ نہیں کر رہی مگر سیلف ریسپکٹ بھی کوئی چیز ہوتی ہے نا

فجر اپنا سر اپنے بازوؤں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔۔

دوسری جانب احد سر جھکائے اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا۔ماں اور بھابھی کی نگاہیں احد کو اپنے جسم میں داخل ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔وہ ہنسی مزاق میں اس قدر بول گیا تھا جس نے احد کی تمام محنت ضائع کر دی تھی۔۔

فجر کے بارے میں سوچ سوچ کر احد کا سر گھومنے لگا تھا۔۔۔زرنش وہاں موجود نہیں تھی۔۔شاید اسے ماں نے بہت سی باتیں سنائی ہوں گی۔۔یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔احد سر جھکائے کمرے میں داخل ہوا۔۔

اماں حیدر بھلے پھوپھی کا بیٹا ہے میری۔مگر میں ابھی پڑھ رہی ہوں شادی نہیں کر سکتی۔۔۔۔

زرنش خیالات میں ڈوبی ہوئی تھی۔شہر واپس آتے آتے زہن گزشتہ رات ہونے والی باتوں میں الجھا ہوا تھا۔

ماں نے رشتے کی بات کی تھی تو زرنش نے بنا کسی ہچکچاہٹ کے فوراً ہی انکار کر دیا تھا۔۔۔

انکار مگر کیوں؟؟کیا میں وجدان کے لیے سوچنے لگی ہوں؟؟میں نے انکار کیسے کر دیا۔۔۔

مگر بھلا میں اسکے بارے میں کیوں سوچوں گی۔۔

وہ تو اس نے ایویں ہی بولا ہو گا کے اسکو مجھ سے پیار ویار

زرنیش تو بھی پاگل ہے پیار بھی کوئی چیز ہے کیا بس وقتی اٹریکشن ہوتی اپنے اپکو جھڑکتے ہوئے وہ پھر سے موبائل دیکھنے لگی جس میں کسی میسج یا کال کے کوئی اثار نہیں تھے۔۔۔

پیار کرتا تو ایک بار فون تو کر دیتا۔۔ایسے پیار ہوتا ہے؟ بندہ خبر ہی نہ لے۔ابا کو میرا انکار برا لگا ہو گا نا؟؟زرنش کیا کرتی ہے کچھ بھی بول دیتی۔۔خود کلامی کرتے ہوئے زرنش سر سیٹ سے لگائے گاڑی سے باہر کے بدلتے ہوئے مناظر کو دیکھ رہی تھی۔

ایک ایک منظر بدلتے ہوئے یہ احساس دلا رہا تھا کے زندگی ایک سی نہیں رہتی۔ہر آنے والا وقت بدل دیتا ہے انسان کو۔۔ابا بھی سمجھ جائیں گے زرنش گھبراؤ مت۔۔۔زرنش کے لبوں پے مسکان آگئی تھی۔۔۔

انہی سوچوں میں گم زرنش گھر پہنچ چکی تھی۔لمبے سفر کی وجہ سے تھکاوٹ کا احساس بھی کچھ زیادہ ہی ہو رہا تھا۔

فریش ہو کر زرنش بیڈ میں آ کر لیٹی ہی تھی کے اس کا فون بجنے لگا۔تھکن کے مارے بلکل بھی دل نہیں تھا زرنش کا کال ریسیو کرنے کا۔

آنکھیں بند کیے ہوئے زرنش نے بنا نام اور نمبر دیکھے فون ریسیو کی اور تھکی تھکی آواز میں بولی،

جی کون ہے؟؟زرنش نہیں ہے گھر پر کل فون کیجئے گا"زرنش نہ جانے کیا کچھ بول رہی تھی۔۔"

چل اب بند کر میں سونے لگی ہوں رات میں بات کرتی ہوں ٹاٹا اپنی ہی دھن میں وہ کیا کچھ بول کے اب بیڈ پر آڑی ترچھی ہو کے لیٹ گئی اور کب اسکو نیند آگئی پتا بھی نہیں چلا۔۔۔

فون کی دوسری جانب موجود وجدان کا منہ حیرت کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔کیا چیز ہے یہ بھی۔حد ہے۔وجدان بربراتے ہوئے فون آف کر کے سو گیا۔۔۔

رات بارہ بجے کے قریب زرنش کو شدید پیاس لگی تو وہ پانی پینے کے لیے اٹھی۔موبائل کی روشنی میں پانی ڈال کر کمرے میں لے آئی۔ملک بھر میں لوڈشیڈنگ نے زندگی مشکل کر رکھی تھی۔۔

نیند کے درمیان آنے والے اس وقفے نے زرنش کا موڈ خراب کر دیا تھا۔۔زرنش نے فون کو اب غور سے دیکھا اوہ!!! وہ کال رات میں ثنا کی نہیں تھی۔۔یہ وجدان!!!!!ہائے اللہ جی۔۔۔۔

اب وہ نمبر کو غور سے دیکھ رہی تھی کے شاہد وہ نیند میں ثنا کو وجدان سمجھ رہی مگر غور سے آنکھیں کھولنے کے بعد بھی نمبر وہی تھا۔مگر وہ شاید ابھی تک حواسوں میں نہیں تھی تبھی تو وجدان کو غلطی سے کال کر دی تھی

ہائے اللہ یہ میں کیا کر رہی ہوں"جلدی سے کال کاٹتے ہوئے وہ دھڑکتے دل کے ساتھ کمرے کی طرف بڑھنے لگی"

"..!!!وجدان کیا سوچے گا کے میں پتا نہیں کیوں اسکو اس ٹائم کال کر رہی اللہ جی بچا لینا پلیز"

زرنش کی سانس پھول رہی تھی وہ جونہی کمرے میں داخل ہوئی ہاتھ میں موجود فون مچلنے لگا،وائبریشن کی وجہ سے۔ زرنش نے بنا دیکھے ہی کال پھر سے 'یس' کر دی تھی۔زرنش نے ادھ کھلی آنکھوں سے فون کو دیکھا۔کال چک چل رہی تھی۔۔

ہیلو زرنش؟؟آپ ٹھیک ہو نا؟آواز میں فکر مندی تھی۔۔"

نہیں۔۔۔"

"!!!مطلب مجھ سے غلطی سے نمبر مل گیا میں نے خود سے کال نہیں کی بائے

اضطراب کے مارے زرنش ناخن چبا رہی تھی اب

۔۔

زرنش!!!"وجدان کا جملہ ادھورا رہ گیا تھا۔فون بند ہو گیا تھا۔وجدان کو اس عجیب سی لڑکی کی اس حرکت پر غصہ بھی آرہا تھا۔۔بات نہ بھی کرو یوں ایک دم سے کال کاٹ دی۔۔۔وجدان کو ایسا کرنا برا لگا تھا۔

"...یہ میں کیا کر رہی ہوں عجیب فضول حرکتیں"

رونی ضرورت بناتے ہوئے وہ بیڈ پے بیٹھ گئی نیند تو کب سے اڑھ چکی تھی۔۔۔

فون پھر سے بج رہو تھا۔اب کی بار میسج آیا تھا۔سکرین چمک رہی تھی،وجدان کا نام دیکھائی دے رہا تھا۔

----------/10\----------

"آپ کو کیا پرابلم ہے؟جاگیر داروں کو اگر زمینیں مل گئی ہیں تو اب کیا آپ ان سے چھین لیں گے؟؟"

زرنش کی آنکھوں میں آلاؤ روشن تھا جیسے۔۔وہ وجدان کے ان انقلابی نعروں سے بہت تنگ آگئی تھی۔۔

پچھلے سات دن سے جب بھی زرنش بات کرنے کی کوشش کرتی تو وجدان مصروفیت کا کہہ کر کہیں نا کہیں چلا جاتا تھا۔

مسلسل احتجاج کرنے اور ریلیوں میں حصہ لینے کی وجہ سے وجدان کو ایک دو بار تھانے بھی جانا پڑا تھا۔۔۔

"زرنش ہم لوگوں کے حقوق چھین کر کیسے خوش رہ سکتے ہیں؟؟؟ پلیز سمجھو میری بات کو۔"

وجدان نے زرنش کو سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر وہ جانتا تھا یہ سمجھانا کسی کام کا نہیں۔۔۔

وجدان کون سے حقوق کیسے حقوق؟؟ وہ زمینیں انہوں نے پیسوں سے لی ہیں مفت میں نہیں لی اور آپ کیوں اپنا کریئر " "اپنی لائف خراب کرنا چاہتے ہیں۔ پتا نہیں کن کن لوگوں سے پنگا لے رہے ہیں آخر اپکو کیا مسلہ ہے اس سب سے؟؟

ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا!!!... زرنش میں یوں خاموش نہیں رہ سکتا۔ اور نہ تمہارے والد سے میری " لڑائی۔ میری تو اس نظام کے خلاف بغاوت ہے جو غریب کا حق کھاتے ہیں۔ جو ونی کرتے عورت کو۔ جو ستی کر کے گھر "بیٹھا دیتے

وجدان کے ہاتھ اس کے الفاظ کی تیزی سے ہل بھی رہے تھے۔۔

وجدان ٹھیک ہے میں۔ جانتی ہوں آپ لوگوں کے لیے کچھ کرنا چاہتے مگر اس سے کیا ہوگا جو آپ کر رہے کیا سب ٹھیک ہو جائے گا؟؟"

نہیں نا آپ اس طرح سے کچھ نہیں بدل سکتے ہاں مگر ہم لوگوں کی سوچ بدل سکتے"۔۔۔

زرنش جیسے ہار مان چکی تھی۔ وہ سامنے کھڑے وجدان کی شخصیت کے سحر میں جکڑی ہوئی تھی۔۔

ہم اکیلے تو نہیں۔ ہم شعور ہی دے رہے ہیں لوگوں کو۔ اور تم کیوں پرواہ کرتی میری۔۔ دو ماہ گزر گئے انتظار کر وا رہی ہو"

فائل اٹھا کر وجدان ہوسٹل کی جانب چل دیا۔ اس کی رفتار عام دنوں کی نسبت مدھم تھی۔۔

.... وجدان رکیں!!!"میری بات سنیئں وہ فوراً سے اٹھ کے اس کے پاس گئی تھی"

مجھے پرواہ ہے آپکی!!! بس اور پلیز یار ہمیشہ دوسروں کے لیے نہیں خود کے لیے بھی سوچو کل کو اگر کچھ اس سب میں تو کس کو پرواہ ہو گی۔ آپکی کسی کو بھی نہیں فرق اپکو اور آپکی فیملی کو ہو گا..."

خود کے لیے خود غرض سوچا کرتے ہیں۔تم کہاں ساتھ چک رہی میں بوائز ہوسٹل میں جارہاہوں۔۔"وجدان نے بنا" دیکھے ہی جواب دیا۔۔

تو کیاہوا میں بھی ادھر ہی چلی جاوں گی اپکو کیا ہے اب وہ اس کے سامنے آ کے الٹا چلنے لگی وجدان کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں۔۔۔

تم چلی جاؤ میں لڑکیوں کے ہاسٹل میں چلا جاتاہوں۔"وجدان نے چشمہ درست کرتے ہوئے جواب دیا۔۔"اور" ناراض نہیں ہوں بس آپ اپنا جواب دے دیں تاکہ آسانی ہو جائے"۔۔

کون سا جواب یہ بھی تو بتایئں؟؟"

"اور آپکو بہت شوق ہے نا لڑکیوں کے ہوسٹل جانے کا جائیں گنجے ہو کے آئیں گے۔۔

اب وہ انکھوں میں ناراضگی لیے اسے دیکھ رہی تھی جو سامنے موجود بلی کو شاید دیکھ رہا تھا۔۔

"!!!لو جی بھول بھی گئ؟؟میں نے گاؤں جانے سے پہلے پرپوز کیا تھا جناب کو۔اس کے بعد سے انتظار میں ہوں"

وجدان نے درخت کی شاخ کو تھام کر اسے جھلاتے ہوئے جواب دیا۔۔

"اچھا وہ اسکا جواب تو میں نے سوچا ہی نہیں اور آپ ابھی تک انتظار میں ہو؟؟"

سہی بہت بہتر۔" وجدان نے اتنا ہی کہا اور بوائز ہاسٹل کی جانب بڑھ گیا۔۔۔"

"وجدان سنیں نا ایک بہت امپورٹنٹ بات بتانیٔ ہے بس لاسٹ ہے سن لیں"

"جی زرنش بولیں"

وجدان دور جاتے جاتے پلٹ کر واپس آ گیا تھا۔زرنش کی بات سنے بغیر وہ کیسے جا سکتا تھا۔۔۔

مجھے نہیں پتا پیار کیا ہوتا ہے. کیسے ہوتا ہے کیسے کیا جاتا ہے. پر اب مجھے لگتا ہے کے مجھے آپ سے پیار ہو گیا"_
_"!!!!ہے

تیز تیز بولتے ہوئے وہ وجدان کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی اور وہ اسکو جس کی آنکھوں میں کوئی ڈر کوئی خوف نہیں تھا ....بس پیار تھا

زرنش کی جانب سے اقرار سن کر وجدان کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔وہ دم بخود رہ گیا تھا۔۔

زرنش کی آنکھوں میں ڈوب سا گیا تھا وجدان۔چند لمحے پہلے والا وجدان ایک دم سے پیار بھرا دل بن گیا تھا۔۔۔وہ بس مسکرائے جا رہا تھا۔۔۔

اچھااب نظر لگائیں گے کیا میں جاتی ہوں ویسے بھی آپ نے تو ہوسٹل جانا ہے نا" وہ چڑانے کو بولی۔۔۔"

"ارے ہاں یاد آیا!!!رات کو فون کروں گا سو مت جانا"

وجدان نے بھاگتے ہوئے ہاتھ لہراتے ہوئے جواب دیا۔وہ اسی رات کی یاد دلا گیا تھا جب زرنش نیند میں کال سن رہی تھی۔۔۔وجدان کا شرارتی انداز اور گہری مسکراہٹ۔۔۔۔۔

----------/10\----------

زرنش اور وجدان کے ڈپارٹمنٹ ویسے تو الگ الگ ہی تھے لیکن دونوں کسی نا کسی طرح ایک ہی کلاس میں کورسز لے لیتے تھے ایک ساتھ۔۔اب کی بار کلاس میں زرنش اور وجدان کے ساتھ زاہد اور ثنا نہیں تھے۔۔مگر انکی کمی کو پورا کرنے کے لیے نثار اور ثانیہ ضرور موجود تھے۔

ثانیہ جو وجدان کے گرد منڈلاتی رہتی تھی اس کی وجہ سے زرنش اور وجدان کے بیچ نوک جھونک لگی رہتی تھی۔جبکہ نثار کا معاملہ وجدان کے ساتھ تھا۔کلاس میں ڈپارٹمنٹ میں اور سب ہی جگہوں پر نثار کو وجدان کا حریف سمجھا جا رہا تھا۔

نثار نے زبان سے وجدان کے خلاف کچھ بھی نہیں کہا تھا۔مگر یہ سرد جنگ تھی۔یکطرفہ طور پر کی جانے والی لڑائی۔دل کا صاف ہونا اور دوسروں کی کامیابی کے لیے خوش ہونا بہت ضروری ہے۔حسد کی آگ انسان کو اندر سے دیمک کی طرح

چاٹ لیتی ہے۔ نثار کے دل میں حسد نہیں تھا اس کے دل و دماغ میں یہ باتیں ڈالی جا رہی تھیں۔ وجدان کو شکست دینا چاہے کسی بھی میدان میں ہو۔

ثانیہ جو وجدان سے توجہ چاہتی تھی وہ نثار کے ساتھ مل کر اب کچھ ایسا کرنا چاہتی تھی جس سے اس کی مخالف زرنش کو ٹھیس پہنچے۔ اندر ہی اندر آگ سلگ رہی تھی۔ ثانیہ نے باتوں باتوں میں زرنش کو اس بات کا احساس دلایا تھا کے وہ وجدان کے مزاج کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی۔ مگر زرنش نے ہر مرتبہ ان باتوں کو فضول خیالات کہ کر رد کر دیا تھا۔۔۔

مرد دام محبت میں گرفتار ہو کر بہت کچھ کر جاتا ہے۔ کچھ ایسا ہی جال بنا تھا ثانیہ نے نثار کے لیے۔

----------/10\----------

"وجدان سب ہی حق کھاتے ہیں دوسروں کا۔ اور یوں گھورنا بند کرو دفع ہو جاؤ"

سموسے کو بنا چٹنی کے کھاتے کھاتے زرنش تیز تیز بول رہی تھی۔

"کیوں ہوں دفع؟؟ بہت بولتی ہو یہ بال پکڑ کے کھینچے تو عقل ٹھکانے آجائے گی"

چائے کا آخری گھونٹ پیتے ہوئے وجدان نے آہستہ آواز سے کہا۔۔

ہاتھ لگاؤ میں نے بھی مار دینا ہے" چیچ کو لہراتے ہوئے زرنش نے وجدان سے نظریں ملائی تھی۔"

"مار کر دیکھو میں نے یہ اتنی لمبی سی گردن کو پکڑ کر ایک ہی جھٹکے میں توڑ دینا ہے"

وجدان بھی بچوں کی طرح لڑ رہا تھا۔۔

"ٹھیک ہے دیکھتے ہیں پھر کون کیا کرتا ہے"

زرنش نے سموسے کو ختم کر لیا تھا وہ بس نگلنے ہی والی تھی کہ اسکے منہ سے درد کے مارے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔۔

یہ وجدان تھا جو پاس سے گزرتے ہوئے زرنش کے پاؤں پر پاؤں رکھ گیا تھا۔۔۔

"!!!وجدان تم بہت ہی منحوس انسان ہو میرا پاوں توڑ دیا"

زرنش لنگڑاتی ہوئی پیچھے چلی آ رہی تھی وجدان کے۔جو بل پے کر کے تیزی سے کلاس لینے کے لیے جا رہا تھا اور پلٹ پلٹ کر زرنش کو تیز چلنے کا کہہ رہا تھا۔یہ جانتے ہوئے بھی کے وہ تیز نہیں چل سکے گی۔۔۔

"وجدان رکو ورنہ میں ہیں بیٹھ کے زور زور سے رونا شروع کر دوں گی۔"

منہ بسورتی زرنش نے وجدان کو جیسے دھمکی دی تھی۔۔ مگر دھمکی کے جواب میں وجدان نے دھماکہ خیز جواب دیا۔۔

"روتی رہو!! یہاں تمھارے وہ دیو ہیکل بھائی نہیں آئیں گے بچانے کے لیے۔ "

وجدان اکثر اب زرنش کو ایسی باتیں کر کے ستایا کرتا تھا۔ وہ اسے پنجابی فلموں کی ہیروئین کہتا تھا جس کی آواز کوسوں دور موجود بھائی سن لیا کرتے اور گھوڑے دوڑاتے پہنچ جاتے تھے۔۔۔ وجدان زرنش کو لینے کے لیے واپس لوٹ رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔

"نہ آتے نا کیوں آئے ہو جاو نا کلاس میں"

زرنش زمین پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"بس کیا کروں، بندہ ناچیز کے دل پر بھی قبضہ کر لیا ہے ایک جاگیر دارنی نے۔ کیسے انکار کر سکتا غلام حاضر ہے"

وجدان نے ہاتھ آگے کیا تا کے زرنش اس ہاتھ کو تھام کر کھڑی ہو جائے۔

"..ہاہاہا!!! بس بس تب ہی مارا ہے مجھے. پتا نہیں کیسا قبضہ کیا ہے میں نے خود ہی مار کھا رہی ہوں"

رونی سی صورت بنا کر زرنش نے جواب دیا اور وجدان کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھام کر کھڑی ہو گئی۔

بس بس کبھی کبھی غریبوں سے خطا ہو جاتی ہے نا۔" وجدان نے سر جھکا کر جواب دیا۔ زرنش وجدان کا بازو پکڑے اسی کے سہارے لنگڑاتے ہوئے کلاس لینے کے لیے جا رہی تھی۔۔۔

----------/10\----------

زندگی آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی۔ لمحہ لمحہ گذرتا جارہا تھا۔ وجدان اور زرنش کا تعلق مزید گہرا ہوتا چلا جارہا تھا۔ زندگی جو ہمیشہ بے رنگ سی دیکھائی دیا کرتی تھی وہ رنگوں سے بھری ہوئی لگنے لگی تھی۔۔۔ سب سے کٹ کر زندگی گزارنے والی زرنش نے لوگوں کی موجودگی میں خود کی پہچان بنالی تھی۔

خاموشی اور ایسا گہرا سکوت دلوں میں اکثر یہ خدشات پیدا کردیا کرتا ہے کے کچھ برا ہونے کو ہے۔ اس بات کو بعض لوگ وہم کہتے ہیں تو کچھ کے نزدیک یہ آگاہی ہے۔ زرنش کامیابیوں کے ساتھ ساتھ اس الجھن کا شکار ہوگئی تھی۔ وہ روزانہ وجدان سے اپنے اس خوف کا ذکر کرتی تھی۔ مگر وجدان ان باتوں کو وہم کہ کر رد کردیتا تھا۔

زرنش تم کیوں ایسی باتوں کو سوچ سوچ کر خود کو ہلکان کرتی ہو؟" وجدان زرنش کے قریب بیٹھ کر اسکی آنکھوں میں" خوف دیکھ رہا تھا۔ زرنش کو نہ جانے کس بات کا ڈر تھا۔ کوئی ایسی بات تھی جو وہ زبان تک لانے سے بھی ڈرتی تھی۔

بس وجدان کچھ ہو جائے گا۔ یہاں مت جاؤ وہاں نہ جاو۔ ایسے نہ کرو۔ جبکہ وجدان کو اپنی زندگی میں ایسا کچھ ہوتا دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ زرنش کی باتوں کو رد بھی نہیں کر سکتا تھا لیکن ہر بات مان کر اپنے کام کو چھوڑ بھی نہیں سکتا تھا۔

وجدان مجھے ان سیکیورٹی ہوتی ہے۔ تم اس رشتے کو نام کیوں نہیں دے لیتے؟" زرنش نے ہاتھ میں پہنی ہوئی اپنی امی" کی انگوٹھی کو انگلیوں میں گھمایا اور وجدان کی آنکھوں میں دیکھ کر سوال کیا۔ سوال کے لیے وجدان تیار تھا، اسے علم تھا یہ بات ہونے والی ہے۔

زرنش نام میں دینے کو تیار ہوں۔ ان پیپرز کے بعد میں اپنے گھر والوں کو تمھارے گھر لے کر آؤں گا!! میں وعدہ کرتا" ہوں" وجدان نے پر عزم انداز میں جواب دیا۔ اسکی آنکھوں کی چمک اس کی سچائی کی گواہی دے رہی تھی۔ زرنش کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل رہی تھی۔ وہ یہی سننا چاہتی تھی۔

پیار کرنا اور اسے ایک تعلق کہنا!!! لوگوں کی نظر میں افیئر چلانا ہو سکتا۔ زرنش اس بندھن کو نکاح کا نام دینے کے لیے بے تاب تھی۔ دیر وجدان بھی نہیں کرنا چاہتا تھا، مگر وہ پڑھائی کے دوران یہ سب نہیں کر سکتا تھا۔۔ آنے والی دو سے تین ماہ کی چھٹیوں میں وہ زرنش کو اپنا بنانے کے لیے گھر والوں کو تیار کر چکا تھا۔

وجدان کے ابا نے وجدان کو روکنے کی کوشش کی مگر اسکی ضد کے آگے ہار مان لی۔ سب کچھ ٹھیک تھا۔ بس امتحانات کے ختم ہونے کا انتظار باقی رہ گیا تھا۔

----------/10\----------

توبہ کتنے فلرٹ ہو صارم!" زرنش جو بہت دیر سے صارم کی باتیں سن رہی تھی آخر بول پڑی۔ صارم قریب آدھے گھنٹے سے کبھی فجر کے حسن کے قصیدے پڑھ رہا تھا تو کبھی زرنش کی آنکھوں اور مسکراہٹ کی تعریف کرنے لگتا تھا۔

آج گھر میں بس یہی سب تھے۔ باقی تمام لوگ زبیر بھائی کے رشتے کے لیے گئے ہوئے تھے۔ اس لیے ہی تو یہ محفل سجی ہوئی تھی۔۔

فجر کی بات سن کر صارم نے جھٹ سے کسی اداکار کے جیسے اپنے چہرے پر افسردگی کے تاثرات لاتے ہوئے زرنش کی جانب دیکھا۔

"!!! زرنش جی جذبات کی قدر کریں میرے۔ ایسے معصوم دل کو مت توڑیں پلیز"

وجدان اب کسی فلمی ہیرو کی طرح ڈائلاگ بول رہا تھا۔ جبکہ احد اس سب کو موبائل فون کے کیمرے کی مدد سے ریکارڈ کر رہا تھا۔

اسکول بوائے ہو کے یونیورسٹی والوں کو بھی پیچھے چھوڑ رہے ہو تم تو" فجر اپنے آپ کو کیمرے کے سامنے لانے سے بچنے کے لیے ہاتھ آگے کر رہی تھی۔

چھٹی کے دن بالوں میں تیل لگائے ہوئے زرنش کام کرنے والی ماسی جیسی لگ رہی تھی۔۔۔

" اوئے ہوئے۔۔۔یونیورسٹی میں فلرٹ!!!۔۔۔"

تینوں ایک ساتھ بول اٹھے۔زرنش نے شرم کے مارے اپنا چہرہ ہاتھوں کے پیچھے چھپالیا تھا۔۔۔وہ بار بار ویڈیو بند کرنے کا کہہ رہی تھی، لیکن یہ تین بہادر کسی بھی طرح سے اس موقع کو ہاتھوں سے جانے نہیں دے رہے تھے۔زرنش نے امداد طلب نظروں سے فجر کی طرف دیکھا لیکن اس بات میں فجر بھی اپنے دوستوں کی طرف داری کر رہی تھی۔

سب کا مطالبہ تھا کے وہ اس راز سے پردہ اٹھادے اور یہ فلرٹ والا قصہ بیان کر دے۔لیکن فجر اس بات سے مسلسل انکا کر رہی تھی۔اس کے چہرے کی سرخی انکار کے ساتھ میل نہیں کھا رہی تھیں۔

زرنش نے بے بسی سے صارم کو دیکھا جو کسی بالی ووڈ کے ناکام عاشق کی طرح شرابی بنے کی نہایت عمدہ ایکٹنگ کر رہا تھا۔۔۔تبھی باہر دروازے پر گاڑی کے ہارن کی آواز سنائی دی۔۔فجر ان سب کو چھوڑ کر دروازے کی جانب بڑھی۔

گاؤں سے زرنش کے ابا اور اماں اس سے ملنے کے لیے آئے تھے۔۔ان کے اندر داخل ہوتے ہی سب ایسے سر جھکائے کھڑے ہو گئے تھے۔تایا جی کا رعب صرف احد پر ہی نہیں اسکے دوستوں پر بھی اسی قدر تھا۔

----------/10\----------

اتنا دیر سے جواب؟ مر گئی تھی کیا؟" وجدان نے کال ریسیو ہوتے ہی بولنا شروع کر دیا۔وہ آدھے گھنٹے سے مسلسل" زرنش کو فون ملانے کی کوشش کر رہا تھا۔لیکن دوسری جانب سے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔

اسی لیے کال ملتے ہی وجدان نے بنا کسی انتظار کے بولنا شروع کر دیا تھا۔

"میں گاڑی میں سو گئی تھی"

زرنش کی جانب سے تھکی تھکی سی آواز سنائی دی۔

اس جواب کو سن کر وجدان خود بھی وجد میں آ گیا ہو جیسے۔ وہ دو دنوں سے زرنش سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن زرنش کبھی گھر میں مہمان آنے کا کہ کر فون بند کر دیتی تو رات میں تھکن کی وجہ سے۔ یونیورسٹی میں لگاتار کلاسس سے وقت نہ ملتا تو شام دیر تک رکنا ابا کی وجہ سے ممکن نہیں تھا۔

"ویسے زرنش تمہارے ابا ہٹلر کے خاندان سے ہیں کیا؟"

وجدان جو زرنش کو ستانے کے موڈ میں تھا آہستہ سے بولا۔

"تمہارے ہوں گے ! ! تمیز سے بات کیا کرو تمھارے ہونے والے سسر ہیں ! ! اور بند کرو یہ کال سمجھے نا"

زرنش نے آواز دبانے کی ہر ممکنہ کوشش کی۔۔

سسر جی نے مجھے دیکھتے ہی باہر نکال دینا ہے۔ جیسے ڈراموں میں وڈیرے ہوتے ہیں" وجدان کی آواز بہت رعب دار تھی مگر اس وقت وہ اداکاری کر رہا تھا اور خوفزدہ سی آواز نکال رہا تھا۔۔

چپ کرو وجدان ! ! ! ہمیشہ الٹی بات کرتے ہو۔ اچھا سوچو اچھا ہو گا۔" بیڈ پر کتابوں کو ترتیب سے رکھتے ہوئے زرنش نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔۔۔

اچھا جی تو اچھا یہ کے کل ہم کہیں کافی پینے چل رہے ہیں اور یہ اچھا اچھا ہو بھی جائے گا۔" وجدان نے مطلب کی طرف آتے ہوئے کہا۔۔

"نہیں میرا موڈ نہیں ہے، ثانیہ کے ساتھ چلے جانا"

زرنش نے ہنسی کو روکنے کی کوشش کی۔۔وہ منہ پہ ہاتھ رکھے ہنس رہی تھی۔۔۔

"زرنش بس کر دو میں پہلے ہی بہت تنگ ہوں اس سے۔۔"

وجدان کو سچ مچ غصہ آنے لگا تھا۔

"بس بس دل میں لڈو پھوٹ رہے ہیں۔۔اور آپ تنگ ہو؟؟ سو توپوں کی سلامی پیش کی جاتی ہے وجدان صاحب۔۔"

زرنش کھڑکی سے باہر احد اور صارم کو اپنے کمرے کی جانب بڑھتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

". اچھا اب میں جاوں اگر آپکی اجازت ہو تو وہ دونوں پٹاخے آئی مین اپکے چھوٹے سالے ادھر آ رہے ہیں"

زرنش نے فون بند کرتے ہوئے کہا۔

"ابے یار یہ دونوں یہیں گھومتے رہتے ہیں کیا؟ اور تم گھر میں نہیں کسی جیل میں رہتی ہو جیسے۔۔"

وجدان نے روٹھتے ہوئے کہا اور فون بند کر دی۔۔۔

"زرنش یہ موبائل تو دیں زرا مجھے، کس سے بات کر رہی تھیں آپ؟؟"

احد کمرے میں داخل ہوتے ہی ایسے بولا جیسے حکم دے رہا ہو۔

"گھورنا بند کریں، تلاشی لینے آئے ہیں۔"

صارم پولیس والوں کے انداز میں بولا۔ وہ دونوں سنجیدہ لگ رہے تھے۔۔

لو دیکھ لو کیا دیکھنا ہے؟؟ شکل پے معصومیت سجائے انکو اپنا موبائل چیک کروا رہی تھی جہاں وجدان کی کسی کال میسج کا" .... کوئی نشان ہی نہیں تھا اور اگر کوئی چیٹ تھی بھی تو وہ وجو کے نام سے سیو تھی اب بھلا کون پاگل سمجھتا

دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ وہ اپنے پلان میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اور یوں قہقہے لگا کر ہنسے کے ان کی آواز نیچے تک صاف سنائی دے رہی تھی۔۔ وہ ایسے ہی جانے کب تک زرنش کا مزاق بناتے رہتے مگر اس سلسلے کو رکنا پڑ گیا جب فرید صاحب کی گرجدار آواز سنائی دی۔

جس میں احد کی اچھی خاصی عزت افزائی کی گئی تھی۔ دونوں لڑکے اب کے بت بن چکے تھے اور زرنش انہیں دیکھ کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔۔

----------/10\----------

امتحانات کے اختتام کے بعد زرنش گاؤں واپس جا رہی تھی۔ وقت کتنی جلدی گزر گیا تھا۔ ابھی کل ہی کی تو بات تھی جب وہ گاؤں سے شہر پڑھنے کے لیے آئی تھی۔ اور اب بس ایک سیمسٹر کی بات تھی۔ زندگی نے کتنا بدل جانا تھا۔ ایک اجنبی

For more visit (exponovels.com)

شخص جسے زرنش جانتی تک نہیں تھی۔اس کے ساتھ شادی کر کے وہ عمر بھر کے لیے یہیں کی ہو کر رہ جانے والی تھی۔ جو کبھی کچھ نہیں تھا، وہ چند ماہ میں سب کچھ ہونے والا تھا۔

زرنش کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔وہ اپنی خوشی کو اپنے دل میں رکھنے پر مجبور تھی۔وقت سے پہلے کسی سے ایسے اپنا راز بیان کرنا خطرناک ہو سکتا تھا یہ بات زرنش اچھے سے جانتی تھی۔اپنی امی سے بھی وہ اس بات جو شیئر نہیں کر سکتی تھی۔جبکہ ماں بیٹی کے درمیان اچھی خاصی دوستی تھی۔

ابا کے سخت مزاجی نے جہاں زرنش کو دوستیں بنانے سے روکے رکھا وہیں اماں کو بھی بیٹی کے علاوہ کم ہی موقع ملتا تھا کسی سے دکھ سکھ بانٹنے کا۔ماں بیٹی نے دکھ سکھ آپس میں ہی بانٹ لیے تھے۔

گاڑی میں بابا کی موجودگی کے باعث زرنش کو وجدان کی بار بار آنے والی کال کاٹنا پڑ رہی تھی۔بابا سے نظر بچا کر وہ میسج پر بات کر رہی تھی، ایسا کرنا مجبوری تھی۔

بابا کا سخت مزاج زرنش کو خوفزدہ ہو کر جینے پر مجبور کرتا تھا۔سفر لمبا تھا اور سورج بھی گاڑی کے ساتھ ساتھ چلا جا رہا تھا۔ زرنش جو میسج کرنے میں اس قدر کھوئی ہوئی تھی کے اسے اپنے سر میں وجدان کی آواز گونجتی ہوئی سنائی دے رہی تھی۔ پیار میں اکثر محسوس ہونے لگتا ہے۔لکھے ہوئے الفاظ اپنے پیاروں کی آواز میں گونجتے سنائی دیتے ہیں۔

آنے والے دنوں کے لیے بہت سے پلان تھے جنہیں وجدان سے شیئر کرنے کے لیے زرنش بے قرار ہو رہی تھی۔آج وجدان کہیں انٹرویو کے لیے بھی جانے والا تھا۔کسی پرائیویٹ کمپنی میں۔زرنش انڈ گورنگ کی شرٹ پہن کر جانے کو کہ رہی تھی تو وجدان ہلکی نیلی شرٹ پہننے کی ضد کر رہا تھا۔اس بات پر الجھتے ہوئے آخر تنگ آ کر زرنش نے وہی بات کہی جو وہ وجدان کو ستانے کے لیے کہا کرتی تھی۔

"جاوثانیہ سے پوچھ لو!!!!۔"

فون کی بیٹری ختم ہو رہی تھی۔زرنش نے فون بند کرنے سے پہلے وجدان کو گڈ لک بول کر ایک میسج کر کے فون بند کر دیا،

تو ملے نہ ملے یہ مقدر کی بات ہے"

"سکون بہت ملتا ھے تجھے اپنا سوچ کر

زرنش جاب لیٹر تو آ گیا ہے۔ مگر پتہ نہیں امی اس سب سے خوش بھی ہوں گی ہے نہیں؟؟ وہ تو سندس بھابھی کے "
"نوکری کرنے کے خلاف ہیں۔

جوائننگ لیٹر زرنش کو دیتے ہوئے احد نے زرنش کی جانب دیکھا وہ بہت تھکا ہوا دیکھائی دے رہا تھا۔

ہاں یہ بھی ہے تو تم بتاو نا میں کیا کروں اسطرح گھر میں رہنے سے چچی اور غصہ ہوتی ہیں جب جب مجھے دیکھتی ہیں انکو"
". تمہارے ساتھ جو کچھ ہوا اسکی ذمدار میں لگتی ہوں یہ اچھا نہیں ہے کیا کے میں کچھ دیر انکی نظر سے دور رہوں

زرنش نے لیٹر کو تھام لیا تھا۔

سوچ لیں اچھی طرح سے۔اور امی کا تو موڈ بس فجر کو سوچ سوچ کے ایسا ہونے لگا ہے۔ویسے بچے تو پسند ہیں نا؟

احد میں کیا کروں اور بچوں کو میں سنبھال لوں گی وہ کوئی مسلہ نہیں ہے۔۔"

"اب تم مجھے بتاو نا میں کیا کروں؟؟

.چہرے پے ٹینشن واضح تھی اب وہ آنکھوں میں سوال لیے احد سے جواب سننے کے لیے بے تاب تھی

آپ نے صارم سے پوچھا؟ وہ کیا مشورہ دے رہا ہے "احد نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔"

"احد تم سیریس ہو گے یا نہیں بتاو مجھے میں جا رہی ہوں جب بتانا ہوا تو بتا دینا دفع ہو جاو"

پرابلم کیا ہے آپکی؟؟ وہ ایک اچھا مشورہ دے سکتا ہے اس میں اتنا غصہ ہونے کی کون سی بات ہے "احد جو پہلے ہی تھکن" کی وجہ سے چڑچڑا ہوا تھا زرنش کی بات سن کر پھٹ پڑا اور فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔۔

احد پانچ منٹ میں ہی باہر آ گیا تھا۔۔"اچھا سنو ناراض ہو گئے ہو کیا؟" دروازے سے منہ نکالے وہ سامنے سر ہاتھوں میں دیئے احد کو دیکھ کے چونکی

"اوئے اچھا سوری یار میں تمہیں تنگ کر رہی ہوں اچھا بتاو چائے پیو گے؟"

احد نے ہنسی روکتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"بس کام کروالو مجھ سے غصہ بھی مجھے ہی دیکھاتے ہو راضی بھی میں ہی کروں ناٹ فئیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

دروازے میں کھڑی زرنش احد کو منانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

"نہ تو میں دوسری لے آتا ہوں نا، ویسے بھی دو دو ہیں"

احد نے امی کو آتے ہوئے دیکھ کر زرنش کو جواب دیا۔

"ہاں ہاں تیسری بھی لے انا ہو ہی بد تمیز اواز آہستہ رکھتے ہوئے زرنیش نے جواب دیا"

وہ اب تک چچی کے آنے سے بے خبر تھی اور بولے چلی جا رہی تھی۔۔۔

احد سے پہلے احد کی امی بول پڑیں،

یہ سامنے والا کمرہ کیوں کھلا ہوا ہے احد؟ یہ تو مہمانوں کے لیے ہے نا؟"احد کی امی نے باری باری زرنش اور احد کی" جانب دیکھا۔

For more visit (exponovels.com)

امی میں نے کہا تھا کے پڑھائی ختم ہونے تک میں یہ سب نہیں کر سکتا۔ میرے کمرے میں ہوئی اور رہے مجھے اچھا نہیں لگتا" احد نے سر جھکائے ہوئے جواب دیا۔ زرنش بے چینی سے اپنے ہاتھوں میں دوپٹہ مسل رہی تھی۔۔ وہ بھی گھبرائی ہوئی دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔

". وہ چچی میں اس کمرے میں ہوں"

زرنیش نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا مگر چچی کے چہرے کے تاثرات تو کچھ اور ہی تھے۔۔

نکاح کرتے ہوئے، اور بیوی ساتھ لاتے ہوئے اچھا لگنا نہ لگنا یاد نہیں رہا تھا؟؟ خیر اب چلو ہما آنٹی بلا رہی ہیں" "تمہیں۔۔

احد کی امی نے زرنش کی بات کا جواب دینا بھی مناسب نہیں سمجھا اور واپس چلی گئیں۔۔

آنسوں کی بے بسی تھی یا اسکی جور کنے کا نام نہیں لے رہے تھے اور وہ روکنے کی کوشیش نہیں کر رہی تھی۔

احد زرنش کو چھوڑ کر چپ چاپ امی کے ساتھ چل دیا۔۔۔

----------/11\----------

ہما آنٹی کے پاس فجر بیٹھی ان سے باتیں کر رہی تھی۔ وہ دونوں کچن میں موجود تھیں اور چائے پی رہی تھیں جب احد اور اسکی امی کچن میں داخل ہوئے۔ احد ہما آنٹی کی جانب بڑھا، انہوں نے احد کی کمر پر تھپکی دی اور پاس بیٹھنے کو کہا۔ احد کے

بیٹھتے ہی فجر اٹھ کھڑی ہوئی۔

کہاں جا رہی ہو فجر؟"احد کی امی نے یوں فجر کو اٹھتے ہوئے دیکھا تو پوچھے بنا نہ رہ سکیں۔ہما آنٹی بھی سوالیہ نظروں سے" فجر کو دیکھ رہی تھیں۔ایک احد ہی تھا جس نے سر جھکا رکھا تھا۔

آنٹی وہ آپ لوگوں کے لیے چائے ڈال لاؤں کپ میں!!"فجر نے آہستہ سے کہا اور چائے ڈالنے کے لیے چلی گئی۔"

چائے کے ذکر پر احد جوزرنش کی بات یاد آ گئی۔وہ بھی تو چائے لینے ہی جا رہی تھی۔چائے سے آنسوں تک سفر پل بھر میں تہہ ہو گیا تھا۔

فجر تم آج یونیورسٹی نہیں گئی؟"چائے کی چسکی لے کر احد نے سوال کیا۔۔۔"

میں کوئز کی تیاری کر رہی ہوں احد تنگ مت کرو"فجر منہ بناتے ہوئے بولی۔"

چائے کی میز پر تیاری؟"احد نے شرارت کی۔"

افف احد میں گھر ہی جا رہی تھی۔"فجر نے کتابیں اٹھائی اور چل پڑی۔"

تمہارے سر کا درد کیسا ہے اب؟"احد تیز تیز چل رہا تھا فجر کے ساتھ۔"

بہتر ہے زرا"فجر نے لاپرواہی سے جواب دیا۔۔"

احد فجر کے ساتھ اسکے گھر کی جانب چلا جا رہا تھا۔وہ جلدی جلدی میں ہما آنٹی کے گھر سے چائے کا کپ بھی لے آیا تھا۔۔

وہ تیز تیز چلتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوئے تو سامنے سے عامر آتا دیکھائی دیا۔کانوں میں ہینڈ فری لگائے ہوئے عامر اپنی ہی دھن میں مگن چلا جا رہا تھا۔احد نے آگے بڑھ کر چائے کا خالی کپ عامر کے ہاتھوں میں تھما کر احد جلدی جلدی فجر کے پیچھے بھاگا۔

اس ورلڈ کپ کا میں کیا کروں؟"عامر کے ہاتھوں سے کپ گرتے گرتے بچا تھا۔وہ الجھ کر احد کو دیکھنے لگا۔احد نے" چلتے چلتے اشارے سے بتایا کے آنٹی کے گھر کپ دے آنا۔اور خود تیز تیز بولتا ہوا فجر کے ساتھ اندر چلا گیا۔گھر کے اندر آتے ہی فجر نے گھورتے ہوئے احد کو دیکھا۔

چلیں شاباش اب آپ جائیں!!!گھر پر کوئی نہیں ہے اور اکیلے میں ہم نہیں مل سکتے "فجر نے تحکمانہ انداز میں کہا۔اور" سیڑھیوں کے ذریعے اوپر جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔

میں تم سے آپ اور یوں گھر سے کیوں نکال رہی ہو؟"احد نے فجر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جواب دیا۔یہ جواب خود" بھی سوال تھا۔

کیوں کے آپکے گھر میں آپکی بیوی انتظار کر رہی ہو گی۔اور یوں ہمارا اکیلے میں ملنا نہ مذہب اجازت دیتا اور نہ آپکی بیوی کو" اچھا لگے گا۔"فجر نے دوٹوک انداز میں جواب دیا۔

وہ تو تم بھی ہو!! چلو کوئی بات نہیں میں چلا جاتا ہوں"۔۔۔احد نے کندھے اچکائے۔وہ جلدی سے باہر کی جانب چل" دیا۔

فجر احد کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔وہ کتنا بدل گیا تھا۔بات بات پر غصہ کرنے اور فجر کو کبھی بھی اکیلے چھوڑ کر نہ جانے والا احد آج ایک ہی بار کے کہنے پر چپ چاپ واپس جا رہا تھا۔فجر کا دل چاہا وہ احد کو آواز دے کر روک لے۔۔۔۔

فجر سر جھٹک کر کمرے میں چلی آئی۔کتابوں کو بیڈ پر رکھ کر کھڑکی سے پردہ ہٹاتے ہوئے فجر کو موبائل فون کی ٹیون سنائی دی۔ مسیج احد کے نمبر سے آیا تھا۔فجر نے فون اٹھایا اور مسیج اوپن کر کے کھڑکی میں آ کھڑی ہوئی۔

""محترمہ مذہب بیوی سے ملنے سے نہیں روکتا!!! میں واپس چلا آیا کے تم پڑھ سکو،سنا آپ نے مسز احد""

فجر کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔وہ شرما گئی تھی۔اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود یہ بات فجر کے لیے ایک عجیب سا احساس لائی تھا۔

اچھا میں سمجھی شاید تم بھول گئے ہو کے زرنیش کے علاوہ بھی تم سے کسی کا کوئی رشتہ ہے!!"بہت دیر کے بعد فجر نے" جواب دیا۔۔

بھولا نہیں ہوں۔وقت ایسا چل رہا ہے کے سب الجھ سا گیا ہے۔اور تم مجھے صفائی پیش کرنے ہی کب دیتی ہو۔"احد نے" فوراً سے جواب دیا۔۔

"اچھا تو صفائی پیش کرنی ہے؟کیسی صفائی؟اور کون سی صفائی؟"

فجر کے چہرے پے کتنے رنگ ایک ساتھ آئے اور گئے تھے۔اعتبار ٹوٹنے کے۔محبت کے اور ٹھوکر لگنے کے رنگ۔

سب

دوسری طرف خاموشی محسوس کرتے ہوئے اس نے اپنی بات جاری رکھی۔

"احد تم نے مجھے جو بتانا ہے جو کچھ بھی کہنا ہے کل یونیورسٹی کے بعد ملنے پے بتا دینا۔"

ٹھیک ہے، کل تو نہیں ہفتے کے دن میں اور صارم آئیں گے لینے کے لیے اس کے سامنے ہی بات ہو گئ۔تم پڑھائی کر لو" فجر "احد کسی کام سے باہر جا رہا تھا۔اس نے بات یہیں ختم کر دی۔

----------/11\----------

زرنش کیسا رہا آپ کا پہلا دن جاب پر؟"احد نے کمرے میں داخل ہوتے ہی سوال کیا۔"

زرنش جو نہ جانے کن خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"اچھا گزر گیا"

"موڈ سے اچھا تو نہیں لگ رہا دن آپکا۔اور صارم آرہا ہے رات میں۔بتایا اس نے آپ کو؟؟"

احد مسلسل زرنش کو دیکھ رہا تھا اسکے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔

نہیں یار بس تھک گئی آج،"

"اور صارم کب اور اتنی جلدی آرہا۔۔

خوشی کے ساتھ حیرانگی بھی تھی۔۔

"بس نائٹ پاس کے لیے۔آج جمعہ ہے اتوار کو چلا جائے گا۔ چلیں گی لینے اسے سٹیشن سے۔ریل گاڑی میں آئے گا۔۔"

احد جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔

پاگل ہو پورے کے پورے تم بھلا میں کیسے جا سکتی ہوں اور میں مل لوں گی نا جب وہ آئے گا تم اور فجر جا کے لے انا"
!!! سمجھے

For more visit (exponovels.com)

اور تم نے مجھ سے جو دوسرا وعدہ کیا تھا وہ بھی جلد پورا کر وٹوٹے ہوئے اعتبار کا بوجھ اٹھانا بہت مشکل ہوتا ہے احد خاص طور پے ایک لڑکی کے لیے جو حقیقت ہے۔

سب بتا دو اسکو بہت برداشت کر لیا اس نے اب اور امتحان نا لو" بنار کے زرنش نے احد کو کہا۔ جو سر جھکائے موبائل فون میں گم تھا۔۔۔

ہاں میں بتانے کی کوشیش کروں گا، اگر اس نے بات سن لی میری" احد تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا کمرے سے۔"

یا اللہ میں کبھی بھی اپنی ذات کی وجہ سے کسی کو دکھ نہیں دینا چاہتی لیکن یہ کیا ہو رہا ہے تو سب بہتر جانتا ہے اور بہتر " کرنے والا ہے بس اب سب ٹھیک کر دے" زرنش کی آنکھوں سے بے بسی کے آنسوؤں بہتے چلے جا رہے تھے۔

احد جو کچھ دیر پہلے باہر گیا تھا کسی کام کے لیے پھر سے واپس لوٹ آیا تھا۔

"آپ کیوں رو رہی ہیں؟ بچوں کی طرح؟؟ بولا تو تھا آجائیں لینے چلتے ہیں صارم کو"

احد جو دوست کے آنے کی خبر سن کر آج مزاق کے موڈ میں تھا۔ گاڑی کی چابی تلاش کرتے ہوئے بولا۔۔

میں کب رو رہی ہوں" غصہ سے زرنش نے احد کو دیکھا۔ احد کی حرکتیں ہی ایسی تھی۔"

ہیں!!! نہیں رو رہی؟؟ اچھا وہ شکل وہ میں" احد تیزی سے باہر کی جانب لپکا۔ اس نے زرنش کو تکیہ اٹھاتے دیکھ لیا" تھا۔ وہ زرنش کو ہنستا چھوڑ کر باہر نکل آیا۔۔

گاڑی لے کر وہ فجر کے گھر کے باہر پہنچا ہی تھا کے فجر گھر سے باہر آتی ہوئی دیکھائی دی۔ وہ صارم کے گھر ہی جا رہی تھی، احد کو دیکھتے ہی رک گئی۔

چلو چلیں!!!"احد نے فجر کو رکتے دیکھ کر کہا۔"

کہاں"فجر احد کے یوں چلنے کی بات سن کر ٹھٹکی۔"

صارم کو لینے"احد لطف اندوز ہو رہا تھا فجر کے چہرے کے تاثرات کو دیکھتے ہوئے۔"

صارم کہاں؟ وہ آ رہا ہے؟"صارم کا سنتے ہی فجر کا موڈ ایک دم سے بہتر ہو گیا۔و"

ہاں نا وہی تو آ رہا ہے میں لینے جا رہا ہوں تم چلو ساتھ"احد پوچھنے کے بجائے جیسے حکم دے رہا تھا۔ وہ اپنی دوست کو تو" حکم دے ہی سکتا تھا۔

میں گھر بتا کر آتی ہوں پھر چلتے ہیں"فجر تیزی سے پلٹ کر گھر کے اندر چلی گئی۔"

For more visit (exponovels.com)

صارم کے آنے کے بعد زرنش صارم اور احد کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

"تم لوگ بتاؤ گے بھی یا یونہی میرا ابھی وقت برباد کرتے رہو گے؟" زرنش جو کلاس روم کو ڈیکوریٹ کرنے کے لیے پھول اور ایسی دوسری تصاویر بنا بنا کر انہیں تراش رہی تھی تنگ آ کر احد اور صارم کو دیکھتے ہوئے بولی۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے لیکن ان دونوں کی اپنی باتیں ہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔

"زرنش ان کی ہی باتیں سنیں گی میرے سے بھی تو سوال جواب کریں نا"

صارم صوفے پر الٹا لیٹا اب زرنش کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ دونوں پچھلے آدھے گھنٹے سے زرنش کو روکے بیٹھے تھے کے احد اور فجر کے نکاح کے بارے میں بتائیں گے۔ مگر پھر اپنی باتوں میں لگ جاتے۔

!!! صارم کی طرف گھور کے دیکھ کر زرنیش نے پھر اپنی بات دوہرائی

بتاو ناسب کیسے ہو گیا تم لوگوں نے کیا کیا کیا" زرنش جاننے کے لیے بیتاب ہو رہی تھی۔"

ہم نے ڈانس کیا!! کر کے دیکھاؤں؟؟" صارم جھٹ سے اٹھ بیٹھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی وہ شرارت کے موڈ میں تھا۔ احد بھی اسی کی سائیڈ لے رہا تھا۔

بہت شوق ہے نہ ڈانس کرنے کا اب تو کر کے دیکھاؤ شاباش جلدی کرو" پیپر پین کو ایک سائیڈ رکھ کر زرنش بھی" سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"افف آپ کہیں اور میں انکار کر دوں؟؟ایسا ہو سکتا ہے کیا؟؟"

صارم نے زرنش کی جانب دیکھا اور دوسرے ہی لمحے وہ اسی انداز سے بولا،

"بلکل ہو سکتا ہے...اور یہ کہانی سن کر کیا کریں گی"

صارم زرنش کے پاس رکھی پلیٹ میں سے چپس اٹھا کر کھانے لگا۔۔

ہمت کرو اور سٹارٹ ہو جاو میں گانا لگاتی ہوں تمہاری پسند کا"زرنش کے چہرے پر ہنسی کھل رہی تھی۔وہ صارم کی" باتیں سن کر بہت اچھا محسوس کر رہی تھی۔

سٹارٹ ہو جاؤ میں کوئی گاڑی ہوں؟احد سنائے گا اپنی کہانی آپ بھاگ کر دو کپ کافی بنا لائیں"صارم ٹانگ پر ٹانگ" رکھ کر صوفہ پہ بیٹھ کر جیسے حکم دے رہا تھا۔

رات یوں دل میں تری کھوئی ہوئی یاد آئی")

جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آجائے

جیسے صحراؤں میں ہولے سے چلے بادِ نسیم

" جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آجائے

احد نے مسکراتے ہوئے میسج فجر کو سینڈ کیا اور اگلے ہی پل صارم کی بات سن کر اتنے زور سے ہنسا۔۔۔۔کے اسکی ہنسی سن کر صارم بھی چونک کر رہ گیا۔صارم نے ایک نظر احد کو اور ہاتھ میں اٹھائے فون کی جانب دیکھا۔

مجنوں کہیں کا"صارم زیر لب بڑبڑایا۔۔"

"محترم احد صاحب یہ شعر اپنی بیوی کو سنائیں اور مجھے سو لینے دیں!!آپ کا صبح آف ہے میرا نہیں"

(روکھا پھیکا سا جواب چند ہی لمحوں کے بعد لوٹ آیا تھا۔۔

زرنیش کا اداس چہرہ ایک دم سے صارم نے دیکھا تو جو اپنے چہرے کی اداسی چھپائے پاس پڑے چارٹ کو مختلف شیپس میں کاٹ رہی تھی

زرنیش جی

اگر آپکی اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں

ہے آنکھوں میں کمال اُس کے "

"___ جب کلام کرتی ہیں، تو دِل دھڑکتے ہیں

موبائل سے پروین شاکر کا شیر پڑھتے ہوئے صارم نہایت سنجیدگی دیکھا۔

زرنش نے اپنا سامان سمیٹا اور چپ چاپ کمرے سے چلی گئی۔ وہ شعر کو سنتے ہی کسی خیال میں کھو گئی تھی۔۔۔

----------/11\----------

گھر کے لان میں ہی کرسیاں لگی ہوئی تھی۔ گھر کے افراد کے علاوہ محلے کے کچھ لوگ اور بہت قریبی دوست بھی موجود تھے۔ صارم اور عامر اندر باہر ہوتے دیکھائی دے رہے تھے۔ امتحانات کی فکر کے بجائے یہ لوگ کھانے اور انتظامات کی فکر میں تھے۔ گھر والوں کو نہ جانے کس بات کی جلدی تھی۔ بے اے کے پیپرز آرہے تھے اور نکاح کرنے کا یہ اعلان نہ جانے کیوں کر دیا گیا تھا۔

آج فجر اور احد کا نکاح ہو رہا تھا۔ اس لیے ہی یہ تمام چہل پہل جاری تھی۔ یہی وہ خبر تھی جو صارم کو معلوم ہو گئی تھی مگر اسے سختی سے منع کیا گیا تھا کے وہ فجر اور احد کو اس بارے میں خبر تک نہ ہونے دے۔ اور اس نے بھی اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کیا تھا۔

احد گھر میں تھا اور وہیں تیار ہو رہا تھا۔ زبیر بھائی کی کال آتے ہی صارم احد کی مدد کرنے کے لیے چلا گیا تھا اور زبیر بھائی کاموں میں مدد کرنے کے لیے یہاں آرہے تھے۔ سندس بھابھی اور فجر کی بہن نازیہ فجر کو تیار کر رہی تھیں۔ اسماعیل بھائی کو پہنچنے میں کچھ دیر ہو گئی تھی۔

"صارم بھائی یہ کیا کر رہے ہیں پردہ کیوں لگا رہے درمیان میں؟ کوئی بالی ووڈ فلم تو نہیں ہے نا"

عامر جو سر کو کھجاتے ہوئے صارم سے سوال کر رہا تھا۔ جو لان کے بیچوں بیچ ایک پردے کی مدد سے مردوں اور خواتین کے درمیان پردے کی دیوار بنا رہا تھا۔۔۔

چپ کر جا میرے بھائی۔ یہ سب کر رہا ہوں تاکہ فوٹو سیشن اچھے سے ہو جائے۔ ابھی جا اور دیکھو مولوی صاحب آ گئے" ہیں کے نہیں" صارم نے عامر سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی۔

نکاح کے جوڑے دونوں کے ہی سفید تھے۔ اجلے اجلے لباس میں دونوں کے چہرے خوشی کے باعث دمک رہے تھے۔

(!!! قبول ہے

احد اور صارم اپنی بات مکمل کر چکے تھے۔ وہ دونوں خاموش ہوئے تو ایسا لگا جیسے ان کے پاس کرنے کو کوئی بات باقی نہ رہی ہو۔ اچھے لمحات کو یاد کر کے ان کے چہروں پر جو خوشی دیکھائی دی تھی۔ وہ اب کہیں کھو گئی تھی۔ چند ماہ کے دوران سب کچھ کتنا بدل گیا تھا۔۔۔

----------/11\----------

کہاں جا رہے ہیں آپ دونوں؟" عامر نے احد اور صارم کو گاڑی میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو قریب چلا آیا۔ وہ دکان سے کچھ" خریدنے کے لیے جا رہا تھا۔ چہرے پر افسردگی طاری تھی۔ دیکھتے ہی معلوم ہو رہا تھا کے وہ پریشان ہے۔

ہم دونوں فجر کو لینے جا رہے ہیں" احد نے عامر کا جائزہ لیا۔ وہ اس سے سوال کرنے ہی لگا تھا کے عامر کے چہرے کی پھیکی سی مسکراہٹ دیکھ کر رک گیا۔

آپی یونیورسٹی نہیں گئیں آج!!! وہ گھر پر ہی ہیں۔ اور آپ کس لیے جا رہے احد بھائی۔ میری بہن اکیلی ہی آجاتی ہے" فکر مت کیا کریں" عامر نے بات مکمل کی اور چل دیا۔ احد کے پکارنے کے باوجود عامر نہیں رکا۔ عامر کا لہجہ بدلا بدلا سا تھا۔ وہ کبھی بھی احد اور صارم سے ایسے بات نہیں کرتا تھا۔ صارم سے ہنسی مزاق پھر بھی چلتا رہتا تھا، مگر احد کے سامنے وہ ایسے بات نہیں کرتا تھا۔ صارم عامر کو آواز دینے کے بجائے اسے روکنے کے لیے گاڑی سے نکل آیا تھا۔ عامر رکنے والا نہیں تھا دونوں گاڑی سے نکل کر فجر کے گھر کی جانب تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے چل دیے۔۔۔

دل میں طرح طرح کے خیال پیدا ہو رہے تھے اور نظریں جمی ہوئی تھی فجر کے گھر پر۔

اسلام وٗ علیکم آنٹی!!!" عفت آنٹی کو کچن میں مصروف دیکھ کر احد اور صارم بجائے فجر کے کمرے میں جانے کے وہیں رک گئے اور آنٹی کے پاس چلے آئے۔

عفت آنٹی نے دونوں کے سلام کا جواب دیا۔ اور دونوں کی جانب خالی خالی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

تم دونوں یہاں کیسے آ گئے بیٹا؟" حیرت اور پریشانی چہرے سے عیاں تھی۔"

آنٹی وہ فجر کو بخار ہے ابھی عامر نے بتایا تو ہم یہاں چلے آئے۔" احد خاموشی سے سر جھکائے ایک جانب کھڑا تھا۔" صارم نے اپنے آنے کی وجہ بتائی۔ آنٹی نے سر اثبات میں ہلایا مگر منہ سے کچھ نہ کہ سکیں۔ وہ جیسے کچھ کہنا ہی نہیں چاہتی

تھیں۔انکے جذبات کوالفاظ کیسے بیان کر سکتے تھے۔احداور صارم کچن سے نکل کر فجر کے کمرے کی جانب بڑھنے لگے۔۔

فجر چھٹی نہیں کر سکتی!!!عامر جھوٹ بول رہا ہے"احداپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑے ہوئے تھااوراس کے چہرے پر" کرب کے آثار نمایاں تھے۔

یونیورسٹی کا جھوٹ ہے بھی تو بخار سچ ہے احد۔اور ہم نے فجر کو بلکل ہی الگ کر کے رکھ دیا ہے۔"صارم کواس وقت خود" پر بھی غصہ آرہا تھا۔زرنش کے ساتھ باتوں میں اوراس کی شخصیت کے ساتھ اتنالگاؤ پیدا ہو گیا تھا کے وہ اپنی دوست کو بھول بیٹھا۔

کمرے کادروازہ کھلا تھا۔احد پہلے اندر داخل ہوا۔فجر آنکھیں بند کیے ہوئے لیٹی تھی۔ گرمی کے موسم میں بھی ایک اچھا خاصہ موٹا کمبل اوڑھے فجر لیٹی ہوئی تھی۔ فجر کا ہاتھ بیڈ سے نیچے لٹک رہا تھا۔

صارم اوراحد کے قدموں کی آہٹ پاکر فجر نے آنکھیں کھول کر دونوں کی جانب دیکھا۔ فجر کی نظروں میں بہت سے سوالات تھے۔صارم نے آگے بڑھ کر فجر کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔وہ فجر کواس قدر کمزوری کی حالت میں دیکھ کر کانپ کر رہ گیا تھا۔دوسری جانب احد کے پاؤں جم سے گئے تھے وہ آگے بڑھ نہیں پایا۔

کیاہوالڑکی؟یہ کیاحالت ہو گئی؟؟کل رات تو تم ٹھیک ٹھاک تھی۔"صارم نے کرسی کھینچ کر پاس رکھی اوراس پر" بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔احد دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے بیڈ پر لیٹی ہوئی فجر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

بس ہلکا سا بخار ہے میں ٹھیک ہوں صارم "فجر کی آواز جیسے ڈوبتی جا رہی تھی۔اسکا ہاتھ اب بھی بیڈ سے نیچے ویسے ہی" لٹک رہا تھا۔

ہلکا سا ہے تو گرمی کی یہ کمبل!!!"صارم نے جملہ ادھورا چھوڑ کر فجر کی جانب دیکھا۔جو احد کی طرف دیکھ رہی تھی۔"

تم اسی وجہ سے یونیورسٹی نہیں گئی؟"احد جو کافی دیر سے خاموش کھڑا تھا آخر بول پڑا۔"

میں گئی تھی"فجر نے روکھا سا جواب دیا۔"

بخار میں؟احد کا لہجہ قدرے سخت تھا۔

تب نہیں تھا۔"فجر جیسے جواب دینا نہیں چاہتی تھی۔"

بخار تھا تو مجھے بلا لیا ہوتا۔"احد نے شکوہ کیا۔"

بلانے کے لیے فون ہی کر سکتی ہوں احد صاحب اسکے علاوہ کوئی طریقہ ہے تو بتا دیں۔"فجر کا لہجہ سرد تھا۔"

For more visit (exponovels.com)

توکال کر لیتی۔"احد نے غصہ قابو کرتے ہوئے کہا۔"

احد اپنا موبائل دیکھ لیں ایک بار۔"فجر ان سوالات سے تنگ آچکی تھی۔وہ مزید کچھ بھی کہنے کے لیے تیار نہیں تھی۔"

احد نے جیب سے موبائل فون نکال کر اسے دیکھنا شروع کیا۔اسکرین پر پانچ مس کالز اور درجن بھر ایس ایم ایس کی اطلاع موجود تھی فجر کے نمبر سے۔احد کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔صارم اپنی کرسی سے اٹھ کر پاس آگیا اور موبائل فون احد کے ہاتھوں سے لے لیا۔۔۔کمرے میں خاموشی چھا گئی تھی۔احد کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔اس نے زرنش کو اسکول ڈراپ کرتے ہوئے موبائل فون کو سائلنٹ پر لگا دیا تھا۔اور اس کے بعد اب کہیں جا کر اس نے فون کو دیکھا تھا۔

فجر نے کلاسسز کے فری ہونے کا مسیج سب سے پہلے ک ءا۔پھر یہ سوال کے کیا تم لینے آسکتے ہو؟۔۔۔اور بہت سے ایسے مسیجز۔۔۔وہ نہ جانے کتنی دیر طوفانی بارش میں بھیگتی رہی تھی۔احد کا انتظار اسکے آنے کی امید لگائے فجر کو کچھ ہوش نہیں تھا۔ مسلسل بھیگنے کے باعث اسے شدید بخار ہونے لگا تھا۔احد کے کچھ کہنے سے پہلے فجر نے دونوں کو کمرے سے چلے جانے کو کہا۔وہ آرام کرنا چاہتی تھی۔۔۔ایسا آرام جس میں بے سکونی تھی۔کرب تھا اور بہت ٹوٹی ہوئی سی فجر!!!!

----------/11\----------

آنکھیں بند کیے وہ اب کچھ دیر سو جانا چاہتی تھی مگر جسم کے ہر حصے میں درد کے ساتھ آنکھوں میں جلن ہونے کے باعث نیند انکھوں سے کوسوں دور تھی کچھ دیر سکون کے لیے اسنے سونے کی کوشیش کی تھی مگر احد کی باتوں نے پھر سے اسے اپنا آپ ہارتا ہوا محسوس ہوا تھا

.انکھوں پے بازو رکھے وہ پھر سے وہی باتیں سوچ رہی تھی وہی قسمت وہی اذیت مگر اس بار کوئی شکوہ نہیں تھا

وہ شکوہ کرتی بھی تو کس سے۔ قسمت کے لکھے کا شکوہ اس سے کیا کرنا جو قسمت لکھتا بھی خود ہے۔ نصیب میں آئی ہوئی خوشیاں جھولی میں گرنے کے بجائے ارد گرد بکھر گئی تھیں۔ فجر کا ذہن ماؤف ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ خوشی اور غمی کے تاثرات احساسات سب کچھ جیسے گم ہو گیا تھا۔ کچھ بھی تو محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

ایک ایک لمحہ جس میں فجر طوفانی بارش میں بھیگ رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسوں بہتے جا رہے تھے۔ اس کے دل و دماغ میں بس ایک ہی نام اور دعا تھی۔ احد کا نام اور دعا یہی تھی کے وہ فون ریسیو کر لے۔ اس نے احد کی وجہ سے کلاس فیلو کے ساتھ اس کی گاڑی میں گھر چھوڑ جانے کی آفر رد کر دی تھی۔ وہ احد سے سچ سننا چاہتی تھی۔ وہ ایک بار موقع دینا چاہتی تھی۔ مگر شاید خود فجر کے لیے کوئی موقع باقی نہیں رہا تھا۔ احد بھی اسے بھول گیا تھا۔ سب کچھ کھو گیا تھا۔۔۔

فجر کو اپنے کمرے سے وحشت ہونے لگی تھی۔ مگر اس کا جسم اس بات کی اجازت نہیں دے رہا تھا کے وہ کہیں جا سکے۔ بے بسی کے عالم میں نہ جانے یہ دو آنسوں کب آنکھوں سے بہتے ہوئے تکیے میں جا کر جزب ہو گئے تھے۔۔۔ سرخ آنکھوں میں جلن تھی۔ سوچیں کسی الجھے ہوئے دھاگے کی طرح سے الجھ سی گئیں تھی۔۔

میرے ہمسفر کا یہ حکم تھا میں کلام اُس سے کم کروں"""

"""میرے ہونٹ ایسے سِلے کہ میری چُپ نے اُس کو رُلا دیا

For more visit (exponovels.com)

احد احد کدھر گم ہو؟ صارم کہاں چلا گیا؟"زرنش نے احد کے کندھے کو تھپکی دے کر اس سے سوال کیا۔احد جو کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اس نے چونک کر زرنش کی جانب دیکھا۔

احد کی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر زرنش نے احد سے پھر یہی سوال کیا۔احد جیسے اب ہوش میں اس آیا تھا۔۔

وہ گھر گیا ہے ابھی آئے گا واپس"احد نے مختصر سا جواب دیا اور لان سے اٹھ کر گھر کے اندرونی حصے کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔

احدر کو تو، ہوا کیا ہے یہ چہرہ کیوں اترا ہوا ہے؟"زرنش احد کی جانب بڑھی۔اپنی جانب آتی زرنش کو دیکھ کر احد وہیں رک گیا۔اپنے سامنے کھڑی زرنش کی سوالیہ نظروں کے بجائے وہ ایک ایسی لڑکی کو دیکھ رہا تھا اپنے سامنے جس نے ایک اپنے جیسی لڑکی کو ہی دکھوں کی دلدل میں دھکیل دیا تھا۔اس سب میں زرنش کا کتنا قصور تھا۔

آپ کو کیا لگتا میرا یہ چہرہ کیوں اترا ہوا ہے؟"احد نے سوال کے جواب میں سوال کیا۔۔"

مجھے کیا پتا تم بتاو نا کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے نا؟"زرنش احد کی حالت دیکھ کر الجھ سی گئی تھی۔"

سب ٹھیک نہیں ہے۔میری جلد بازی نے مجھے وہ نقصان پہنچایا ہے جو میرے دشمن بھی نہیں پہنچا سکتے تھے۔کاش میں گاؤں نہ گیا ہوتا۔۔"احد کی آواز لرز رہی تھی۔آنکھوں میں نمی سی تھی۔وہ دور کہیں آسمان پر تیرتے ہوئے بادلوں کی جانب دیکھ رہا تھا۔جیسے گزرے ہوئے وقت کو تلاش کر رہا ہو۔۔۔

وہ تیزی سے باہر کی طرف نکلی اور رخ فجر کے۔گھر کی طرف تھا وہ نہیں جانتی تھی اگے کیا ہونا ہے مگر اب وہ کسی معجزے یا کسی اچھے وقت کے انتظار میں بھی نہیں تھی۔۔

سامنے سے آتے ہوئے صارم نے زرنش کی کلائی پکڑ کر اسے راستے میں ہی روک لیا۔وہ زرنش کے جذبات سے بے خبر تھا۔اسے تو اپنی کافی کی ہی فکر کھائے جا رہی تھی۔

پیچھے کھڑا احداب بھی بت بنا خلاؤں میں گھور رہا تھا۔

چھوڑو احد مجھے یہ کیا طریقہ ہے "پریشانی کے عالم میں وہ بھول بیٹھی تھی کے اسکی کلائی احد نے نہیں صارم نے پکڑ رکھی ہے۔۔

"کیا ہو گیا ہے میں احد نہیں ہوں صارم ہوں!!!اور چلیں مجھے میری کافی دیں چل کر "

صارم زرنش کو اپنے ساتھ ہی کھینچ لایا تھا۔وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔پریشانی اور کسی بھی طرح کی الجھن اس چہرے پر دیکھائی نہیں دے رہی تھی۔۔

"!!رک جاو میں ضروری کام سے جا رہی ہوں مجھے جانے دو میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں"

زرنش کچھ بے چین سی ہو رہی تھی۔۔

جس ضروری کام کے لیے جارہی اور جہاں کا رخ ہے۔اس حساب سے میں یہ بتادوں کہ وہ آرام کررہی ہے "صارم" اب کی بار سنجیدہ تھا۔وہ زرنش کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔

آرام۔۔۔"

میں سمجھ سکتی ہوں کتنا ارام کررہی ہو گی اب ہٹو" زرنش نے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے کہا۔وہ صارم کی گرفت سے آزاد ہونا چاہتی تھی۔۔

ٹھیک ہے جائیں خود بھی مرنے کے لیے تیار ہو جائیں اور اپنے ساتھ ہم سب کی زندگیوں کو ختم کروادیں۔" صارم نے" زرنش کی کلائی کو چھوڑتے ہوئے کہا اور احد کی جانب چل دیا۔۔۔

"ہاں جارہی ہوں جسکو مرنا ہے مر جائے میں نہیں چاہتی میری وجہ سے ٹینشن ہو"

ٹھیک ہے۔۔۔ جس پیار کی خاطر آپ نے دکھ برداشت کیے ایسے ہی کسی اور کو دکھوں کی اس آگ میں جلنے کے لیے" پھینک دیجیئے۔۔" صارم کی آنکھوں میں پہلی بار غصہ دیکھائی دے رہا تھا۔۔"آپ کو لگتا کے ایسے کرنے سے فجر احد کے قریب آجائے گی؟اس قربت کا کیا فائدہ جو احد کی ہی جان لے جائے؟

"تم جو سمجھتے ہو سمجھو مجھے جو کرنا ہے میں کروں گی کیونکہ میں نہیں چاہتی جو تکلیف میں نے برداشت کی وہ فجر کرے...اور رہی بات احد یا کسی اور کی زندگی کی تو کسی کو کچھ نہیں ہو گا ہو گا تو ہمارے ساتھ۔۔"

"ایسی بیوقوفی مت کریں زرنش، جو کچھ احد نے کیا نے کیا اس سب کیے ہوئے پر پانی مت پھیریں پلیز۔۔"

صارم ہار ماننے کے لیے تیار نہیں تھا۔

"تو میں کیا کروں صارم؟ کسی کی انکھوں میں میری وجہ سے نفرت.

کسی کی انکھوں میں میری وجہ سے اداسی۔

اور کسی کی انکھوں میں میری وجہ سے محبت کی تزلیل۔

بتاو کیسے برداشت کروں؟

تم لوگوں کو میں کیسے سمجھاوں میں جب جب یہ دیکھتی ہوں میں تب تب ٹوٹتی ہوں۔

میری ساری ہمت جواب دے جاتی ہے میں کیا کروں بتاو؟" وہ لوگ گھر کی جانب ہی بڑھنے لگے تھے۔

"زرنش کبھی کبھی دکھوں کے یہ پل گزارنا ہمارے لیے ضروری ہوتا ہے۔اندھیرے سے کتنا بھی خوف زدہ ہوں مگر رات کی تاریکیوں کو صبح کا اجالا ہی مٹا سکتا جتنے بھی چراغ جلا لیں۔۔وقت سے پہلے کچھ نہیں ہو سکتا۔آپ کو تو سمجھنا چاہیے ان باتوں کو۔آپ بات بتانا ہی چاہتی تو کچھ دن رک جائیں پلیز!!!"

صارم کا رویہ نرم پڑتا جا رہا تھا۔ وہ زرنش کی جگہ خود کو رکھ کر سوچنا اور سمجھنا چاہتا تھا۔۔ وہ اس نقطہ ء نظر سے بھی سب حالات کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔۔۔

زرنش نہ چاہتے ہوئے بھی صارم کی اس بات کو مان چکی تھی۔ صحیح وقت نہ جانے کب آئے گا، کون جانتا اس بات کو۔ فجر اور احد کی ہنستی بستی زندگیوں میں دکھوں کی اس آمیزش کی وجہ زرنش اپنے آپ کو ہی سمجھتی تھی۔ اسکی زندگی کے ساتھ تاریکیوں کے یہ سائے یہاں بھی چلے آئے تھے۔ غموں کا یہ آسیب یہاں بھی ساتھ تھا۔ مگر اب کسی دوسری محبت کے خون سے پیاس بجھانے کے لیے تیار تھا۔

گاؤں کے ماحول میں جس قدر ممکن تھا زرنش نے اس سے ہم آہنگ ہونے کی کوشش کر کے دیکھ لیا۔ لیکن وہ اسی ماحول سے جانے کے بعد اب چند دن بھی یہاں گزارنے کے لیے خود کو سمجھا نہیں پا رہی تھی۔۔

بالکونی میں کھڑی زرنش اپنے بھائی کو حویلی میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر وہاں سے پیچھے ہٹ گئی۔ بھائیوں میں سے کسی کا بھی سامنا کرنا زرنش کے بس کی بات نہیں تھی۔

کھانے کی میز پر آج نیاز اور ایاز بھی موجود تھے۔ اباجی کی خاموشی طویل ہوتی جا رہی تھی۔ وہ کھانے کی میز پر بھی زمین اور جاگیر کے معاملات کے بارے میں بات چیت کرتے ہی رہتے تھے۔۔

"زرنش حیدر سے شادی سے نہ کیوں کی ہے پُتر؟؟"

زرنیش نے فوراسے مدد طلب نظروں سے ماں کی طرف دیکھا تھا کے اس بات کا جواب وہی دیں۔۔ ماں نے بیٹی کی بے بسی کو دیکھتے ہوئے کچھ کہنا چاہا مگر شوہر کے چہرے کے تاثرات کو دیکھتے ہوئے خاموش ہو گئی۔۔۔ مگر جلد ہی اپنی بیٹی کی خاطر وہ بولنے لگیں۔

حیدر اسے پسند نہیں اور وہ رہتا بھی تو باہر ہے۔" بات میں دم نہیں تھا مگر اس وقت اس سے بڑھ کر کیا کہا جا سکتا تھا۔"

کھانے کی میز پر ایسی بات کا ہونا معاملے کی اہمیت کو ظاہر کر رہا تھا۔

"ابو میں ابھی پڑھنا۔۔۔۔"

"بس پتر بس بہت پڑھ لیا اب تیری عمر شادی کی ہے"

زرنش کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا تھا۔ابا جی کی آنکھوں میں سرد مہری تھی۔وہ جیسے ابا جی نہیں کسی عدالت کے جج بنے بیٹھے تھے۔۔

کھانا ادھورا چھوڑ کر وہ آٹھ کے جانے ہی لگی تھی کے نیاز بھائی کی آواز پے اسکو رکنا پڑا۔۔۔۔

کیا کوئی اتنا کٹھور بھی ہو سکتا ہے کے لفظوں سے مار دے کچھ ایسا ہی نیاز نے بھی کہا تھا۔۔اپنے سے بڑوں کے لیے زرا سا بھی ادب کا اظہار نہیں تھا انکی اس بات میں۔ابا کی خاموشی زرنش کے لیے حیرانی کا باعث تھی۔وہ کیسے اپنے بیٹے کو بھائی کے بارے میں ایسے کہنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔۔۔

ابا جی شہر میں چاچے کے گھر چھوڑنے کی ضرورت کوئی نہیں ہے اب۔انہیں بھتیجی نظر نہیں آئی جو باہر سے رشتہ " کرنے چلے ہیں۔ایسا چاچا نہیں چاہیے ابا جی" نیاز کا انداز بھی اپنے ابا جی جیسا ہی تھا۔

نیاز بھائی زبیر بھائی میرے بھائی ہیں۔۔اور بھائی بہن والے تقدس کو پاک رہنے دیں اور لوگوں کی نظروں میں مجھے " سوالیہ نشان نا بنائیں. "نہ جانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے آئے کے فورا بول اٹھی اور بھاگ کے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

دیکھا دیکھا ابا جی۔اس کی جرات دیکھی ہے۔میں نے ٹھیک رپٹ دی آپکو۔اسے نہ بھیجیں آخری اوو سسٹر منسٹر جو بھی" ہوتا ہے "میز پر ہاتھ مار کر نیاز اٹھ کھڑا ہوا۔

چپ کرو نیاز بہن ہے وہ تمہاری عزت سے بات کیا کرو اور میں اور تمہارا باپ زندہ ہیں اولاد کے فیصلوں کے لیے تم" ".لوگ بیچ میں مت بولو بولنا تب جب ہم چاہیں گے سمجھے

نگہت بیگم کو ویسے تو غصہ آتا نہیں تھا مگر جب اجائے سب پناہ مانگتے تھے۔۔۔

ابا جی آپ کو ابھی صبح ہی کچھ بتایا ہے اسکی یونیورسٹی کا اس کی طرف داری کر رہے ہو واہ ابا جی۔"نیاز غصے میں باہر کی" جانب چل دیا۔نیاز کی بیوی نے پیچھے جا کر روکنا چاہا تو ابا جی کی ایک آواز پر اسکے قدم بھی جیسے منجمد ہو کر رہ گئے۔

اوئے جا اوئے اس کو بلا کے لے آ۔ماں کے لاڈلے کو۔"ایاز ابا جی کا اشارہ ملتے ہی باہر نکل گیا۔چوہدری وارث اپنی بیٹی" کے کمرے کی جانب چلنے لگے تھے۔انکے ذہن میں کیا چل رہا ہے وہ کیا سوچ رہے ہیں کوئی نہیں جان سکتا تھا۔۔

----------/12\----------

زرنش پتر کیا لگتا تیرے ابا جی اتنے سخت دل ہیں؟؟؟اپنی اکو اک دھی رانی کی بات نہیں سنیں گے؟؟"وارث علی" کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے بیٹھی زرنش کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولے۔۔۔

وہ کرسی کھینچ کر پاس ہی بیٹھ گئے۔بیگم کو دروازہ بند کر کے باہر جانے کو کہ دیا۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

".. نہیں ابو میں بس ویسے ہی آپکو پتا ہے ناز بیر بھائی سے میرا کیسا رشتہ بس تب ہی"

زرنش سامنے بیٹھے ہوئے اباجی کو غیر یقینی سے دیکھ رہی تھی۔ وہ اباجی جو بات بات پر چیختے چنگھاڑتے ہیں وہ بیٹی کے ساتھ اس قدر پیار سے پیش آرہے۔۔

اوئے نہ نہ۔ یہ نیاز کی باتیں دل پے نہ لیا کر۔ وہ بھی تیری اماں کی طرح جھلا سا ہے۔ تیری ماں بھی جھلی مجھ سے ڈرتی" "ہے۔ دس پتر میں کوئی جن ہوں؟ اور زبیر نہیں تو کیا ہو گیا اور لڑکے ہیں نا۔

چوہدری وارث نے بیٹی کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے جواب دیا۔

جی "زرنش کو اباجی کا یہ روپ اس قدر اچھا لگ رہا تھا۔ اسکا دل چاہا کے وہ اپنے اباجی سے لپٹ جائے اور انکی آغوش میں" چھپ جائے۔ بھائیوں کے رویے نے زرنش کو ڈرا کے رکھ دیا تھا۔۔۔

اباجی کے باہر جاتے ہی زرنش کو اپنے موبائل فون کی بل بجتی ہوئی سنائی دی۔۔

"ہیلو میڈم!!! کہاں غائب ہو؟؟؟"

فون ریسیو ہوتے ہی وجدان نے بولنا شروع کر دیا۔

میں غائب ہوں یا آپ غائب ہیں سر نا کوئی میسج کال تو دور کی بات ہے۔"زرنش اپنے ابا جی سے باتیں کر کے بہت" پر سکون لگ رہی تھی۔

بس جی کیا کروں؟آپ کے لیے ہی محنت مزدوری کر رہا۔تم ٹھیک ہو نا اور بات کی گھر"وجدان کچھ سوچتے ہوئے" بولا۔آواز میں خوشی کا احساس تھا۔

"اللہ اللہ محنت مزدوری۔۔۔۔"

...موبائل کو دوسرے کان سے لگاتے ہوئے اب وہ اسے آج والے تمام واقعے کے بارے میں بتانے لگی

آج کے دن کی تفصیل سنتے سنتے نہ جانے کیوں وجدان کو سب کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔وہ بے چینی سے چہل قدمی کر رہا تھا۔

جی جی محنت مزدوری جاری ہے اور ایک اچھی خبر۔۔۔مجھے جاب مل گئی ہے مس زرنش"وجدان نے اپنی آواز پر قابو" پاتے ہوئے کہا۔۔۔زرنش کے ابا کا یہ سب کہنا کچھ عجیب سا تھا۔وجدان اس بات کو زرنش پر عیاں نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

جاب مل گئی!!!سچ میں؟؟شکر!شکر!شکر!ہے.میں نے اتنی دعائیں کی تھی کے آپکو اپکی محنت کا پھل جلدی سے مل جائے۔۔میں بہت خوش ہوں وجدان اب تو بابا کے پاس انکار کا کوئی ریزن نہیں بچا۔۔۔زرنش کی خوشی کوئی حد نہیں تھی۔آج کا دن کچھ بہت خاص گزرا تھا۔۔

بس یہ جناب کی دعائیں ہی تو ہیں جو میرے کام آتی رہی۔۔اور آپکے اباجی افف توبہ۔۔ہاں مگر ابھی لاسٹ سمیسٹر رہتا "
"ہے اور اب پلیز واپس آجائیں نا۔۔۔

"ہاں میں بھی جلدی انا چاہتی اب تو ادھر دل ہی نہیں لگتا دل چاہتا ہے فوراً سے چھٹیاں ختم ہوں اور میں یونی پہنچ جاوں"

زرنش کی بات پر وجدان مسکرا دیا۔۔۔"چلیں جناب اب اجازت ہو تو کال بند کی جائے"وجدان جانتا تھا زرنش اس بات پر لڑائی کرے گی۔۔

ٹھیک ہے میں بھی کتنی پاگل ہوں کے پتا ہی نہیں ہے کے مسٹر وجدان کا وقت ضائع ہو رہا اور وہ بھی اتنا قیمتی۔۔۔۔۔"
جاو اللہ حافظ !!!"زرنش جل بھن کر رہ گئی تھی۔۔

ہاہاہا۔۔"ایک قہقہہ بلند ہوا۔وجدان کو زرنش کو ستا کر سرور حاصل ہوتا تھا۔وہ اس لمحے زرنش کا اترا ہوا چہرہ دیکھنا"
چاہتا تھا۔۔

دونوں کی یہ نوک جھونک ایسے ہی بہت دیر تک جاری رہی۔

----------/12\----------

.ارے غَضّب, ارے ستّم, وہ اک نِگاہِ سِحرِ فَن"

"جُھ-کے اگر تو بُت کدہ, اُٹھ-ے اگر تو بُت شِکَن

کیفیٹریا کے میز پر سر کو رکھے ہوئے زرنش کی جانب دیکھتے ہی وجدان نے بے ساختہ یہ شعر کہا۔ آج آخری سمیسٹر کا پہلا دن تھا۔ یہ سنہری سی دھوپ اور روشن دن بہت نکھرا ہوا تھا۔ سورج کی روشنی میں زرنش کا چہرہ بھی جگمگا رہا تھا۔ شعر سنتے ہی زرنش نے آنکھیں کھول کر وجدان کی جانب دیکھا جو سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔ دونوں کے درمیان پچھلے سات دن سے کوئی بات نہیں ہو سکی تھی۔ زبیر بھائی کی شادی کی مصروفیات نے زرنش کو ایک لمحے کی بھی فرصت نہیں دی تھی۔

جناب میاں وجدان غالب!!! یہ شاعری کب سے شروع کر دی۔ زرنش اپنے بالوں کو باندھے ہوئے بولی۔ ثنا کی" نظریں کسی چیز کا تعاقب کر رہی تھی۔ وہ وجدان اور زرنش سے لاتعلق ہوئی کسی اور جانب متوجہ تھی۔

مجھے غالب مت بناؤ انار کلی خود کہاں گم تھی؟" وجدان نے چیئر کو اپنے قریب کھینچتے ہوئے کہا۔ وہ بہت خوش گوار موڈ" میں دیکھائی دے رہا تھا۔

ہمیشہ کی طرح اس کے بال ہلکی سی ہوا سے لہرا رہے تھے۔ زرنش کو دیکھتے ہی ہر الجھن اور پریشانی جیسے وجدان کی زندگی سے کہیں دور چلی جاتی تھی۔

اللہ توبہ!!!اور یہ ثنا کہاں کھوئی ہوئی ہے."زرنش نے جلدی سے اٹھتے ہوئے بولی۔وجدان سر پکڑ کے رہ گیا۔یہ لڑکی" بھی ناسوشل ورکر ہے بس۔وجدان تیزی سے پیچھے بھاگا۔۔

ثنا کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا سب ٹھیک نہیں ہے۔وہ کچھ سوچتے ہوئے زرنش کے سوالات کے ہوں ہاں میں جوابات دے رہی تھی۔۔

زرنش یہ ثانیہ اور نثار سے بچ کر رہو تم اور وجدان۔"ثنا کی نظریں اب بھی کسی کو تلاش کر رہی تھی۔۔"

ثنا کیا ہو گیا ہے ڈرپوک لڑکی نا ہو تو نثار سے کیا بچنا اس۔نے کیا بگاڑ لینا ہمارا"ثنا کی بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بے" فکری سے زرنش نے جواب دیا۔۔

اس نے تو نہیں یہ جو چڑیل ثانیہ ہے اس کا کچھ پتہ نہیں۔حرکتیں ایسی اس کی"ثنا کو ویسے بھی ثانیہ ایک آنکھ نہیں بھاتی"" تھی۔

تم دونوں کا خبر نامہ ختم ہو گیا ہو تو کلاس لینے چلیں؟؟"اس سب کو سن سن کر وجدان کے کان سن ہو چکے تھے۔۔"

. چلو"اب چلتے ہوئے زرنیش ثناء کو سمجھا رہی تھی جس کے چہرے پے پریشانی کے اثار تھے"

For more visit (exponovels.com)

"ثنا کیا ہے کچھ ہوا ہے کیا ازایوری تھنگ اوکے ؟؟؟"

وہ یار یہ ثانیہ وجدان کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔اس کے لیے کسی بھی حد تک چلی جائے گی وہ "ثنا نے زرنش کو سچ بات بتا ہی دی تھی۔وجدان ان دونوں سے کچھ فاصلے پر چل رہا تھا اور فون سنتا ہوا چلا جا رہا تھا۔۔۔

کیا مطلب یار؟ڈراو تو نا! وہ جتنا مرضی پیچھے پڑے وجدان تو میرا ہے نا اور ویسے بھی کوئی کیسی کے لیے گڑھا کھودتا خود اس میں گرتا۔۔۔

تم فکر نا کرو مجھے اللہ اور وجدان کی۔محبت دونوں پے بھروسہ ہے۔۔۔

زرنش نے وجدان کی طرف دیکھا جو مسلسل فون پر بات کر رہا تھا۔

چلو ٹھیک ہے۔"ثنا زرنش کی بات پر مسکرا دی۔خدا اور اپنے پیار پر کتنا بھروسہ ہے زرنش کو۔ثنا یہ ہی سوچتے ہوئے " کلاس کی سمت بڑھتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

----------/12\----------

نیاز بھائی کے پاس ایسی کون سی رپورٹ ہو سکتی جس کی وجہ سے وہ اتنا کچھ بول گئے تھے۔اور ثنا بھی تو اتنی الجھن کا شکار لگ رہی تھی۔اللہ جی پلیز سب ٹھیک کر دیں نا۔زندگی کا ہر مرحلہ اچھے سے تے ہوتا رہا ہے، یہ بھی کروا دیں نا۔زرنش سب گھر والوں سے الگ لان میں بیٹھی ہوئی ستاروں کو دیکھ رہی تھی۔پہلے ہی دن پڑھائی تو ہوئی نہیں تھی۔یہ دن تو دوستوں کو ملنے میں ہی گزر گیا تھا۔زرنش دن بھر تو ثنا کی باتوں کو سن کر بہت ہمت سے کام لیتی رہی تھی۔تب وجدان کے ساتھ کی بدولت زرنش کے دل و دماغ میں بھی اس بارے کوئی منفی سوچ نہیں پیدا ہوئی تھی۔وجدان کو کال کر کے اس بارے میں بات کرنی چاہیے۔یہ خیال بھی زرنش کے دماغ میں آیا تھا لیکن اسے اس چھوٹی سی بات کے لیے پریشان کرنا بھی تو ٹھیک نہیں۔گھر میں بھی تو سب کہیں دعوت کے لیے چلے گئے تھے۔انہوں نے جانے سے پہلے زرنش کو بھی ساتھ چلنے کو کہا تھا۔لیکن زرنش کو کہیں بھی جانے کا جی نہیں چاہ رہا تھا۔فجر ٹیسٹ کی تیاری میں مصروف تھی اور صارم ابھی کچھ دیر پہلے ہی چکر لگا کر گیا تھا۔صارم کی بات باتوں نے زرنش کو وقتی طور پر تو پر سکون کر دیا تھا۔مگر کہیں نا کہیں یہ خیال مسلسل ستائے جا رہا تھا۔۔۔

----------/12\----------

یہ آپ لوگوں کے دماغ میں کیا چل رہا ہے؟زرنش کے سامنے یوں نیاز سے اظہار ناراضگی اور اس کے جانے کے بعد "بیٹے کے صدقے واری جا رہے ہیں۔"نگہت کو اپنے شوہر کی کسی بھی بات میں دخل دینے کا کوئی شوق نہیں تھا۔لیکن یہ معاملہ بیٹی کی زندگی کا تھا اس کے بارے میں بھی خاموشی اختیار کرنے سے بہت نقصان پہنچ سکتا تھا اسی لیے وہ باپ اور بیٹے کی بات کے درمیان بول اٹھیں۔

اوئے نیاز نکال باہر اس بیوقوف عورت کو یہاں سے۔جب سے شادی ہوئی ہے میری تو زندگی میں عذاب ہی بن گئی" ہے۔لے جا اس کم عقل کو۔"چوہدری وارث نے اپنی عادت کے مطابق اپنی بیوی کی تذلیل کرنے میں لمحے بھر کی دیر نہیں کی۔وہ تو بیوی کو بھی اس لیے برداشت کرتے آئے تھے کے ان سے انکو دو بیٹے ملے تھے۔زرنش کی پیدائش کے

بعد نہ انہیں بیوی سے کوئی لگاؤ رہا اور نہ ہی بیٹی سے کبھی پیار کا اظہار کیا گیا تھا جیسا زرنش کا حق تھا۔ بھائیوں کو زرنش پر ہمیشہ ہی فوقیت حاصل رہی۔

بیٹوں کے سامنے تو میری عزت رہنے دیں۔ اور میری بیٹی کو کچھ نقصان پہنچا تو میں کبھی آپکو معاف نہیں کروں گی۔"" نگہت بیگم اپنی تمام عمر ایسے ہی گزار چکی تھی اب اپنی بیٹی کے لیے بھی ایسی ہی زندگی کا انتخاب نہیں کر سکتی تھیں۔

میں اسکا باپ ہوں۔ مجھے پتہ ہے مجھے کیا کرنا ہے کیا نہیں۔ جاؤ تم "چوہدری وارث نے حکم دیتے ہوئے کہا۔ "

ابا جی کیا حکم ہے پھر!!!"ماں کی باتوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے نیاز نے ابا جی سے پوچھا۔ مونچھوں کو تاؤ دیتے " ہوئے نیاز کے چہرے پر مکارانہ سی مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔ وہ کسی بہت ہی بڑی گیم کو پلان کر رہا تھا جیسے۔

ابھی چپ چاپ ہو جا نیاز، ایسی خاموشی جو طوفان سے پہلے ہوتی بس وہ والی خموشی اختیار کر لے پتر۔" حقے کی نے " ہونٹوں میں دبائے چوہدری وارث نے جواب دیا۔

معاشرے میں بیٹی اور بیٹے کے درمیان جو فرق بنا دیا گیا اسکی جیتی جاگتی مثال زرنش کی زندگی میں بھی تھی۔ اس کے ابا کے لیے بیٹوں سے بڑھ کر کوئی بھی نہیں۔ وارث علی کے بے جا لاڈ پیار نے بیٹوں کو تعلیم کی جانب بڑھنے سے روکے رکھا تھا۔ نیاز اگر شباب اور شراب جادلدادہ تھا تو ایاز اپنے غرور کی وجہ سے لڑائی جھگڑے میں ملوث۔

زرنش کل میں نے تمہیں خواب میں دیکھا تھا رات کو" سادہ سے پیپر پر وجدان نے کلاس میں بیٹھے بیٹھے یہ جملہ لکھ کر" زرنش کی جانب بڑھایا۔۔بظاہر لیکچر سننے میں مصروف دیکھائی دینے والی زرنش نے پیپر پر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھ کر زرنش نے اپنے ہونٹوں کو بنا جنبش دیے دانتوں کو جوڑ کر جواب دیا،

... کیا کہا خواب میں دیکھا ہے مجھے"

اس کا مطلب سو لیا تم نے ؟"زرنش کے اس انداز پر وجدان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔زرنش کو شعر و شاعری کے ساتھ باتیں کرنا بہت اچھا لگتا تھا۔وجدان تب ہی مسکرانے لگا تھا۔۔

لیکچر سنتے ہوئے مجھے نیند آگئی ہے باہر چلیں" وجدان نے کاغذ آگے بڑھایا۔۔"

چلو چلیں" زرنش نے آہستہ سے جواب دیا۔"

وجدان نے آنکھوں کے اشارے سے زرنش کو پہلے باہر جانے کو کہا۔

وجدان کا اشارا سمجھتے ہی وہ کسی قسم کی ڈسٹربنس کیے بغیر کلاس سے باہر آگی۔۔

کچھ ہی دیر بعد وجدان بھی پیچھے پیچھے باہر چلا آیا۔ایک ہاتھ کمر کے پیچھے کر کے وہ زرنش کی جانب بڑھ رہا تھا۔وجدان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"ہاں تو اب بتاو خواب میں کیا دیکھا؟؟؟" وہ کلاس کی بات کو بھولی نہیں تھی۔دونوں ہی سیڑھیوں پر بیٹھ گئے تھے۔اتنا فاصلہ باقی تھا کے کسی کو اوپر نیچے جانے میں کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔۔وجدان کا ہاتھ اب بھی زرنش کی نظروں سے اوجھل تھا۔

"جو خواب میں دیکھا اس کی تعبیر کی جانب پہلا قدم اٹھانے ہی تو باہر لے کے آیا ہوں۔" وجدان اتنی جلدی سے بات کو کھول دینے والا تھوڑا ہی تھا۔وہ زرنش کے چہرے کے بدلتے ہوئے رنگوں کو دیکھ رہا تھا۔

"اچھا جی تو آپ باہر کیوں آئے ہیں؟"

یہ بتائیں چہرے پے شرارتی مسکراہٹ سجائے زرنیش وجدان کی انکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔وجدان کی مسکراہٹ دیکھتے ہی زرنش جیسے فل چارج ہو جاتی تھی۔۔

"باہر اس لیے کے چل کر کورٹ میرج کر لیتے میرے گھر والے تو نہیں مان رہے یار!!" ایک دم سے وجدان کے چہرے پر اداسی چھس گئی۔زرنش کی جانب امید بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

اوکے تو کر لیتے ہیں کورٹ میرج چلو ابھی چلتے ہیں" وجدان کی جانب دیکھتے ہوئے زرنش اٹھ کر کھڑی ہو گئی جیسے ابھی چل دے گی۔۔

وہ زرنیش تھی وجدان کو اچھی طرح جانتی تھی۔

ہاں تا کے میں گھر گاڑی میں نہیں ایمبولینس میں جاؤں؟؟؟ کیا کہنے زرنش جی آپکے" وجدان نے فوراً سے بات بدلتے ہوئے کہا۔ وہ زرنش کو تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔۔

"ہاہاہا۔۔۔لو جب پیار کیا تو ڈرنا کیسا؟؟"

"ہنستے ہوئے زرنش نے اپنا ہاتھ منہ پر ایک خاص ادا سے رکھا۔۔۔"اور یہ ہاتھ میں کیا ہے کیا چھپا رہے ہیں مجھ سے؟

ایک دم سے زرنش سنجیدہ ہو گئی تھی۔ اسکا تجسّس بڑھتا جا رہا تھا۔

ڈرتا کب ہوں میں۔ بہادری میں اور بزدلی میں تھوڑا سا فرق ہوتا ہے۔" وجدان نے انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے اشارہ کر کے بتاتے ہوئے کہا۔۔۔

اور یہ وہ ہاتھ میں چوٹ لگ گئی ہے پٹی بندھی" وجدان بول بھی جھوٹ رہا تھا اور بھول گیا تھا اسی ہاتھ سے تو وہ کلاس میں لکھ رہا تھا۔۔

وجدان تنگ نا کریں نا بتائیں بھی کیا ہے ہاتھ میں ؟؟اور کیا دیکھا؟اور ہم باہر کیوں آئے ؟وہ بھی سر منصور کی کلاس "چھوڑ کے۔"

ایک ہی جملے میں تین سوالات۔۔۔زرنش کی بے چینی میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔کلاس بھی ختم ہونے کو تھی۔ثنا اور زاہد نے باہر نکل آنا تھا اور آتے ہی ان سے سوالات پوچھنے لگنا تھا۔۔

"جی جی سر منصور تو جیسے میرے سسر ہیں میں باہر نہیں لا سکتا ان کی موجودگی میں"

وجدان بات کو ٹالنے میں لگا تھا۔۔

وجدان میں جا رہی ہوں !"زرنش جانے کے لیے پاؤں پٹختی ہوئی آگے بڑھی۔۔"

اچھا رکو تو۔۔۔"وجدان نے راستہ روکتے ہوئے کہا۔اب وہ کسی فلمی ہیرو کی طرح اپنے ارد گرد کے ماحول سے بے نیاز" اپنے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ چکا تھا۔۔۔

اپنے ہاتھ کو سامنے لاتے ہوئے۔زرنش کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وجدان نے کہا۔۔

"Will you marry me zarnish"

یہ سب کچھ بہت الگ تھا۔اس سب سے جو وجدان کی نیچر تھی۔ مگر یہ سب وہ زرنش کے لیے کر رہا تھا۔پیار میں اپنی نہیں اپنے پیاروں کی خوشی کی اہمیت ہی تو ہوا کرتی ہے۔۔۔

وجدان ان سب لوگوں تک پیغام پہنچانا چاہتا تھا۔ جو لوگ زرنش اور وجدان کو لے کر طرح طرح کی باتیں بنا رہے تھے۔۔

وجدان یہ کیا کر رہے ہیں؟" زرنش نروس ہو رہی تھی۔ شرم سے زرنش کے گال گلابی ہو رہے تھے۔۔"

اٹھیں سب دیکھ رہے ہیں" زرنش نے ارد گرد کھڑے لوگوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔۔"

"سب دیکھ لیں تب ہی تو کر رہا ہوں میڈم زرنش وجدان"

ہاتھ میں پکڑی ہوئی انگوٹھی وجدان نے آگے بڑھائی۔۔

ہائے اوئے ربّا!!! یہ میرا وجدان ہی ہے نا؟؟ اسکو کیا ہو گیا؟؟" زرنش جو بت بنی کھڑی تھی۔ اس کے لیے زاہد اس" وقت فرشتہ بن کر آیا تھا۔ کلاس سے نکلتے ہی وہ جوشیلے انداز میں بولا۔

جیسے ٹپیکل مائیں بیٹوں کے پسند کی شادی کرنے پر ریئکشن دیتی ہیں ویسے ہی اس لمحے زاہد بول رہا تھا۔۔ اس کے پیچھے ہی ثنا کھڑی تھی جس کا منہ حیرت کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔۔۔

----------/12\----------

وجدان نے جب سے زرنش کی انگلی میں اپنی نشانی کے طور پر انگوٹھی ڈالی تھی، زرنش خود کو بہت خاص محسوس کر رہی تھی۔ اسکے لبوں سے مسکراہٹ جدا نہیں ہو رہی تھی۔ اسے بار بار وہ لمحات یاد آ رہے تھے جب اسکا ہاتھ وجدان کے ہاتھوں میں تھا۔۔۔

تجھ سے ملتا ہوں تو سوچ میں پڑ جاتا ہوں،_

_وقت کے پاؤں میں زنجیر پہناؤں کیسے۔

اس شعر کو جیسے تعبیر مل گئی تھی۔دو آنکھوں نے جو سپنا دیکھا تھا وہ سچ ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔اکتوبر کی ٹھنڈی شام میں کھڑکی کے پاس کھڑی زرنش اس احساس کو محسوس کر رہی تھی۔۔

پر سکون اور خاموشی کے ان لمحات کو صارم اور احد کی چیخ و پکار نے لمحہ بھر میں ہی اجاڑ دیا تھا۔وہ دونوں کسی بات پر بحث کرتے کرتے کمرے میں داخل ہوئے۔ان کے یوں اچانک اندر داخل ہونے پر زرنش نے بوکھلا کر انگوٹھی انگلی سے اتار کر مٹھی میں چھپالی تھی۔زرنش کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا۔اگر کسی نے یہ انگوٹھی دیکھ لی تو کتنی مشکل بن جائے گی۔یہ خیال آتے ہی زرنش کے جیسے ہوش ہی اڑ گئے تھے۔ان دونوں کے درمیان کسی بات کا فیصلہ کرواتے کرواتے زرنش اپنے اندر کی خوشی کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔احد چہرے کے تاثرات کو پڑھنے میں مہارت رکھتا تھا،وہ ایک ہی جھلک میں معاملے کی تہہ میں پہنچ سکتا تھا۔۔

=

=

=

=

وجدان کے بابا کی ریٹائرمنٹ قریب آتی جارہی تھی۔گھر والوں کو وجدان کے نوکری ملنے کی خوشی ہی بہت تھی۔اور اب گھر میں وجدان کی شادی کی باتیں ہی ہوتی رہتی تھیں۔گھر میں زرنش کے بارے میں سب ہی کو معلوم تھا۔ماں کتنی ہی مرتبہ کہ چکی تھیں کے اسکے گھر لے چلو۔گاؤں نہیں تو چچا کے پاس ہی چلے چلتے ہیں۔مگر وجدان مسلسل انکار کرتا رہتا تھا۔وہ زرنش کے ابا سے پہلے اکیلا ہی ملنا چاہتا تھا۔جبکہ دوسری طرف زرنش بھی یہی کہتی تھی کے وہ اپنے گھر والوں سے ملوادے۔کسی کا نمبر ہی دے دے۔لیکن وجدان اس معاملے میں بہت شرمیلا تھا۔وہ بہنوں سے بھی زرنش کی بات کروانے سے شرماتا رہتا تھا۔۔اس بات کو لے کر وجدان اور زرنش کے درمیان میں بہت زیادہ لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے تھے۔وجدان کا ہمیشہ ایک ہی جواب ہوا کرتا تھا۔

"کیا جلدی ہے؟؟بعد میں بھی تو آپس میں لڑائی ہی کرنی ہے تھوڑا وقت سکون سے گزار لو۔"

----------/12\----------

"فجر تم بھی ان کے ساتھ بچی ہی بن جاتی ہو۔شور مچائے جارہے ہیں یہ اور تم بھی ان کے ساتھ لگی ہوئی ہو۔"

چچی غصہ میں باہر نکلیں تو زرنش کو ڈانٹنے لگیں۔بیڈ منٹن کھیلتے ہوئے لان میں سب نے شور مچار کھا تھا۔سندس بھی بچوں کے ساتھ بچی ہی بنی ہوئی تھی۔مگر نئی نویلی دلہن ہونے کی وجہ سے چچی نے سندس کو نہیں ڈانٹا تھا۔

کرسیوں پر بیٹھی ہوئی فجر آنٹی کو دیکھتے ہی جمپ لگا کر نیچے اتر آئی تھی۔آنٹی کا غصہ دیکھتے ہی سب بچوں کے ہوش اڑ جاتے تھے مگر ایک صارم ہی تھا جو ہمیشہ ایسے موقعے پر صاف بچ نکلتا تھا۔

آنٹی میں بھی انہیں کہہ رہا تھا!!! یہ میری سنتی ہی کب ہیں؟ بلکل ٹھیک ڈانٹ رہی ہیں آپ "صارم تیز تیز بولتا ہوا آنٹی" کے قریب پہنچ گیا تھا۔اس سے پہلے کے وہ مزید باتیں بناتا سنبل آنٹی نے اسکا کان کھینچتے ہوئے باقی سب کو گھورتے ہوئے دیکھا۔اور انگلی اٹھا کر وارننگ دیتے ہوئے کہا،

اب کسی کی آواز آئے میں نے ایسے ہی کان کھینچنے ہیں تم سب کے۔"کان کھینچنے کی بات پر زور دیتے ہوئے انہوں نے" صارم کے کان پر بھی ویسا ہی زور ڈالا تھا۔

اور احد تم انسان بن جاؤ۔ چھپنے کی ضرورت نہیں ہے مجھ سے میں دیکھ سکتی تمہارے پاؤں کو۔"احد درخت کے پیچھے" سے باہر نکل آیا۔وہ بلکل بچوں کی ہی طرح منہ لٹکائے کھڑا ہوا تھا۔

صارم کے چہرے کو دیکھ کر سب کی ہنسی چھوٹ رہی تھی لیکن اس وقت کوئی بھی قہقہ لگا کر خود کو مشکل میں پھنسانے کیلیئے تیار نہیں تھا۔سب ہی ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے اور اشاروں ہی اشاروں میں صارم کی حالت دیکھ کر محضوظ بھی ہو رہے تھے۔۔

آنٹی میں چاقو لے آتا ہوں کان کاٹ کر پاس ہی رکھ لیں"صارم نے رونے والی شکل بناتے ہوئے کہا۔ سمبل آنٹی بھی" صارم کی یہ بات سن کر ہنس پڑیں۔

زرنش ریکٹ کو چھوڑ کر چچی کے پاس چلی آئی تھی۔

اب دونوں ہی اندر کی جانب چل دی تھیں۔زرنش کی امی نے فون کر کے زرنش کے رشتے سے انکار اور اس کے بعد کی تمام صورتحال کے بارے میں چچی کو سب کچھ بتا دیا تھا۔اس بات سے لاعلم زرنش چچی کے پیچھے پیچھے چلتی ہوئی اندر آگئی تھی۔ان کے اندر آتے ہی باہر سے فجر کی ایک نہایت دلدوز چیخ سنائی دی۔احد اور صارم نے فجر کے کانوں کو پکڑ رکھا تھا

For more visit (exponovels.com)

اور اسے کھینچتے ہوئے لان میں بھاگ رہے تھے۔قربانی کا بیل آگیا!!!!!نعرے لگاتے ہوئے احد اور صارم۔اور ان سے فجر کو بچانے کے لیے بھاگتی ہوئی سندس بھابھی۔۔۔

وہ رات کی تاریکی میں اچانک سے اٹھ گئی تھی۔کچھ دیر یونہی لیٹے لیٹے وہ نہ جانے کس سوچ میں گم تھی۔وہ اب اکثر ایسے راتوں میں اچانک سے جاگنے لگی تھی۔ کبھی کوئی برا خواب دیکھ کر تو کبھی کسی ہلکی سی آہٹ پر۔آج بھی وہ اچانک سے اس لیے جاگ گئی تھی کے اسے سوتے ہوئے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے اندر کوئی طوفان اٹھ رہا ہے۔

اسکی سانسوں کی رفتار کسی خوفناک طوفان کی طرح بڑھتی جا رہی تھی۔ماتھے پر آنے والے پسینے نے پورا چہرہ بھیگو کے رکھ دیا تھا۔وہ اب بے بے چینی سے چہرے کو صاف کر رہی تھی۔وہ ایسے سوتے میں بھی کرتی رہی تھی۔۔اپنے رخسار صاف کرتے کرتے اچانک سے اسے محسوس ہوا یہ سب پسینہ تو نہیں ہے،یہ آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کی قطاریں ہیں۔

سوتے ہوئے بھی رونا۔چلو یوں ہی سہی۔وہ یہ سوچتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔بنا آواز پیدا کیے وہ کمرے سے نکل کر واش بیسن تک چلی آئی تھی ننگے پاؤں۔وضو کرنے کے لیے نلکے کو بلکل ہلکا سا کھول کر اب وضو کرنے لگی تھی۔۔چہرے پر پانی ڈال کر چاندنی رات کی روشنی میں اس نے اپنے چہرے کو دیکھا۔دھنسی ہوئی آنکھیں اور گال جو پہلے ہی بہت کمزور سے دیکھائی دیتے تھے مزید پچک سے گئے تھے۔۔۔

اپنے چہرے کو یوں ہی بھیگا ہوا چھوڑ کر مصلے پر جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ جس پر وہ اپنے اماں ابا کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا کرتی تھی۔ آج زندگی میں شاید پہلی مرتبہ وہ یہاں کھڑی ہوئی تھی۔ وقت شاید تہجّد کا تھا۔ یہ اسکا اندازہ ہی تھا۔ گھڑی دیکھے بنا وہ اندازہ ہی لگا سکتی تھی۔

ابھی چند ماہ پہلے تک وہ اس وقت تک سوشل میڈیا کے استعمال اور فلموں کو دیکھنے کی وجہ سے جاگتی ہر رہتی تھی۔ یہ مانوس سی آوازیں جو اسی وقت سنائی دیا کرتی تھیں۔۔۔

نماز تہجّد پڑھتے پڑھتے وہ دوبار تو سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے ہی بھولنے لگی تھی۔۔۔ ذہن پر جس قدر زور دیتی وہ اتنا ہی محو ہوتا جا رہا تھا۔ سر جھکا کر دل میں ایک ایسا احساس ندامت پیدا ہوا کے ایسا لگا کے اس شرمندگی کے مارے وہ اگلا سانس بھی نہیں لے پائے گی۔ اسکا دم گھٹ جائے گا۔

وضو کے پانی سے تر چہرے پر ایک مرتبہ پھر سے پسینہ آنے لگا تھا۔۔ اپنے مالک کے سامنے شرمندگی اور ندامت کے اس احساس کو لیے وہ اب رکوع میں تھی۔۔ جھکی ہوئی!!! اپنے تمام فخر و غرور کے بوجھ کو اتار کر۔۔۔

اگلی منزل کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔ سجدہ کی حالت میں وقت جیسے تھم گیا تھا۔ زمین سے پھوٹتے ہوئے نور نے ذہن کی تاریکی کو اجالے میں بدل ڈالا ہو جیسے۔ آنسوؤں کے آگے بندھے ہوئے بند کو جیسے کھول دیا گیا ہو۔ نماز تہجّد کا آخری سجدہ سب سجدوں سے طویل تھا۔۔ اپنے رب کے آگے جھک کر اس نے ہار مان لی تھی۔

دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے وہ جیسے دعا کے لیے الفاظ تلاش کر رہی تھی۔ جو دلوں کے بھید جانتا ہے وہ الفاظ کا محتاج ہو ہی نہیں سکتا۔

For more visit (exponovels.com)

نماز ختم کر کے اب اس نے دعا مانگنے کے انداز میں ہاتھ جوڑ لیے۔انہیں بلند کر لیا تھا۔۔۔

اے اللہ مجھے معاف کر دے۔

کیا کرب تھا ان الفاظ میں جن کا اندازہ دعا مانگنے والی کو بھی ہوا تھا۔۔

میں آپ سے کس بات کا شکوہ کروں؟؟؟میں نے کب مانے آپ کے حکم؟

ماں باپ کے ڈر سے نماز کبھی جو پڑھ بھی لی تو آپ کہاں تھے اس میں کبھی؟

میرے ہر خواہش کو زبان پر آنے سے پہلے پورا کیا جاتا رہا۔میں نے زندگی میں کبھی ناکامی نہیں دیکھی۔لوگوں کو ٹوٹتے*
_دیکھ کر میں کس گھمنڈ سے کہا کرتی تھی۔۔۔*_لوگ ہیں ہی بزدل کبھی حمت نہیں کرتے۔

مگر آپ نے مجھے وہ سب واپس دے دیا جو میں دوسروں کو دیا کرتی تھی۔میں جانتی ہوں یہ میری سزا ہے۔میں اس**
*سزا کو قبول کرتی ہوں۔میں شکوہ نہیں کروں گی۔

آپ صبر کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں نا؟؟؟میں آپکی پسند بن جاؤں گی۔۔۔

وہ اس بات پر نہ جانے کیوں مسکرائی تھی۔وہ اپنے چہرے کو ہاتھوں سے چھپا کر رونے لگی تھی۔پل بھر میں وہ ہنستے ہوئے رونے لگی تھی۔۔۔۔۔

----------/13\----------

بات تو پریشانی کی ہے اب کیا کریں۔اتنے مہینے بعد یاد آئی ہمیں بتانے کی؟؟بھول گئی ہو جب ہم نے بلایا تھا احد کے نکاح پر بھائی صاحب کو۔تب انہیں کتنا برا لگا تھا۔"فرید صاحب بیگم کے بار بار ایک ہی بات کو دوہرانے سے تنگ آ چکے تھے۔ایک ہی ضد کے بھائی صاحب کو احد کے نکاح کے بارے میں بتا دیں۔۔۔۔

میں کیا کر رہا ہوں سمبل بیگم۔میں اس نکاح کے بارے میں بھائی صاحب کو کیسے بتاؤں؟؟جو کچھ ماضی میں ہوا اس کو لے کر انہوں نے اتنا عرصہ ہم سے بات تک نہیں کی۔"

ماضی میں زرنش کو ہی لے کر جو کچھ ہوا تھا اس کا سب ملبہ فرید صاحب پر ہی ڈال دیا گیا تھا۔وہ کیسے بھول سکتے تھے اس بات کو۔۔

آپ رشتے نبھاتے رہیں ایسے رشتے جن کی کوئی ڈور آپکے ہاتھ میں نہیں ہے. بس اندھا دھند آپ انکے پیچھے بھاگ" رہے ہیں کیا اپکو اپنے بیٹے کی آنکھوں میں اور فجر کی انکھوں میں بے بسی نہیں نظر آتی بولیں؟" سمبل بیگم اپنے شوہر پر ہی اس سب کا غصہ نکال رہی تھی۔ جوان بیٹے کو کیا کہہ سکتی تھیں وہ۔۔

"میں کیا کروں؟ بھتیجی کو نکال دوں گھر سے؟ کیا ہو گیا ہے تمہیں کیوں نہیں سمجھتی ہو۔ "

کمرے میں شور بڑھتا ہی جا رہا تھا دونوں کی آوازیں کمرے سے باہر بھی سنائی دے سکتی تھی با آسانی اگر کوئی وہاں پر موجود ہوتا۔۔۔

میں نے کب کہا اپکو اسے نکالیں مگر فجر کا کیا قصور بتائیں؟ وہ تو اس بچی کی ہمت سب برداشت کر رہی حوش کے ناخن" "!!!لیں

یہ ہوش کے ناخن لینے والی بات تم اپنے بیٹے کو سمجھاؤ جو جذبات میں آکر کچھ بھی کر گزرتا ہے۔ میں فجر کے ساتھ نا " "انصافی نہیں ہونے دوں گا۔

فرید صاحب کی آنکھوں میں آنسوں تیرنے لگے تھے۔ وہ فجر کے متعلق سن کر رنجیدہ ہو گئے تھے۔۔

اپنے بیٹے کو کیا سمجھاوں کیا کرتا وہ اس وقت اپنی عزت کو ایسے ہی چھوڑ دیتا آپ بس بھائی صاحب سے بات کریں اور" فورا اس مسلے کا حل ڈھونڈیں۔

کیا ہوتا اگر زرنیش کی شادی اس لڑکے سے کر دیتے اچھا خاصا پڑھا لکھا لڑکا تھا مگر وہ وہیں کے وہیں ہیں نا جانے نگہت نے "کیسے گزار لی اتنی زندگی

وہ لڑکا ہی ایسا نکلا تو۔۔۔۔"جملہ ادھورا ہی رہ گیا تھا۔سندس کے کمرے میں داخل ہونے سے جیسے یہ طوفان تھم سا گیا" تھا۔

امی!!! کیا کرتی ہیں آپ؟ایسے کوئی مسئلہ کیسے حل ہو سکتا ہے۔بات کرنی چاہیے مگر یوں اچانک سے "وہ اس سب" کے درمیان بولنے پر مجبور ہو گئی تھی۔اس سے پہلے کے یہ سب باتیں زرنش کے کانوں تک پہنچتی۔۔

تو کیا کروں میں بتاو منہ سی کے بیٹھ جاوں اپنے بیٹے کی خوشیاں دیکھنے کی آس چھوڑ دوں؟؟آنکھیں بھیگ گئی تھی۔اور" آواز بھرائی تھی۔۔

امی کب کہتی ہوں کے آس نہ لگائیں۔مگر ایسے چیخنے چلانے سے آپ اور ابو دونوں کی ہی صحت خراب ہو جائے گی۔" "آپ لوگ اگر اجازت دیں تو یہ بات زبیر اور میں کریں تایا جی سے؟؟

For more visit (exponovels.com)

وہ جو آئینے کے سامنے کھڑی دھڑا دھڑ بالوں میں تیل لگا کے اب منہ پے ماسک لگانے میں مصروف تھی باہر سے بار بار امی کے بلانے پے ماسک کو جلدی سے لگا کے باہر آ گئی۔۔۔۔

"جی اب کیا ہے سارا کام تو کر دیا ہے۔آپکو پتا بھی ہے جب میں اپنے اپکو ٹائم دے رہی ہوں نا بلایا کریں۔"

انگلی کی مدد سے اب بھی چہرے پے بیزاری سجائے وہ ماسک ٹھیک کرنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

"اففو کتنا بولتی ہو سن بھی لیا کرو کے مہارانی صاحبہ کو کیوں آوازیں دی جا رہی ہیں. تمہاری ہما خالا کب سے تمہیں کال کر رہی ہیں اور تمہارا نمبر بیزی جا رہا ہے۔اب اگر کال آئے تو فوراً سے پک کرو کوئی بات کرنی ہے خالا کو تم سے۔۔"ماں نے بیزاری سے جواب دیا۔

"مجھ سے بات؟ میں ابھی نہیں کر سکتی اور خالہ کو کہاں میری یاد آ گئی؟ انکا وہ مسٹر بین بیٹا کہاں ہے!!!۔

منہ کو زرا سا کھول کر بات کرتے کرتے اسکے منہ سے جو جملے نکل رہے تھے انہیں سن کر کے ہنسی نکل سکتی تھی کسی کی۔۔

صوفے پر پاؤں چڑھا کر بیٹھی وہ اب خالہ سے بات کر رہی تھی۔اس کی یہ حرکتیں ماں کے لیے سخت پریشانی کا باعث بنی ہوئی تھیں۔ کبھی کبھی تو وہ لڑکی کے بجائے لڑکا لگتی تھی۔ مگر اپنی خوبصورتی پر کوئی سمجھوتا نہیں کرتی تھی۔چہرے پر ایک بھی پمپل دیکھائی دے جائے تو گھر بھر کو سر پے اٹھا لیتی تھی۔۔

خالہ کس کے ساتھ آوں گی میں ؟ابا کو کام سے فرصت نہیں ہے اور امی تو مجھے لے کر آئیں گی ہی نہیں "خالہ کو اپنی" مجبوری بتا کر اسے لگا تھا خالہ کہ دیں گی کے چلو کوئی بات نہیں۔ مگر انہوں نے جو جواب دیا اسے سنتے ہی منہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا۔۔۔

صارم کے ساتھ وہ بھی اکیلے دو گھنٹے سے بھی زیادہ کا سفر۔ نہیں نہیں یہ برداشت سے باہر ہے۔ لیکن خالہ کو یوں انکار کر دینا بھی تو مناسب نہیں۔۔

نہ چاہتے ہوئے بھی امل نے ہامی بھر لی تھی۔ بند ہو چکی کال کے بعد بھی امل فون کو گھورے جا رہی تھی۔

----------/13\----------

رات بھر کی بے خوابی کے آثار فجر کی آنکھوں میں صاف دیکھائی دے رہے تھے۔ آج یونیورسٹی سے چھٹیوں کا پہلا ہی دن تھا۔ سمیسٹر کب شروعات ہوئی کب ختم کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ فجر پارک کے اسی بینچ پر بیٹھ کر پارک کے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اداس آنکھیں نیند کی کمی کی وجہ سے پہلے ہی بہت بوجھل ہو رہی تھیں۔ فجر کی آنکھوں کے سامنے بیتے ہوئے لمحات جیسے فلم بن کر چلنے لگے تھے۔ فجر کو ایک لمحے کے لیے ایسا لگا جیسے وہ اس لمحے میں اگر موجود ہے تو یہ ایک سراب ہے۔ وہ آنکھ کھولے گی تو منظر پھر سے بدل جائیں گے۔ وہ پھر سے اس ہنستے مسکراتے ہوئے وقت میں لوٹ جائے گی۔ مگر ایسا تو بس یادوں میں ہی ممکن ہوا کرتا ہے۔ گزرا ہوا وقت کاش کبھی لوٹ کر آ سکے تو ان لمحوں کو جی بھر کر جی لیا جائے۔

وہ سر کو جھکائے پاؤں کے نیچے کی گھاس میں چبھنے والے کنکروں پر پاؤں رکھ کر ان کے نوکیلے کناروں سے ملنے والی چبھن کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔اندر کی عزیت کو کم کرنے کے لیے فجر اپنے جسم کو چھلنی کر رہی تھی۔پاؤں کی نرم ملائم سی جلد پتھروں کو زخمی کرتی جا رہی تھی۔وہ یوں ہی ننگے پاؤں چلتے ہوئے اپنے گھر تک چلتے چلی جانا چاہتی تھی۔ابھی

چند منٹ پہلے وہ جب پارک کی طرف آنے کے لیے گھر سے نکلی تھی تب راستے میں زبیر بھائی اور سندس بھابھی بھی تو ملے تھے۔بھابھی نے گاڑی سے اتر کر فجر کو گلے سے لگایا تو فجر کا دل چاہا تھا وہ ان سے لپٹی رہے۔وہ دونوں گاؤں جا رہے تھے۔نکاح کے بارے میں دوٹوک بات کرنے کے لیے۔۔۔احد میں تو ایسی جرات کبھی ہو گی ہی نہیں شاید۔۔۔فجر کو احد سے ایسی خاموشی کی امید نہیں تھی۔۔

----------/13\----------

امی میں نہیں جاوں گی خالہ ہے گھر کچھ کریں نا ادھر کوئی ہو گا ہی نہیں۔۔میں بور ہوں گی اور وہ صارم بھائی جان عذاب میں کر دیتے ہیں ساری کمانڈری مجھ پے ہی چلاتے ہیں۔"

امل جو خالا کے گھر نا جانے کا جواز ماں کو بتا رہی تھی تو ادھر میمونہ بیگم اپنی بیٹی کی باتوں پر بس سر ہلا کے اور ہوں ہاں میں جواب دے رہی تھیں۔

تو خالہ کو کہ دیتی نا۔تب تو بڑی جی جی کر رہی تھی۔اب میں نہیں منع کر سکتی۔وہ صارم کی دوست فجر بھی تو ہے۔یاد ہے ہمارے گھر آئے تھے وہ تینوں۔۔۔۔کیا نام تھا اس لڑکے کا۔۔۔بھلا سا نام تھا۔۔"ذہن پر زور دیتے ہوئے وہ سوچنے لگیں۔بیٹی کی نہ جانے کی ضد کو جیسے بھول گئی تھیں۔۔

ہاں امی احد نام تھا آپ بھی نا اور میں کیا کروں فجر کا تھوڑی سی چھٹیاں ہیں کیا کیا پلین بنائے تھے سب خراب "امل کا" دماغ گھوم رہا تھا اس بارے میں سوچ سوچ کر۔۔

جو پلان ہم نے بنا رکھا ہے اسکی خبر تمہیں لگ جائے تو تم میرا سر کھول دو گی۔ "امل کی امی نے زیر لب آہستگی سے یہ " جملے کہے اور کمرے سے باہر نکل آئیں۔ امل کو اس کے ابا ہی سمجھا سکتے تھے اور یہ بات بھی وہی سمجھائیں گے۔۔

چلو بیٹا یہاں پے تمہارا کوئی سگا نہیں ہے.. چل کے تیاری پکڑو... "خود سے ہمکلامی کرتے ہوئے وہ کمرے کی طرف" بڑھ گئی۔

سگے سب ہیں اور جہاں جا رہی ہو نا وہ ہی تو سگے ہیں. "بیٹی کی بات سنتے ہی میمونہ بیگم فوراً سے بول اٹھیں۔"

"اور ہاں خبر دار کوئی بد تمیزی کی صارم سے"

اس سے پہلے کے امل کوئی بات کرتی انہوں نے حدایات دیتے ہوئے کہا۔

امی آپ تو ایسے بات کر رہی ہیں جیسے سسرال بیجھ رہی ہوں مجھے ایک تو آگے ہی اداس ہوں اور آپ نصیحتیں" کریں!!" صارم کے بارے میں سوچ کر ہی امل کو غصہ آ رہا تھا۔۔

For more visit (exponovels.com)

"چل ہٹ کچھ بھی بولتی رہتی ہے۔اور یہ جینز یہیں رکھ جا ایسے لباس پہن کر گھومے گی بے شرم کہیں کی۔"

ماں نے فوراً سے پینترا بدلتے ہوئے کہا۔۔

کیا مطلب ہے رکھ جاوں پہننے کے لیے لی ہے رکھنے کے لیے نہیں اور ہما خالا کو بول دیں جو مجھے انہوں نے کوئی" نصیحتیں کی "امل کے لیے فیشن اور نئے کپڑے ہی تو سب کچھ تھے۔ باقی سب تو چلتا ہی رہتا۔۔

"تم جانو تمہاری خالہ جانے۔مجھے نہیں آنا در میان میں۔بس میرے بھانجے سے الجھنا مت "

اپکا بھانجا نا ہوتا تو بتاتی ہر ٹائم مجھے آخر کیوں تنگ کرتے ہیں میں نے کیا بگاڑا ہے اور مجھ پے حکم دیکھا تھا نا کیسے چلا رہے" "تھے جب پچھلی بار گئی تھی خالا کی طرف

امل کی باتوں کے جواب میں ماں بس مسکرا کر رہ گئیں۔

----------/13\----------

موبائل مسلسل بجے جا رہا تھا۔

ہما جو نماز ختم کر کے اب دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے بیٹھی تھی فوراً سے دعا مانگ کے اب جائے نماز کو ایک ہاتھ میں اٹھائے اور دوسرے سے موبائل کان سے لگائے اب کرسی پے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اسلام وعلیکم بیٹا کیسے ہو اور نکل آئے یا نہیں۔۔۔"

صارم جو نا جانے کس جلدی میں تھا فوراً سے ماں کو اپنے دیر سے آنے کے بارے میں بتانے لگا۔۔

"امی تھوڑا کام ہے تو میں لیٹ ہو جاوں گا اور رات کو تھوڑا لیٹ ہی پہنچوں گا۔۔۔"

اب کونسا کام ہے بیٹا اور تم نے امل کو بھی ساتھ لانا ہے یاد ہے نا تمہیں صارم کی امی کے چہرے پر تھوڑی سی ٹینشن کے " آثار آ گئے تھی۔۔۔۔۔۔

امی امل کو کیوں لانا ہے اور آپ نے مجھے کب بتایا تھا؟؟؟" صارم نے اپنی آواز کو بمشکل قابو کیا۔اور سرگوشی کرتے " ہوئے بولا۔

کیا مطلب کیوں لانا ہے بھول جاتے ہو تمہاری ایک ہی خالا کی بیٹی ہے بیٹا تھوڑا پیار لایا کرو اپنے رویے میں جب اس کی " بات کرو تو۔۔۔" ماں نے صارم کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں جی پیار لاوں گا جو حکم امی"

صارم اب بہت بے چین دیکھائی دے رہا تھا۔ماں نے ایسا کام کرنے کو کہ دیا تھا جس کو کرنے کا صارم کو بلکل بھی دل نہیں تھا،اور وہ ماں کو انکار کرنے کا مطلب بھی جانتا تھا اس لیے رضامند ہو گیا۔۔۔

ٹھیک ہے امی میں لے اوں گا آپ خالا کو فون کر دینا کے اسکو تیار رکھیں میں زیادہ دیر نہیں رکوں گا۔۔۔"صارم نے" بے دلی سے جواب دیا۔

اوکے میرا بچا جیتا رہے اللہ حفاظت کرے تمہاری۔۔۔۔"

"!!!اللہ حافظ

"اللہ ہی حافظ امی"

صارم نے بے دلی سے فون بند کر کے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ کیا مصیبت ہے۔ وہ احد کے ساتھ جو کچھ پلان کر چکا تھا اس کو اب کینسل کر دینا بھی تو اچھا نہیں تھا۔ گھومتے ہوئے راستے میں رکتے ہوئے سفر کر کے گھر جانے کے پلان کا جنازہ صارم کی امی کے فون کال نے نکال دیا تھا۔

----------/13\----------

امل کچن میں کولر سے پانی ڈال کر وہیں اس کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھی ہوئی پانی پی رہی تھی۔ باہر سے امی کی آواز آنا بھی اچانک سے ہی بند ہو گئی تھی۔ ```پڑوسیوں کے ہی گئی ہوں گی ``` امل نے یہ سوچتے ہوئے ایک بڑا سا گھونٹ بھرا۔ پانی ابھی پوری طرح سے حلق سے نیچے بھی نہیں اترا تھا امل کو اپنے سامنے کی دیوار پر ایک سایہ پڑتا ہوا دیکھائی دیا۔۔۔

پانی نے جیسے اندر جانے سے انکار کر دیا تھا،اور باہر سے امل نے راستہ روک دیا تھامنہ پر اچانک ہاتھ رکھ کر۔بھاری بھر کم جوتوں کی آواز نے امل کے اوسان خطا کر دیے تھے۔امل بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پانی سے بھرا ہوا گلاس اپنے عقب میں کھڑے ہوئے اس سایے پر اچھالا۔۔۔

آپ!!!!"امل کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔اس کے پیچھے کھڑا وہ شخص صارم تھا۔جو اس وقت یونیفارم پہنے ہوئے تھا۔اسکا چہرہ بھیگا ہوا تھا اور بال بھی گیلے ہونے کی وجہ سے ماتھے پر گر گئے تھے۔محنت سے درست کیے ہوئے بالوں کو امل نے ایک لمحے میں بھوسے کی طرح بنا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

امل کی بچی"صارم غصہ میں گرج کر بولا۔۔۔"

وہ آپ کیوں آ گئے ؟ڈرا کے رکھ دیا مجھے میں مر جاتی تو؟اگر ڈر سے میرے دل کو کچھ ہو جاتا تو؟کون ذمدار ہوتا بتائیں" ذرا؟"امل جو مسلسل بولے چلی جا رہی تھی۔۔۔

دماغ گھوم گیا ہے جو آ گیا ہوں میں۔۔اور یہ کیا حرکت تھی۔۔مر ہی جاتی تم"بے تکی باتیں سناتا ہوا صارم بولتے " بولتے کچن سے باہر نکل آیا تھا۔۔۔

"صارم بھائی اپکو کسی نے بولنا نہیں سیکھایا؟کیا اتنے اکڑو کیوں ہیں آپ کیسے منہ بھر کے بول رہے ہیں مر جاتی"

اور تم جو مجھے آتے ساتھ ہی دھور ہی ہو۔ حد ہو گئی۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے "خالہ کو تلاش کرتا کرتا صارم پورے گھر" میں گھوم رہا تھا۔۔۔

میں نے کیا کیا ہے آپ ہر ٹائم مجھے کیوں ڈانٹتے ہیں یہ لیں پانی پئیں وہ جواب گلاس سامنے کیئے صارم پے جیسے احسان کر" "رہی تھی

خالہ کہاں ہیں "گلاس لے کر صارم اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ احد کو باہر ہی چھوڑ آیا تھا۔"

آپکی خالہ مجھے کو نسا بتا کے گئی ہیں۔ اور آپ اتنی جلدی میں کیوں ہیں بیٹھ جائیں۔۔۔۔

ویسے صارم بھائی آپ سے دشمنی اپنی جگہ بٹ اس یونیفارم میں آپ بہت کیوٹ اور ہینڈسم لگ رہے "کچن کے دروازے سے پشت لگائے ہوئے کھڑی تھی۔۔

بیٹھتا ہوں احد کو تو اندر بلا کر لے آؤں... اور میری خالہ تم جیسی چمگادڑ کو برداشت کرتی تو کچھ وقت اکیلی رہ کر سکھ کا" سانس لے رہی ہوں گی۔" صارم امل کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔

اور ہاں وہ میں ہوں ہی ہینڈسم تو لگوں گا ہی" یہ کہ کر وہ احد کو لینے چلا گیا۔ اور اپنے پیچھے جلنے کے لیے امل کو چھوڑ" گیا۔۔۔

ایویں ہی خوش فہمی میں مبتلا ہیں بیچارے اور یہ امی کو تو دیکھو پتا نہیں کدھر گئی ہوئی ہیں مجھے اکیلا چھوڑ کے "امل اپنے ہی" خیالوں میں ڈوبی ہوئی باتیں کرتی جا رہی تھی۔۔

اکیلا چھوڑنے کی بات صارم نے سن لی تھی۔اندر آتے ہی بولا۔

"گھبراؤ نہیں۔اکیلی ہو میں کوئی خراب لڑکا نہیں ہوں"

احد نے صارم کی کمر پر چٹکی کاٹی اور فالتو بات کرنے سے روکنے لگا۔۔

یہ وہی ہے ناصارم؟؟ جس کی ناک بہتی رہتی تھی۔۔۔"احد نے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا۔۔"

مطلب ہر کوئی مجھ سے۔۔۔۔"

غصے سے ناک چڑھاتے ہوئے وہ بہت پیاری لگتی تھی

ہر کوئی مجھے تنگ کرتا ہے اور آحد بھائی اپکو بھی کوئی۔۔۔

جائیں میں نہیں بولتی.."امل نے منہ بسورتے ہوئے جواب دیا۔۔

اچھا نہ بولنا جاؤ خالہ کو تلاش کرو"صارم نے امل کو بازو سے پکڑ کر باہر کی جانب نکالتے ہوئے کہا۔۔۔"

For more visit (exponovels.com)

"اللہ کرے اپکو ایسی ہستی ملے آپکی ساری اکڑ ختم ہو جائے اپکو جب کوئی ایسے ستائے گا اپکو پتا چلے گا۔۔۔۔"

میمونہ بیگم جو سامنے سے آتے ہوئے امل کی بات سن کے مسکرا دی۔۔

"امی آپ کدھر چلی گئی تھی اگیا ہے اپکا بھانجا"

امل کی باتوں کے جواب دینے کے بجائے صارم اور احد آگے بڑھ کر خالہ سے ملے۔وہ امل کی عجیب و غریب باتوں کو سن کر بہت خوش ہو رہے تھے۔۔۔

صارم تیرے لیے یہی ہستی ٹھیک ہے "احد نے آہستہ سے صارم کو کہا۔۔"

کیسے ہو میرے بچے؟"

"کتنے کمزور ہو گئے ہو

صارم کو پیار دیتے ہوئے میمونہ بیگم نہایت پیار سے اسکی پیشانی پے ہاتھ پھیر رہی تھی۔۔

"اور بیٹے تمہیں کیا ہوا ایک دم سے ہی جیسے کچھ بڑے سے ہو گئے ہو"

"خالہ کمزور اس امل نے کر دیا مجھے بھگو کر رکھ دیا"

For more visit (exponovels.com)

احد بھی اس بات پر مسکرا دیا۔اب سب ہنستے ہوئے باتوں میں مصروف ہو گے تھے۔۔۔

----------/13\----------

صارم جو گاڑی چلانے کے موڈ میں بلکل بھی نہیں تھا وہ امل کو نہ جانے کیسے برداشت کر رہا تھا۔وہ بھی تو بولتی ہی چلی جس رہی تھی۔۔

اچھا کوئی گانا لگائیں کیا اتنا سڑا ہوا ماحول بنایا ہوا ہے دیکھیں موسم بھی کتنا اچھا ہے۔۔"صارم کے چہرے پر نمودار ہونے" والی شکنیں امل نے نہیں دیکھی تھی۔۔

گانا کون سا سنو گی چھوٹی سی لڑکی "یہ احد تھا جو جواب دے رہا تھا۔اور صارم امل کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا" تھا۔۔

"کوئی بھی اچھا سا بس دکھیا سا نا ہو ورنا مجھے نیند آجائے گی۔۔۔۔۔"

..کاش کے نیند آہی جائے "احد جو امل کی بات پے ہنس دیا تو دوسری طرف صارم بس۔اتنا ہی کہ سکا"

صارم بھائی!"امل نے بھائی کے لفظ پر اچھا خاصہ زور دیا تھا۔۔۔"

اب وہ گانا سننے میں مگن اس بات سے بے خبر اپنی ہی۔ دھن میں تھی کے اسکو سائیڈ مرر سے کوئی دیکھ رہا ہے۔

صارم امل کے پر سکون چہرے کو دیکھے جا رہا تھا۔ رات ہوتی جا رہی تھی اور وہ لوگ ابھی گھر سے کافی فاصلے پر تھے۔ گاڑی میں بس گانے کے بول گونج رہے تھے۔

صارم جو ایک ہی گانا سن سن کے پک گیا دوسرا گانا جیسے ہی چینج کیا سب نے اسکی طرف چونک کے دیکھا۔۔۔

دل سمبھل جا زرا

پھر محبت کرنے چلا۔۔۔

"!اللہ!!! صارم بھائی شرم کریں کچھ میں خالا کو بتاتی ہوں کیسے گانے سنتے آپ"

امل نے جمائی کے ساتھ اپنی ہنسی روکتے ہوئے بمشکل اپنی بات مکمل کی۔۔

کیوں کیسے سنتا ہوں گانے میں؟" صارم نے گھورتے ہوئے دیکھا۔"

یہ جو ابھی سن رہے "امل شرارتی لہجہ میں بولی۔"

"افف لو بند ہی کر دیتا ہوں گانا۔ احد فجر کیسی ہے اب؟"

نہیں نہیں مزاق کر رہی ہوں لگا رہنے دیں "امل مسکرائی۔۔"

جب جب تیرے پاس میں ایا اک سکون ملا ```

جسے میں تھا بھولتا ایا وہ وجود ملا

جب آئے موسم غم کے تجھے یاد کیا

جب سہے تنہا پن سے تجھے یاد کیا

دل سمبھل جا ذرا پھر محبت کرنے چلا تو

دل یہیں رک جا ذرا پھر محبت کرنے چلا تو۔

```

وہ مجھ سے بات ہی کب کرتی ہے۔ ٹھیک ہے مگر بہت خاموش رہتی ہے۔اور زبیر بھائی گئے ہیں تایا جی کو میرے اور فجر " کے نکاح کا بتانے کے لیے "احد نے ایک ہی سانس میں سب کہ سنایا تھا۔۔وہ نہ جانے کب سے بولنے کے لیے بے تاب تھا۔۔

دونوں کے درمیان بہت سی باتیں ہوتی جا رہی تھیں۔گھر پہنچنے تک وہ لوگ آنے والے دنوں کے بارے میں حکمت بناتے ہوئے آرہے تھے۔

کندھے پر ہاتھ رکھ کر صارم نے جھنجھوڑتے ہوئے امل کو جگایا۔
```

"امل ہیلو۔۔۔اٹھ جاؤ"

"کیا ہے بھائی سونے دو مجھے۔"

امل گھر پہنچ گئے ہیں۔ گاڑی میں ہی سونا ہے کیا؟" صارم جھنجھلاہٹ محسوس کر رہا تھا۔امل کو ہاتھ لگانے میں بھی اسے " گھبراہٹ سی ہو رہی تھی۔۔

آئینے کے سامنے کھڑی وہ اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرنے کے ساتھ مسلسل مسکرائے جا رہی رہی تھی۔۔

اب بھلا کوئی اتنا پیارا کیسے لگ سکتا ہے؟"اس کے مسکرانے کے ساتھ اس کے ہونٹوں کے نیچے چھوٹا سا تل بھی جیسے " مسکرا دیا۔۔۔۔

"امل امل آ بھی جاو ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"

رات کو گھر لیٹ آنے کی وجہ سے امل خالہ سے مل نہیں پائی اور انہیں کے پاس سو گئی تھی۔ابھی تھوڑی دیر پہلے ہما بیگم اسکو اٹھا کے گئی کے فریش ہو کے نیچے آ جاو۔۔۔۔

اب سب نیچے بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے

"امی رات کو اپکو نیند تو آ گئی تھی نا۔"

"ہاں بیٹا اگئی تھی تم کیوں پوچھ رہے۔۔۔۔۔"

وہ امی کیا ہے یہ کالی اتنے خراٹے مارتی ہے توبہ توبہ کل تو مجھے دل کر رہا تھا کے گاڑی چلانے کے بجائے اس کے منہ کو تالا لگادوں۔۔"

اوپر سے اترتی ہوئی امل کھلے بالوں میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔اپنے بارے میں صارم کی باتیں سن کر اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

آئیں میڈم جی جلدی سے نیچے آجائیں ناشتہ بہت ہی زیادہ ٹھنڈا ہو چکا ہے" صارم نے امل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

آپ چپ کر جائیں خالہ صارم بھائی کو دیکھا ہے ذرا بھی احترام نہیں کرتے میرا" خالہ سے شکایت کرتے ہوئے امل خالہ کے قریب بیٹھتے ہوئے بولی۔۔

احترام؟اور تمہارا؟؟ چھوٹی ہو میرے سے ہو نہہ" صارم کی نظر دروازے کی جانب جا رہی تھ جیسے وہ کسی کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔امل کی اوٹ پٹانگ سی باتیں سن سن کر ہما آنٹی کو بھی ہنسی آرہی تھی۔۔

"نہیں تو بڑے چھوٹوں کا احترام نہیں کرتے کیا اور خالہ آپ تو ہو سپٹل چلی جائیں گی میں کیا کروں گی اکیلے؟؟؟"

صارم نے امل کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اسکی تو نظریں اس تل پر ٹک سی گئی تھیں۔۔

اکیلی کب ہو گی یہ ہو گا نا گھر پے اور ویسے بھی تمھارے پاس پورا گھر ہے جو دل چاہے کرنا" خالہ نے ناشتہ بڑھایا امل کی جانب۔۔۔

مگر خالہ گھر کا میں کیا کروں گی اور صارم بھائی کے ساتھ تو میں ایک منٹ نا رہوں "امل کا منہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا تھا یہ بات سن کر کے اسے صارم کے ساتھ رہنا پڑے گا۔۔

ہاں میں تو مرا جا رہا ہوں جیسے تمھارے پاس رہنے کے لیے۔" صارم اٹھ کر باہر نکل آیا جلدی سے۔ کیونکہ دروازے کے باہر اسے کسی کے پاؤں نظر آ رہے تھے۔۔

صارم اندر داخل ہوا تو اسکے ساتھ احد اور فجر بھی تھے۔ان سب کو بھی صارم نے ناشتے کے لیے بلا رکھا تھا۔دونوں ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوئے تھے مگر انکی آنکھیں کسی دوسری جگہ پر مرکوز ہو کر رہ گئی تھی۔دونوں نے آگے بڑھ کر آنٹی کو سلام کیا اور امل کی جانب دیکھنے لگے۔جو حیرانگی سے سب کو دیکھنے میں مصروف تھی۔

امل تم کیسی ہو۔" فجر نے امل کو پہلی ہی نظر میں پہچان لیا تھا۔"

میں بلکل ٹھیک ! ! "اس نے جانے انجانے میں ناجانے فجر میں کونسی اپنائیت محسوس کی ملنے کے لیے دونوں بازو اس" ..کے آگے پھیلا دیئے فجر بھی یہ دیکھتے ہوئے مسکرا کے آگے بڑھ گئ

فجر اور امل کے یوں بغلگیر ہونے پر احد نے حیرت سے صارم کی طرف دیکھا۔ جو پہلے ہی کھکے ہوئے منہ سے احد کو دیکھ رہا تھا۔ اور ان دونوں لڑکوں کی حالت دیکھ کر ہما آنٹی کو جیسے ہنسی آگئی تھی وہ اسپتال جانے کے لیے بلکل تیار ہو چکی تھیں۔۔

یہ دونوں کس میلے میں بچھڑی ہوئی بہنیں آج یہاں پر مل رہی ہیں۔ "احد نے لقمہ دیا۔۔۔"

تو اور کیا بہنیں ہی تو ہیں. "جواب ہما بیگم کی طرف سے آیا۔ تھا"

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کے آپکو معلوم بھی نہیں ہوتا کے کون کتنی تکلیف میں ہے مگر ناجانے جب آپ اس سے ملتے ہو تو اسکا آدھا درد اپنے اندر لے لیتے ہو یہی کچھ امل کے ساتھ بھی ہوا۔ تھا اسکو خود معلوم نہیں تھا کے کیوں فجر کے ساتھ ملتے ہوئے اسکی آنکھوں میں انسوں ائے تھے جیسے وہ نہایت مہارت سے چھپا گئ تھی۔۔

ہما آنٹی کو خدا حافظ کہنے کے بعد اب احد اور صارم کی پوری توجہ امل کی جانب تھی۔ وہ تو جیسے انہیں بھول ہی گئی تھی فجر کو دیکھتے ہی۔ وہ جو اکیلے پن اور اداسی کا احساس ہو رہا تھا وہ ایک پل میں ختم ہو گیا تھا۔ وہ فجر کے بارے میں جاننے میں مصروف تھی۔۔۔

فجر آپکی شادی ہو گئی ؟" یہ ایسا سوال تھا جسے سنتے ہی کھانے کی میز پر موجود سب کی جیسے سانسیں بھی رک سی گئی تھی۔۔۔

امل چپ کر جاو۔۔

تمہارا دماغ میں ٹھیک کرتا ہوں ہر ٹائم شادی کی طرف لگا رہتا ہے صارم نے دانت پیستے ہوئے جملہ مکمل کیا۔۔

صارم انسان بنو۔ زیادہ غصہ مت ہو" فجر نے گھورتے ہوئے صارم کو دیکھا۔ جو امل کو غصے سے دیکھ رہا تھا۔ "جی امل" نکاح ہوا ہے میرا" فجر نے مسکرانے کی کوشش کی۔

صارم بھائی اپکو کیا مسلہ ہے اور مراد ماغ شادی میں توبہ توبہ۔۔۔۔۔۔۔۔"

".اللہ مطلب آپکی شادی بھی ہو گی ویسے کس سے ہوئی ہے

میرا شوہر یہاں ہی ہے اسی ٹیبل پر بیٹھا ہوا ہے" فجر نہ جانے کیوں آج پہلے جیسی شرارتی ہو رہی تھی۔ اور زرنش کو احد" کے ساتھ نہ دیکھ کر وہ کس قدر سکون میں تھی۔۔

".اللہ صارم بھائی نے شادی کر لی

رونے والی شکل بنا کے امل نے صارم کی طرف دیکھا۔ جس کو چائے پیتے ہی ایسی کھانسی لگی کے رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔

خدا کی بندی یہ بھی بیٹھا ہوا ہے یہاں پر۔"صارم نے منہ صاف کرتے ہوئے احد کی جانب اشارہ کیا۔۔۔"

----------/14\----------

تایا وارث کے کان کی لو تک سرخ ہو چکی تھی۔ غصہ کے مارے انکا نچلا ہونٹ مرتے ہوئے پرندے کی طرح پھڑ پھڑا رہا تھا۔ وہ زبیر کے چہرے پر نظریں گاڑے ہوئے تھے۔

جبکہ زبیر کا چہرہ بلکل پر سکون تھا۔ وہ جیسے ان نظروں سے بے نیاز تھا۔۔

"یہ کیا بکواس کر رہا ہے تو"

اواز اونچی ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے الفاظ بھی جیسے لرز رہے تھے۔۔ وہ اس بات کو سننے کی بلکل بھی امید نہیں رکھتے تھے۔۔

تایا جی بکواس نہیں حقیقت ہے۔ اب بھی یہ معاملہ سلجھ سکتا ہے بات بڑھی نہیں ہے"زبیر نے با معنی نظروں سے تایا جی کی طرف دیکھا۔۔

"اوئے چپ کر معاملہ اب نہیں سلجھ سکتا.. میری عزت کی دھجیاں اڑادی تم لوگوں نے اوئے اب بس طلاق ہو گی طلاق"
"اور اس کے بعد میں اس غلط فہمی کو یقیں میں بدل دوں گا سن لے اور جا کے بتادے اپنے پیو اور اس احد کو

تو ٹھیک ہے۔ زرنش کو طلاق ہو جائے گی اور واپس بھی بھیج دیں گے۔" زبیر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ بھی اپنے تایا کے مزاج سے بخوبی واقف تھا۔ سندس نے زبیر کو روکنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔۔

"اوئے سن واپس اسکی لاش آئے گی لاش سمجھا تو!!! میں ختم کر دوں گا سمجھا پھر تیری یہ اکڑ بھی ٹوٹے گی جب لاشوں کے ڈھیر دیکھے گا تو ں۔۔۔

"بخشو اوئے بخشو گاڑی نکال اور شہر چلنے کی تیاری کر

تایا جی لاشیں ہم بھی گرا سکتے ہیں مگر وہ اس گھر کی عزت ہے۔ چلتا ہوں میں بھی۔" زبیر جو بات سلجھانے کے لیے آیا تھا بہت ناامید ہو کر واپس جا رہا تھا۔۔۔

.. جا اوئے جا دیکھتا ہوں کتنی لاشیں گرتی ہیں" اپنی خاندانی بندوق لیے وہ بھی ان کے ساتھ باہر نکل آئے"

زبیر کا ہاتھ ڈب میں لگے پستول کی جانب بڑھا ہی تھا جب سندس نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر زبیر کو ایسی کسی حرکت سے باز رہنے کو کہا۔ تایا جی کی زہر آلود باتوں نے زبیر جیسے ٹھنڈے مزاج کے شخص کو بھی غصہ دلا دیا تھا۔۔

زرنش اتنی اہم اور ضروری بات تم لوگوں نے چھپا کر کیوں رکھی؟اور بیٹا اتنا بڑا قدم اٹھانے سے پہلے کسی سے مشورہ تو" کر لیتے۔"فرید چچا زرنش کی بات سن کر دنگ رہ گئے تھے۔اتنا سب کچھ ہو گیا تھا اور کسی کو اس بارے میں خیال ہی نہیں آیا تھا۔

چاچو مجھے تو کچھ پتا نہیں تھا مجھے سب سے بے خبر رکھا گیا تھا چاچو۔۔۔"

میرے ساتھ بابا نے کیوں کیا سب کیوں جھوٹ بولے اتنے مجھ سے؟"وہ اپنے چاچو کے سینے سے لگی نا جانے کون کون ...سے شکوے کر رہی تھی

تم سب نے یہاں آکر بھی ہم سے بات کیوں چھپائی؟یہ سب احد کی غلطی ہے۔کیسے چپ چاپ باتیں سنتا رہا وہ سب " کی" بھتیجی کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے انہوں نے جواب دیا۔"اور بھائی صاحب تو بیٹیوں کو ہی منحوس سمجھتے ہیں زرنش بیٹی۔"فرید صاحب کی آنکھوں سے آنسوں گرنے لگے تھے۔۔۔

"نہیں نہیں چاچو احد کا کوئی قصور نہیں ہے اسکو کچھ نا کہنا۔۔"

ہاں اسے نہ کیوں اور جو تمہاری چچی تم پر آگ برساتی ہیں وہ؟یہ صارم کو تو دیکھو زرا۔۔آنے دو اسے بھی۔چھپے رستم" کو"۔۔

"چاچو۔۔۔"

" ہاں بیٹا بولو"

وہ ابھی تک اپنے چاچو کے سینے کے ساتھ لگی انسو بہا رہی تھی۔۔۔

"آپ کو یہ سب برا تو نہیں لگا نا میں نے کچھ غلط تو نہیں کیا نا اور بابا اب کچھ غلط کر دیں گے جب انکو پتا چلے گا"

فرید صاحب بھتیجی کی باتوں کا کوئی جواب نہ دے سکے وہ ایک گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔۔۔آنے والے دنوں کی سوچ نے انکو الجھا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

----------/14\----------

فجر آپ فری ہیں کیا تو آئیں پارک چلتے ہیں میں بور ہو رہی ہوں۔۔۔"امل نے فون کر کے سلام دعا کے بغیر کہنا شروع" کر دیا۔

جی میں آتی ہوں امل "فجر نے فوری طور پر حامی بھر لی تھی۔۔وہ بھی گھر میں اکیلی بور ہو رہی تھی۔"

سیڑھیوں سے اترتی ہوئی امل نے خالہ کو دیکھا جو کسی بات کے لیے صارم کو فون کر کے گھر بلا رہی تھیں۔۔

For more visit (exponovels.com)

خالہ میں فجر کے ساتھ پارک جا رہی ہوں "امل نے جیسے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔ خالہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے" اجازت دے دی تھی۔۔۔

امل جیسے ہی دروازے تک پہنچی سامنے سے آتے ہوئے صارم نے اتنے زور سے امل کے سر پر ہاتھ مارا کے وہ چکرا کر رہ گئی۔۔

وہ امل تھی صارم کا ہاتھ پکڑ کر اتنی زور سے۔ چٹکی کاٹی کے صارم کو بھی ایک دفعہ پتا چلا۔

جی آ گیا امی کیا بات ہے "صارم نے سر اندر کر کے امی کی جانب دیکھا۔ وہ بچوں کی طرح باہر سے ہی لوٹ جانا چاہتا" تھا۔۔ جیسے چھوٹے بچے کھیل ادھورا چھوڑ کر بات سننے کے لیے آتے تو اس خوف سے باہر ہی رک جاتے کے کہیں دوبارہ باہر آنے سے روک نہ لیے جائیں۔۔

"اندر تو او بیٹا اتنی بھی کیا جلدی ہے۔"

". آپ کہیں نا مجھے وہ باہر جانا ہے نا" صارم بلکل بچہ بنا ہوا تھا"

"اندر آ جاو تمہاری شادی کے حوالے سے ایک بات کرنی ہے لڑکی دیکھ لی ہے میں نے"

امی کیسی شادی کون سی شادی میں نے نہیں کرنی شادی۔"صارم بجلی کی سی تیزی سے اندر چلا آیا تھا۔۔۔"

وہ جانتی تھی اس بات سے وہ ضرور سیریس ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔

"کیا مطلب نہیں کرنی شادی کیوں نہیں کرنی کوئی پسند ہے تمہیں؟؟؟"

امی میں ابھی سے شادی کیسے کر سکتا ہوں اور مجھے کوئی بھی پسند نہیں ہے۔ہاں تھوڑا سا کوئی اچھا لگے تو کیا پورے" بندے سے شادی کر لی جائے؟؟"صارم امی کے سامنے ہاتھ ہلا ہلا کر جواب دے رہا تھا جیسے تقریر کر رہا ہو۔۔

"اچھا تو میرے بیٹے کو تھوڑی سی کون اچھی لگتی ہے بتاو تو مجھے"

"امی پہلے آپ بتائیں پھر میں"صارم سنجیدہ دیکھائی دے رہا تھا۔"

امل کیسی لگتی ہے بیٹا تمہیں میری یہ خواہش کے میں اسکو تمہارے حوالے سے ہمیشہ اپنے پاس رکھوں مگر صرف میری" خواہش سے تو کچھ نہیں ہو سکتا اس لیے تم بتاو تمکو کوئی پسند؟؟"ہمانے بیٹے کے چہرے پر نگاہیں مرکوز کر رکھی تھیں۔۔

یہ اس چھوٹی سی لڑکی کو؟امی آپ سنجیدہ ہیں؟قد دیکھا ہے اس کا؟بیوی نہیں بیٹی لگے گی میری"صارم نے سنجیدگی " سے کہا۔وہ ماں کے دل کی بات کو جان کر ہی اپنی بات بتانا چاہتا تھا۔۔

خاموش صرف تھوڑی سی چھوٹی ہے. اور میں پاگل نہیں ہوں سمجھے. بات دھیان سے کیا کرو جو منہ میں آتا ہے. بول" دیتے ہو اور اب میری بات دھیان سے سنو۔۔۔

"اگر تم امل سے شادی نہیں کرنا چاہتے تو فجر سے کروگے کیونکہ احد کی زندگی میں اب اسکی کزن آچکی ہے۔۔

امی پلیز۔۔۔احد اور فجر کو الگ کرنے کی بات نہ کیا کریں۔اور کوئی نہیں ہے احد کی زندگی میں کوئی"صارم اپنے" دوستوں کے بارے میں سن کر بول اٹھا۔اپنی سرزنش کو جیسے وہ بھول گیا تھا۔فجر سے شادی کی بات پر اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔۔۔

امی۔۔۔زرنش سے بھی تو نکاح کا کہ سکتی تھیں آپ۔فجر ہی کیوں"صارم نے نرمی سے پوچھا۔ "

کیونکہ زرنیش سے تمہارا نکاح ہو نہیں سکتا۔۔۔"

اب بتاو تمہیں کون پسند"لہجہ دوٹوک تھا۔۔

کیوں نہیں ہو سکتا زرنش سے نکاح میرا؟"صارم جیسے ضدی ہو گیا تھا۔"

"بیٹا تمہیں زرنیش کا بیگراونڈ پتا ہے. اور فضول کی بحث میں مت الجھو اور میری بات کا جواب دو تا کہ میں تمہاری خالہ کو خواب دوں. کیونکہ امل کے لیے کچھ لوگوں نے رشتہ مانگا"

امی اگر میں کہوں کے میں زرنش کو پسند کرتا ہوں تو؟" صارم کچھ سوچتے ہوئے بولا۔۔ "

صارم کیسی باتیں کر رہے ہو بیٹا وہ۔۔۔" بیٹے کی ایسی پسند کو سن کر ہوش ہی اڑ گئے تھے جیسے۔۔۔"

امی جو آپ چاہیں گی مگر ابھی مجھے تو جانے دیں میرا پاس آوٹ ہو لینے دیں" صارم نے پھر سے بات کو ٹالنے کی کوشش کی۔"

"صارم تم مجھے بتاو گے یا نہیں ہما بیگم کے چہرے پے غصہ صارم کو بتا رہا تھا کے بیٹا بتا دے جو بات ہے"

امی ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں" صارم کا سر جھک گیا تھا۔۔۔"

کیا تیار ہو کس کے لیے امل کے لیے۔۔۔؟"

دیکھو بیٹا اگر تم نہیں چاہتے تو کوئی زبردستی نہیں ہے کیونکہ میں نہیں چاہتی میرا بیٹا کسی بھی زبردستی کے رشتے میں بندھے اگے تمہاری مرضی.."

امی نے ایک دم سے جیسے کھو جنا چاہا۔۔ وہ امل کے لیے کیا سوچتا ہے۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

اگر میں کہوں کے گاؤں کے نکاح میں زرنش احد کی نہیں میری بیوی بنی ہے تو؟"صارم نے ماں پر نظر رکھتے ہوئے" سوال کیا۔۔۔

"کیا مطلب؟؟"

یہ سنتے ہی ہما بیگم کے جسم سے جیسے جان ہی نکل گی دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامے وہ صارم کو دیکھ رہی تھی مسلہ یہ نہیں تھا کے زرنیش سے شادی ہوئی مسلہ انکے بیٹے کی زندگی کا تھا۔۔

امی جیسے احد کو فجر کے حق کا خیال ہے۔ویسے ہی میں آپکی بھانجی کے لیے محسوس کرتا ہوں۔۔ہم نے جو کچھ کیا وہ بہت" ضروری تھا۔بس چند ماہ مزید یہ بات راز ہی رہے گی...ہم دونوں میں سے کوئی بھی غلط نہیں ہے امی"صارم ماں کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر ماں کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

". مگر یہ سب کیا کر دیا تم لوگوں نے"

صارم کے منہ سے نکلنے والا ہر لفظ ان کو مزید پریشان کر رہا تھا اس نے ماں کو اس دن ہونے والے تمام واقعے کے بارے میں بتا دیا تھا۔۔۔

"امی پریشان مت ہوں،زبیر بھائی گئے ہیں گاؤں بات کرنے کے لیے...اور ایک بات امی وعدہ کریں پورا کریں گی۔"

"کونسی بات صارم تم نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے میری جان چلی جائے گی اگر تمہیں کچھ ہوا تو میں کیا کروں گی"

اکلوتا بیٹا اتنی الجھنوں کا شکار ہو ماں کا کلیجہ کٹنے لگتا ہے۔ مگر صارم کو جیسے اپنی کوئی پرواہ ہی نہیں تھی۔۔

"امی کچھ نہیں ہو گا۔ مگر اگر یہ راز افشاں ہوا تو ہم سب کی جان چلی جائے گی۔۔۔ فجر تک کو حقیقت نہیں بتا سکتے ہم "

اچھا نہیں بتاتی!!" ہما بیگم کے چہرے پر ڈر صاف دیکھائی دے رہا تھا۔۔"

امی یہ لیں پانی پئیں۔۔۔

"گلاس ہاتھ میں لیتے ہوئے "اور کونسا وعدہ کروں

مجھے معلوم ہے اس کا دل ٹوٹا ہے۔ لیکن کسی کی زندگی سے بڑھ کر تو کچھ نہیں ہو سکتا نا۔۔اس بات کو راز رکھنے کا۔ آپ" سمجھ رہی ہیں نا امی"۔۔ صارم کی امی نے سر ہلایا اور صارم کے سر میں ہاتھ پھیرنے لگی۔۔

----------/14\----------

امل کے چہرے پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ فجر کی کہانی سنتے سنتے غائب ہوتی جا رہی تھی۔ مضبوط دیکھائی دینے والی فجر اندر سے کس قدر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی تھی۔۔

فجر آپ کو یقین نہیں ہے احد بھائی پر؟"امل نے سوالیہ نظروں سے سب فجر کو دیکھا۔"

"یقین ہی تو تھا۔ وہ جب بھی قریب آتا ہے مزید گہرا زخم دے کر جاتا ہے امل"

فجر مجھے پتا ہے آپ ابھی بہت تکلیف میں ہیں مگر احد بھائی پے بھروسہ رکھیں وہ آپکے ہی ہیں چلیں اب مجھے اچھی سی سمائل دیں۔

"سمائل کہاں سے آئے امل، اتنی مشکل کے بعد کون مسکرا سکتا"

مسکرانا تو پڑتا ہے ناور نہ کیسے پتا چلے گا کے آپ اللہ کے فیصلوں پر ثابت قدم اور آپکو پتا ہے فجر ہر کسی کی اپنی اپنی قیامت" ہوتی ہے. جب گھاس کے تنکے پر بارش کی بوند گرتی ہے تو تنکے پر بیٹھی ہوئی چیونٹی یہ ہی سمجھتی ہو گی کے کائنات فنا ". ہونے لگی ہے. وہ ایک بوند اس چیونٹی کی قیامت ہوتی ہے

بظاہر یوں ہنستی کھیلتی ہوئی لڑکی اتنی گہرائی میں جا کر کوئی بات کر سکتی یا سمجھانے کی صلاحیت رکھتی یہ بات فجر کے لیے حیران کن تھی۔۔

امل ایک بات پوچھوں؟" بڑی بہن کے انداز میں فجر نے سوال کیا۔ اب دونوں پارک سے گھر کی طرف آ رہی" تھیں۔۔۔

اللہ آپ ایک کیوں پوچھیں گی؟؟ چلیں دو پوچھ لیں!!" چہکتے ہوئے امل نے جواب دیا۔

صارم کیسا لگتا ہے؟"سوال چونکا دینے والا تھا۔اور بلکل غیر متوقع بھی۔۔۔"

صارم بھائی۔۔؟؟"

". ویسے تو بہت ہی آکڑ وہیں. مجھے پریشان کرتے ہیں. مگر تھوڑے بہت اچھے بھی ہیں

امل بولے چلی جارہی تھی

امل کے منہ سے صارم کے نام کے ساتھ بھائی سن کر فجر کو ہنسی آرہی تھی مگر وہ خود کو روکے ہوئے تھی۔۔صارم کے گھر کے باہر پہنچ کر فجر نے صارم کو آواز دی،

"!!!!صارم بھائی"

"ویسے فجر آپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔؟"

وہ میں سمجھی آپ اسے پسند کرتی ہو۔"فجر اس انداز میں بولی جیسے وہ قیاس آرائی کر رہی تھی۔۔"

کیا مطلب ہے امل ہکی بکی ہو کے فجر۔کو دیکھے جارہی تھی۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

"فجر وہ میرے بھائی ہیں اور میں کبھی کسی لڑکے کو پسند نہیں کر سکتی۔۔۔

اگر کوئی لڑکا کرلے تو؟"فجر کو ایسے امل کو ستانے میں بہت مزا آرہا تھا۔"

فجججر۔۔۔۔۔"

".ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں مجھے کوئی کیوں پسند کرے

کچھ بھی مطلب نہیں ہے گھبراؤ نہیں "دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اندر داخل ہوئیں جہاں صارم صوفے پر الٹا لیٹا ہوا" تھا۔اور خاصہ بری حالت میں دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔

" صارم بھائی شرم کریں کچھ"

لاحول ولا.... تم دونوں یوں منہ اٹھائے کیوں اندر چلی آئیں؟"صارم نے شرٹ پہنتے ہوئے جواب دیا۔وہ شرما بھی رہا" تھا۔لیکن غصہ کرنے کی ناکام کوشش بھی جاری تھی۔۔

"بس کریں آپ اپنے کمرے میں تھوڑی ہیں جو ہم ایسے منہ اٹھا کے نا اتے۔۔"

صارم بے شرم۔ میں کسی کی بیوی ہوں یوں مسل وغیرہ مجھے دیکھا رہے بے شرم "فجر نے اخبار رول کر کے صارم کی کمر میں مارا۔۔ وہ امل کا بھرپور ساتھ دے رہی تھی۔۔

"اوئے بے شرم لڑکیوں کیسے کیسے الزام لگا رہی مجھ معصوم پے۔"

"آہا معصوم وہ بھی آپ صارم بھائی شیطان بھی آپکی بات سن کر کہکے لگا لگا کر ہنسا ہو گا"

خالہ جی گئی ہیں احد کے گھر فجر کی اماں بھی وہیں پر ہیں "صارم نے کمر سہلاتے ہوئے جواب دیا۔۔"

صارم پیپرز سے پہلے تم کون سے دربار پر حاضری دیتے تھے؟ کیا کوئی بہت مشہور جگہ ہے "فجر صارم کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔ امل کو نہ جانے کیوں فجر کا احد کے قریب بیٹھنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔

"ہاں مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو فجر۔۔۔"

میں وہ۔۔۔ میں بھی وہاں جانا چاہتی ہوں۔ "فجر کچھ شرمندہ سی لگ رہی تھی۔ وہ کتنی باتیں سناتی تھی صارم کو۔ جب بھی وہ کبھی درباروں پر کہیں جاتا تھا۔۔

"مگر فجر تم وہاں کیوں جانا چاہتی ہو؟"

صارم کے چہرے پے کچھ حیرانگی اور کچھ پریشانی تھی وہ دونوں اب کھل کے بات کر رہے تھے کیونکہ امل ان کو اکیلا چھوڑ کے اپنے کمرہ میں کچھ لینے گئی تھی۔۔۔یا فجر کا صارم کے قریب بیٹھنا برداشت نہیں ہوا تھا۔۔

تم کیوں جاتے تھے صارم؟ بتاؤ نا کیا جواب دیتے تھے؟؟ سکون کے لیے؟ یہی کہتے تھے نا" فجر رک رک کر بول رہی تھی۔۔

ہاں مگر فجر تم۔۔۔"

اچھا میں لے چلوں گا"۔۔

مجھے سکون چاہیے صارم! پلیز مجھے لے چلو" ہاتھ جوڑتے ہوئے فجر نے کہا۔۔۔وہ پھر سے رونے لگی تھی۔اسکا دل بھر آیا تھا۔۔۔

فجر ایک دم سے اٹھ کھڑی ہوئی۔وہ تیز قدم اٹھاتی ہوئی گھر کی طرف جا رہی تھی۔

وجدان ہو سکتا ہے بابا تم سے ایگزیمز کے بعد رابطہ کرنے کی کوشش کریں۔" ثنا کچھ کھانے کے لیے لینے گئی تو زرنش نے موقع ملتے ہی وجدان کو نئی ہونے والی ڈویلپمنٹ کے بارے میں آگاہ کیا۔وہ دونوں پڑھائی میں اس قدر مگن تھے کے وجدان پہلے تو سمجھ ہی نہ سکا کے وہ کیوں ملنا چاہتے ہیں۔

وہ خالی نظروں سے زرنش کو دیکھ رہا تھا جب زرنش نے گھورتے ہوئے وجدان کو دیکھا۔جیسے شکایت کر رہی ہو وجدان سے اس کے بے تاثر چہرے کی۔۔۔وجدان کی سمجھ میں جب تک یہ بات آئی زرنش تب تک ناراض ہو چکی تھی اور

کتاب اٹھا کر اپنے چہرے کے آگے رکھ کر پڑھ رہی تھی بظاہر۔۔

زرنش کی ناراضگی کو چند منٹ ہی گزرے تھے کے اب کی بار اس نے وجدان سے اس کے نوٹس چھین لیے اور کمر پر ہاتھ رکھ کر اسکے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔

کوئی پرواہ ہے بھی یا نہیں؟ کب سے بات کرنا چاہ رہی ہوں یہ گم سم سے کیوں بیٹھے ہو" اب کی بار وہ ہاتھوں سے" اشارے بھی کر رہی تھی۔ جبکہ وجدان اب بھی مسکراتا چلا جا رہا تھا۔ اسکا ایسے مسکرانا زرنش کو زہر لگ رہا تھا۔

وہ کھا جانے والی نظروں سے وجدان کو دیکھ رہی تھی۔ ارد گرد موجود لوگوں کی وجہ سے وہ اونچا بھی تو نہیں بول سکتی تھی۔

اچھا بیٹھو مجھے کچھ سوال پوچھنے ہیں تم سے زرنش!" وجدان نے اشارہ کیا تو زرنش کسی روبوٹ کی طرح اپنی جگہ پر بیٹھ" گئی۔۔

اچھا جی کون سے سوال کرنے ہیں آپ نے اور وہ بھی مجھ سے؟" زرنیش نے کرسی کھینچتے ہوئے شرارت بھرے انداز" ... میں وجدان کو دیکھا

سوال یہ ہے کے تمہارے ابا جی انکار تو نہیں کریں گے اس رشتے سے؟" وجدان نے بلا تعامل سوال کیا۔۔"

انکار اور آپکو امپاسبل۔۔۔۔"

بھلا وہ کیسے انکار کر سکتے آپ کے لیے!" پر جوش سی زرنش نے جواب دیا۔

"سوچ لو کہیں وہ جذباتی سے اباجی نہ بن جائیں اور مجھے مار مار کے بھگا دیا جائے۔"

"وجدان۔۔۔۔۔"

شکایتی نظروں سے وجدان کو دیکھتے ہوئے وہ کچھ سوچنے لگی۔۔۔۔

"وجدان؟"

ہوں!"دور کہیں خلاؤں میں گھورتے ہوئے وجدان نے جواب دیا۔"

اگر کبھی ایسا ہوا تو میں کیا کروں گی مجھے کیا کرنا ہو گا پھر۔

تم رہ لو گی میرے بنا زرنش؟"وجدان نے پین کو بند کر کے کتاب کے درمیان رکھتے ہوئے پوچھا۔ "

"آپکو کیا لگتا ہے میں رہ سکتی ہوں کیا؟؟؟؟"

میرے لگنے سے کیا ہوتا ہے۔عورت سمجھوتہ کر ہی لیتی ہے زرنش۔"وجدان نے زرنش کی جانب دیکھا۔۔"

ایسے کیوں بول رہے ہیں کیا اپکو ایسا لگتا ہے؟"انسوں زرنیش کی انکھوں میں تیرنے لگے تھے۔۔۔۔۔"

ابھی تو صرف یہ سوچا گیا تھا کے اگر ایسا ہو گیا مگر زرنیش کو ایسا لگا تھا جیسے جسم سے آدھی جان نکل گئی ہو۔۔

زرنش رو تو نہیں نا تم۔۔۔"وجدان زرنش کے آنسوؤں کو دیکھ کر گھبرا سا جاتا تھا۔وہ ایک ہی لمحے میں سب شرارت"
بھول گیا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

وجدان میں نے آپ سے محبت ایویں ہی نہیں کرلی آپ ایسی باتیں کرتے ہے میرا دل بیٹھ جاتا ہے اور ویسے بھی آپ " نے سنا ہے نا کے جن کا پیار سچا ہوتا ہے اللہ بھی انکو ملوا دیتا ہے "اللہ تعالیٰ پر بھروسہ زرنش میں بہت زیادہ تھا۔

زرنش بات نصیب پر بھی آکر رک جاتی ہے "وجدان نے زرنش کی بات کو آگے بڑھایا۔"

"مجھے نہیں پتا نصیب کا آپ ڈرا کیوں رہے ہیں۔۔۔۔"

اچھا ٹھیک ہے اگر کچھ ایسا ہوا تو بتائیں نا میں کیا کروں گی زرنیش پھر سے اپنے سوال پے آئی تھی۔

ارے یہ سب تو خیالات ہیں نا کون سا ایسے ہو جائے گا؟ تمہارے بھائی بھی آئیں گے ساتھ ؟"وجدان زرنش کو مزید " پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

پتا نہیں ان سب باتوں سے اب زرنیش کا دل ایک دم اچاٹ ہو چکا تھا اب وجدان کے ہر سوال میں بس ہوں ہاں میں جواب دے رہی تھی۔۔

وجدان نے زرنش کو یوں گم سم دیکھ کر اسے خوش کرنے کی کوئی تدبیر سوچنے لگا۔۔۔

----------/15\----------

نیاز گاؤں سے شہر آیا ہوا تھا کچھ خریداری کرنے کے لیے۔اس کے بعد وہ یونہی یونیورسٹی چلا آیا۔کیونکہ وہ بہن کو مل کر اسکے دوستوں کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔جو فون کالز اسے آتی تھیں اپنی بہن کے بارے میں۔وہ انہیں کی تصدیق کے لیے آیا تھا۔

آتے ہی اس کی ملاقات نثار سے ہو گئی تھی۔نثار نے بجائے زرنش کا بتانے کے کہ وہ کہاں ہو گی اس وقت۔اس نے نیاز کے ذہن میں یہ باتیں ڈالنا شروع کر دی۔۔

نیاز صاحب بہن آپکی ہے اور حرکتیں دیکھیں اس کی" نثار نے کچھ پرنٹ آؤٹ ہوئی تصاویر جو ایک لفافے میں بند تھی" میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

اوئے زرا اوقات میں رہ کر بات کر... نہیں تو کل یہ شکل کسی کو دیکھانے کے قابل نہیں رہے گا!!"وہی دھمکانے والا" انداز۔۔

چوہدری صاحب تصویریں تو دیکھ لیں ایک بار۔پھر دیکھتے شکل دکھانے کے قابل کون نہیں رہے گا؟"

چہرے سے مکاری ٹپک رہی تھی۔کمینگی کی اس سے بڑی زندہ مثال کوئی ہو نہیں سکتی تھی۔

ٹانگ پر ٹانگ رکھے سیگریٹ کے کش لیتے ہوئے نثار نے نیاز کی طرف دیکھا۔۔

"!!اوئے بکواس نا کر"

کالر سے پکڑتے ہوئے اب نیاز ہاتھ میں پسٹل لیے نثار کی جان لینے پے اچکا تھا۔ نیاز کا خون کھولنے لگا تھا یہ بات سن کر۔ مگر نثار پر کسی بات کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

چوہدری صاحب مجھ پر ہاتھ اٹھانے سے بہتر ہے چپ چاپ لفافہ دیکھ لیں کھول کر۔ نثار نے کالر پر آئے ہوئے ہاتھ کو" سختی سے جھٹکتے ہوئے کہا۔

جوں جوں نیاز تصویریں دیکھ رہا تھا ویسے ہی اسکے چہرے کے زاویے بدل رہے تھے۔۔

نثار اسے اسی حالت میں چھوڑ کر چل دیا۔ وہ اپنی پہلی چال کامیابی سے چل گیا تھا۔۔۔

سامنے سے آتے وجدان کو دیکھ کر نثار نے اشارے سے اسے رکنے کو کہا۔

آگے نہیں جانا ثانیہ دماغ کھا جائے گی۔" نثار اچھی طرح سے جانتا تھا وجدان ثانیہ سے کتنا تنگ پڑتا ہے۔۔اسی لیے تو" اسے ابھی نیاز کے سامنے جانے سے روکنے کے لیے ثانیہ کا نام استعمال کر رہا تھا۔

----------/15\----------

امی آپ نے چاچی کو یہ سب کیوں بتا دیا؟؟"زرنش ماں کی آواز سنتے ہی ان پر برسنے لگی تھی۔۔۔"

"کونسی بات بیٹی؟"

میرے رشتے سے انکار والی اور یہ کے کوئی لڑکا ہے شہر کا۔"زرنش نے باہر جھانک کر دیکھا کمرے سے۔ کہیں کوئی" باتیں سن تو نہیں رہا۔ کمرے سے باہر دور دور تک کسی کی موجودگی کے آثار نہیں تھے۔۔

"اوتو تم کیوں پریشان ہو رہی ہو بیٹی تمہاری چچی نے کچھ کہا ہے کیا؟؟"

"امی حد کرتی ہیں یہ بتانا ضروری تھا کیا؟"

"ایسی باتیں چھپی کب رہتی ہیں۔اور کسی اور سے یہ بات سن کر انہیں برا لگتا نا"

اچھا امی۔۔۔بابا کب کریں گے بات وجدان سے؟؟زرنش کمرے میں گھومتے ہوئے بات کر رہی تھی۔۔"

تمہارے ابا کب بتا کر کرتے ہیں کچھ؟وہ مرضی کے مالک ہیں"۔"

امی بابا انکار تو نہیں کریں گے نا؟"زرنش کے دل میں پھر سے وسوسے پیدا ہونے لگے تھے۔زرنش نہ چاہتے ہوئے بھی" اس بارے میں سوچتی جا رہی تھی۔

تمھارے بابا پہلے سے تو بہت بدلے بدلے سے لگتے ہیں زرنش دعا کرتی ہوں کے وہ بیٹوں کو برائی سے روکیں اور خود" بھی تمہارے بارے میں کچھ اچھا سوچیں. "زرنش کی امی کی آواز سے لگ رہا تھا وہ پرانے دنوں کی یاد میں کہیں گم سم ہو گئی ہیں۔

امی مجھے ان کے اسی رویے سے ڈر لگتا ہے۔ وہ عورت کو ہمیشہ ناقص عقل والی کہتے ہیں۔ "زرنش بھی اپنی ماں کی طرح" اس بات کو محسوس کرتی تھی۔ وارث علی کے لیے بیٹے ہی سب کچھ تھے۔ عورت کم عقل اور کسی چوپائے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی تھی ان کے لیے۔

اپنی بہن کی شادی کے موقع پر بھی ان کا یہی رویہ تھا۔ اگر زرنش کے دادا زندہ نہ ہوتے تو وارث چوہدری اپنی بہن کو بھی بس اسی وجہ سے گھر میں بیٹھائے رکھتے کے ایسا کرنے سے ان کی جائداد کو تقسیم کر دیا جائے گا۔ دادا جی نے بیٹے کی مخالفت کے باوجود بھی شادی کروادی تھی بیٹی کی۔ اس بات کو سوچ سوچ کر ہی زرنش گھبرا رہی تھی۔

----------/15\----------

جی تو وجدان صاحب کیا کرتے ہیں آپ؟" چوہدری وارث نے وجدان کی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔۔ شہر کے" ایک بڑے ہوٹل میں ہونے والی ملاقات میں چوہدری وارث کے ساتھ ایاز بھی موجود تھا۔ میز کی دوسری جانب بیٹھے ہوئے وجدان کے چہرے پر سکون تھا۔ وہ چوہدری وارث کے رعب میں آنے والا نہیں تھا۔۔۔

میں کیا کرتا ہوں اپکو پتا ہے مگر پھر بھی بتا دیتا ہوں"

ابھی پڑھائی ختم کر کے ایک اچھی جاب کر رہا ہوں" وجدان نے جواب جلدی سے دیا۔

وجدان صاحب بہت سخت مزاج کے لگتے ہو آپ!" اب کی بار جواب ایاز نے دیا تھا۔ چوہدری وارث اس وقت" خاموشی سے وجدان کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔

"!!! نانا نا بھائی صاحب مزاج میرا سخت نہیں آپکو لگ رہا"

پتر جی آپکے ابا جی کیا کام کرتے ہیں؟" اس سوال کو پوچھنے کا انداز ہتک آمیز تھا۔"

"...انکل جی شادی میری اور زرنیش کی ہونی ابا جی کا کا تعلق"

پتر جی!!! یہ کوئی گڈے گڈی کا کھیل نہیں ہے۔ جو کچھ پوچھ رہے ہیں آپ الٹے ہی جواب دے رہے ہیں۔" وجدان" کے جواب پر اب چوہدری وارث نے غصہ قابو کرتے ہوئے جواب دیا۔

انکل جی آپ نے کچھ اور پوچھنا؟" وجدان کا ایسا انداز سمجھ سے باہر تھا۔۔"

ہم نے بہن کو بیاہ کر دینا ہے۔آپ احسان نہیں کر رہے ہو وجدان صاحب"ایاز نے تلخ کلامی کی جس پر چوہدری " وارث نے بیٹے کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔

میں نے کب کہا احسان کر رہے ایاز صاحب؟؟"وجدان اپنے والد کے لیے ایسے لہجے میں بات سن کر بھڑک اٹھا تھا۔" وہ اسی لیے تو ایسے جوابات دے رہا تھا۔بیٹی کے رشتے کے لیے وہ برابری پر آیا تھا۔ان کے گاؤں کا کوئی مزارا نہیں تھا۔۔

پھر ملیں گے وجدان صاحب!!!چلتا ہوں اب۔۔۔"چوہدری وارث علی نے اٹھتے ہوئے کہا اور جلدی سے" دروازے کی جانب بڑھنے لگے۔انکے اٹھتے ہوئے قدم اچانک سے رک گئے تھے۔۔۔

ایاز پتر انہیں وہ فیکٹری دیکھا دینا جو انہیں جہیز میں ملنی ہے"بات مکمل ہوئی تو وہ اسی تیزی کے ساتھ باہر نکل گئے۔۔۔"

انکل جی مانا کے آپ جتنا امیر نہیں مگر بغیرت بھی نہیں اپنی فیکٹری اپنے پاس رکھیں مجھے آپ کی بیٹی چاہیئے نا کے" جہیز!!!"وجدان کے جواب کو سننے سے پہلے چوہدری وارث وہاں سے جا چکے تھے۔۔

"وجدان صاحب خودداری اچھی لگی آپکی۔۔۔پھر بھی ہماری خوشی کے لیے ایک بار چل کر دیکھ تو سکتے ہیں نا؟؟"

وجدان نے اس بات پر بھی انکار کیا تو ایاز نے مزید جواب دینے کے بجائے وجدان کو وہیں کھڑا چھوڑ کر ہوٹل سے باہر کی راہ لی۔ پہلی مرتبہ کوئی اس مزاج کا ملا تھا جیسے وہ خود تھے۔ کوئی اپنے ہی جیسا دوسرا اپنے سامنے دیکھ کر دونوں باپ بیٹا سٹپٹا کر رہ گئے تھے۔۔۔ وجدان نے ان کے سامنے انکا ہی انداز اپنا کر انہیں ہی لاجواب کر ڈالا تھا۔۔۔

----------/15\----------

فون مسلسل بند جا رہا تھا۔ پچھلے ایک گھنٹے سے وہ فون ملانے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن اب تک رابطہ نہیں ہو پایا تھا۔ آنکھوں سے بہتے آنسو موبائل فون کی اسکرین کو دھندلا کر رہے تھے۔ وہ بار بار آنسو پونچھتی ہوئی نمبر ملانے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر جواب ہر بار یہی تھا۔

!!!آپکا ملایا ہوا نمبر اس وقت بند ہے"

"آپکے مطلوبہ نمبر سے جواب موصول نہیں ہو رہا۔

زرنش کے عصاب شل ہونے لگے تھے۔ آسمان پر امڈتے ہوئے کالے بادلوں نے جیسے سورج کو چھپا دیا تھا ویسے ہی بابا کے چند جملوں نے زرنش کی زندگی کی تمام روشنیوں کو سب رنگوں کو تاریکی میں بدل دیا تھا۔ وجدان کا نمبر کب سے بند تھا۔

ملاقات کے بارے میں جو کچھ زرنش کے بابا نے کہا تھا وہ حرف بہ حرف سچ ہو رہا تھا۔ لیکن یہ دل کیسے مان سکتا تھا۔ پیار سے بھرے ہوئے اس دل کے اندر پیار کے علاوہ کوئی دوسرا جذبہ جگہ کیسے بنا سکتا تھا۔

بابا کی کہی ہوئی بات کو شک کی نظر سے دیکھنا بھی تو ٹھیک نہیں تھا۔ وہ اپنی بیٹی کے ساتھ جھوٹ کیوں بولیں گے۔۔
زرنش نے اب کی بار زاہد کو فون کر کے اس سے وجدان کے بارے میں پوچھنے کا سوچا۔ زاہد کے نمبر پر ابھی بیل جا ہی رہی تھی کے اسکے ہاتھوں سے کسی نے موبائل فون چھین لیا۔

زرنش کے ہاتھوں سے موبائل فون کیا نکلا زرنش کو ایسا لگا جیسے اس کے دل کی دھڑکنیں کسی نے چھین لی ہوں جیسے۔۔۔
زرنش نے پلٹ کر پیچھے دیکھا وہاں ایاز بھائی کھڑے تھے۔ ماتھے پر پڑنے والے بل یہ بات بتا رہے تھے کے زرنش کے پاس سوال کرنے کا کوئی بھی حق باقی نہیں ہے۔ اس کے لیے کچھ بھی پوچھنا ممکن نہیں رہا تھا۔

بھائی کی چبھتی ہوئی نظروں سے بچنے کے لیے زرنش نے نگاہیں نیچی کر لی تھی۔ بہنوں کی عزتوں کے محافظ بھائی ہی جب بہن کو عزت پر لگنے والا داغ سمجھ لیں تو ان نگاہوں کی تاب نہیں لائی جا سکتی۔۔

زرنش نے جیسے اپنا سب کچھ کھو دیا تھا۔ اپنا پیار۔ اپنے باپ کا غرور اور بھائیوں کی عزت سب مٹی میں مل گئی تھی۔ زرنش نے ایک ایسے لڑکے کو چنا تھا۔ وہ کسی کے پیار میں اتنی آگے چلی آئی تھی جس تک آنے کے لیے اسے بہت سے سروں کو جھکا کر ان کو سیڑھی بنا ڈالا تھا۔

نہ جانے ایسے اور کتنے ہی خیال زرنش کے دماغ میں آ رہے تھے۔ وہ اپنوں کے سامنے جیسے بے پردہ ہو چکی تھی۔ گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوئی زرنش کو ایاز نے کلائی سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ کے جانے کی کوشش کی تو زرنش نے کوئی مزاحمت نہ کی۔۔

وہ ہار چکی تھی بظاہر۔ مگر اندر سے اب بھی دل کی دھڑکنیں وجدان کے نام کا ذکر کر رہی تھی اور سانسیں وجد کر رہی تھیں۔۔ وجدان کا نام سانسوں کی مالا پر جیسے جپنے کا سلسلہ جاری رہا تھا اور اب بھی تھا۔

اپنی اولاد کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں آپ؟"اپنے شوہر کے سامنے وہ پہلی مرتبہ کسی سوال کو اٹھا رہی تھیں۔اپنی" تمام عمر بلا چوں چراں کے ہر حکم کو مانتے ہوئے قبول کرنے والی نگہت اپنے بیٹوں اور شوہر کی اس حرکت پر چپ نہیں رہ سکتی تھی۔

یہ بیٹی نہ ہوتی پیدا تو یہ سب کچھ نہ ہوتا۔"چوہدری وارث نے بیوی کی بات سنتے ہی گرجدار آواز میں جواب دیا۔"جس" "دن یہ پیدا ہوئی مجھے پتہ تھا میری ناک کٹوادے گی یہ،اور پھر شہر گئی پڑھنے کے لیے

عورت کے روپ سے ہی وارث کو نہ جانے کیوں اس قدر بغض تھا۔بہن کے بعد بیوی کو تمام عمر بیوہ جیسی زندگی گزرانے پر مجبور کرنے والے وارث چوہدری نے عورت کو ہمیشہ پاؤں کی جوتی ہی سمجھا تھا۔

اپنے بھائی سے بھی انہیں اس بات پر ہمیشہ اختلاف ہی رہا تھا کے وہ اپنی بیوی کو شہر میں رکھتے ہیں اور نوکری کی بھی اجازت دیتے ہیں۔بیٹوں کے لیے وہ کسی بھی حد تک جا سکتے تھے۔ایاز کی شادی بہن کی بیٹی سے کرواتے ہوئے بھی انہوں نے بہن کو اس قدر مجبور کر ڈالا تھا کے وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس رشتے کو کرنے کے لیے رضامند ہو گئی تھی۔

وجدان کی کوئی غلطی اگر تھی تو وہ تھی اس کا مالدار نہ ہونا۔لالچ کی اس بیماری کا شکار چوہدری وارث انسان کی پہچان اس کی مال و دولت سے ہی کیا کرتے تھے۔

بیٹی کی خوشی اور اس کی زندگی سے انہیں کوئی غرض تھی ہی نہیں۔ وہ اگر اس شادی کو کروانے کی حامی بھر چکے تھے تو وہ ایسا کرنے پر مجبور تھے۔ لوگوں میں دیکھاوے کے لیے ایسا قدم اٹھانا ضروری ہو گیا تھا۔ وقت کے بدلنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی سوچ میں بھی مثبت تبدیلیاں آئی تھی۔

اور لوگوں کی نظروں میں اچھا بننے کے لیے ہی تو وہ یہ سب جتن کر رہے تھے۔ ورنہ بیٹی کی شادی وہ بھی یوں خاندان سے باہر۔ حرص اور لالچ نے ایسا ہونے ہی نہ دیا۔ بیٹی اگر خاندان میں بیاہی نہیں جا سکتی تو اسے عمر بھر کنوارہ رہنے دیا جائے۔۔

عورت کے لیے نفرت آپکی فطرت میں ہی شامل ہے چوہدری جی اور یہی سرشت میں شامل کر دیا آپ نے اپنے بیٹوں" کی۔ اور اپنے بھائی کے ساتھ آپکا بیر نہ جانے کب ختم ہو گا۔۔۔

"آتے ہوئے جیسے آپ اس سب کا زمہ دار انکو بنا آئے ہیں وہ بھی اوپر والا دیکھ رہا ہے

نگہت بیگم نے غصہ میں وہ کچھ کہ ڈالا تھا جس کو اتنے سال تک زبان پر لانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

----------/15\----------

تین دن سے مسلسل وہ اپنے کمرہ میں بند تھی ان تین دنوں میں اس نے خود کو اس کمرے کی در و دیوار کے ساتھ الجھائے رکھا نگہت بیگم آتی اس سے باتیں کرتی اس کے آگے اپنی بے بسی کا ماتم کرتی مگر نا جانے اس میں اتنا صبر کہاں سے آگیا کے سامنے بیٹھی ماں کو روتا دیکھتی رہتی۔۔۔۔۔

پچھلے تین دنوں سے وہ اسی طرح زرنیش کے پاس رہتی اسکو کھانے کو دیتی مگر وہ بس ایک ہی بات کہتی "امی آپ جائیں مجھے کچھ وقت دے دیں مجھے تھوڑی دیر اکیلا چھوڑ دیں"۔۔۔

ابھی بھی وہ کمرے کے ایک کونے میں ہاتھ کو فرش پر پھیر رہی تھی جیسے کچھ لکھ رہی ہو۔۔۔۔۔

! جسم کی دراڑوں سے بھی نظر آنے لگی روح میری

بہت گہرائیوں تک توڑ گیا مجھے وہ شخص!!۔

وہ شخص نہیں نہیں وہ کوئی شخص نہیں ہے وہ میرا وجدان ہے بھلا وہ مجھے کیسے توڑ سکتا وہ مجھے کیسے دکھ دے سکتا نہیں وہ کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔

انگلیوں کو حرکت دیتے ہاتھ کچھ دیر کے لیے رکے تھے اور اب وہ تیزی سے فرش پے ہاتھ پھیر رہی تھی جیسے لکھے ہوئے کو مٹانے کی کوشیش کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اللہ میری مدد کر مجھے اس تکلیف سے نجات دلا ایسی تکلیف جو جسم کی کسی تکلیف سے زیادہ تکلیف دہ ہے

انگلیوں کی پوروں سے سر کو دباتے ہوئے اس نے دیوار سے سر ٹکا دیا اور ایک آنسو اس کے گالوں کو بھگاتے ہوئے اس میں ہی جذب ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انکھیں بند کیے وہ اپنے بابا اور بھائیوں کی تلخ باتوں کو سوچنے لگی ان باتوں کو جو اسکو پچھلے کہیں دنوں سے سونے نا دیتی۔۔۔۔

وہ بس اپنے باپ کے منہ سے ایک ہی فقرے کی تکلیف کا اندازہ نہیں کر پا رہی تھی کے وجدان تمہیں استعمال کرتا رہا*

*اس کا مطلب تم سے نہیں تمہارے باپ کی جائیداد سے تھا

زرنیش اوئے نیچے آ اور دیکھ کیسے تیرا پیو اور تیرے بھائی اپنی عزت کا جنازہ دیکھ کے آئے زرنش جو انہیں سوچوں میں گم تھی کے نا جانے بابا اور وجدان کی کیا بات ہوئی ہو گی نیچے شور سن کر نیچے ڈوری ائی۔۔۔۔

"جی بابا۔۔۔۔"

" اوئے نیاز اس منحوس کو بول میری نظروں سے دور ہو جائے اوئے۔۔۔۔۔"

نگہت بیگم بھی فورا اسے باہر آئی اور اپنے شوہر سے پوچھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

"اوئے کمبخت عورت تیری بیٹی نے ہمیں داغدار کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

". یہ جس سے عشق معشوقی کر رہی تھی نا وہ پیسوں کا بھوکا نکلا "

جواب نیاز کی طرف سے آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو ہمیں دھمکا رہا تھا کے اس کمبخت کے کرتوت سب کو بتا دے گا اگر اسکو وہ سب نا دیا گیا جس کی وہ ڈیمانڈ کر "

"رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ سب سنتے ہوئے اب پھر زرنیش ہچکیوں سے رو رہی تھی وہ اپنی تزلیل اپنی محبت کی تزلیل اور بیٹی ہونے کے جرم میں تڑپ رہی تھی وہ خدا کے ان فیصلوں پر رو رہی تھی جس کا وہ شکوہ نہیں کر سکتی تھی۔اس کا ایمان اتنا کمزور نہیں تھا۔۔وہ ان میں سے تھی جو صبر کر کے انعام پاتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔مگر مایوسی کے اس عالم قوت برداشت چھین لی تھی زرنش سے۔۔۔

لان میں رکھی ہوئی کرسیوں کے پاس زمین پر بیٹھی ہوئی امل کا چہرہ اترا ہوا تھا۔اپنے ہاتھوں کو بے چینی سے آپس میں رگڑتے ہوئے وہ بار بار اندر کی جانب دیکھ رہی تھی۔اور منہ ہی منہ میں بولے جا رہی تھی۔امی نے یہاں بھیج کر مجھے پکا پکا گھر سے نکالنے کا ارادہ کر لیا ہے۔

میں بھی پورا نہیں ہونے دوں گی اس خواب کو امی میں بھی آپکی بیٹی ہوں۔اور اور۔۔۔آں مکھیاں تنگ کرتی میں جاؤں تا جاؤں کہاں۔امل اندر سے باہر نکل آئی تھی تاکہ اسے گھر والوں کی باتیں سننا نہ پڑیں۔مگر باہر اسے مکھیوں کی بھنبھناہٹ سن کر اور بھی زیادہ غصہ آ رہا تھا۔۔

امل یہاں سے اٹھ کر باہر جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔دروازے کی جانب تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی چلتی جا رہی تھی۔گھر سے اچھا تو یہاں کا پارک ہی ہے۔اپنی ہی دھن میں سر جھکائے چلتی جا رہی تھی۔اپنے سامنے سے آتے ہوئے عامر سے جا لگی۔وہ بھی اپنے ہی خیالوں میں گم تھا اور ہما آنٹی کے پاس ہی آ رہا تھا کسی کام سے۔

اندھے ہو کیا؟ نظر نہیں آتا؟۔"امل نے اپنا سر سہلاتے ہوئے عامر کی طرف دیکھا جو امل کو گھورتا جا رہا تھا۔"

اچھا بعد میں غصہ کیجیے گا آنٹی گھر پے ہیں؟"عامر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔"

ہاں گھر ہیں کیوں؟؟اور فجر کہاں؟"امل کا سوال سنے بغیر عامر اندر چلا گیا گھر کے۔امل اس کے یوں تیز قدم اٹھتے دیکھ" کر پارک جانے کے بجائے واپس اندر چلی آئی تھی۔عامر بجلی کی سی تیزی سے چلتا ہوا اندر آیا تھا،جب تک امل اس کے پیچھے اندر تک آئی۔ہما خالہ اور عامر باہر نکل رہے تھے۔

اور ان دونوں کی باتوں میں فجر کا نام سن کر امل کو نہ جانے کیا ہوا وہ بھی ان دونوں کے پیچھے چل دی۔فجر کے ساتھ ان چند دنوں کے ملنے سے ایک الگ سا تعلق قائم ہو گیا تھا۔فجر کو خوش دیکھنے کے لیے امل ہر ممکن کوشش کرنے لگی تھی۔

امل ہما خالہ اور عامر کے بعد اندر داخل ہوئی تھی۔اس کے اندر داخل ہونے پر جو منظر اس کا انتظار کر رہا تھا وہ دیکھ کر امل کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔صوفے پر لیٹی ہوئی فجر نے منہ کے اندر تھرمامیٹر ڈالا ہوا تھا اور وہ ہما آنٹی کو کسی بچے کی طرح دیکھ رہی تھی۔

بہن جی ایک تو میری بیٹی کو بخار ہے اوپر سے یہ آپکی دوست میری بیٹی کی دشمن بنی ہوئی ہے۔"فجر کے ابا جو فجر کے" سرہانے بیٹھے ہوئے تھے اور پنکھے کے چلنے کے باوجود بھی اسے پنکھی سے ہوا دے رہے تھے۔

For more visit (exponovels.com)

ہاں بیٹی آپکی ہی ہے میں تو بس دشمن ہی لگتی ہوں آپ کو بھی اور اس بیٹی کو بھی۔"عفت بیگم تو بس بولنے کے لیے کسی موقع کی تلاش میں تھی۔ان کے ایسے شروع ہونے سے معاملہ مزید بگڑنے کے پیش نظر ہما آنٹی نے جلد ہی بات کا رخ بدلنے کے لیے جواب دیا،"

بھائی صاحب میری دوست کو ہی غلط کہتے ہیں ان ہمارے بچوں کو بھی کچھ کہ دیا کریں کبھی۔سب ہی آپ بس ہم بیویوں کو باتیں سناتے ہیں۔"تھرمامیٹر کو دیکھتے ہوئے ہما آنٹی کے جواب نے بچوں کے چہروں پر مسکراہٹ لادی تھی۔ فجر اپنے ابا کو دیکھ رہی تھی جواب بیٹی کو ڈانٹنے لگے تھے۔مگر بیٹی کی حالت دیکھ کر ان میں حوصلہ پیدا نہیں ہوا۔

سہی کہ رہی ہو ہما!!!یہ تین دوست بھی بس بچوں کے سامنے بچے بن جاتے ہیں!!"یہ احد کی امی تھیں جو نہ جانے کب اندر آگئی تھی اور سب باتیں سن چکی تھیں۔ان کے پیچھے احد بھی کھڑا تھا۔

وہ بھی امی کے ساتھ چلا آیا تھا۔۔عامر انہیں تو بتا کر نہیں آیا تھا لیکن انہوں نے امل کو جب ایسے پیچھے بھاگتے دیکھا تو ان سے بھی رہا نہیں گیا۔امل اپنے بارے میں بات سن کر تھوڑا سا شرما گئی تھی۔

احد کے چہرے کی شرارتی مسکراہٹ نے امل کو شرمانے پر مجبور کیا تھا۔وہ اس بات کو جانتا تھا کے ہما آنٹی صارم کے لیے امل کو مانگ رہی ہیں۔۔

----------/16\----------

بابا میری بات تایا جی سننے کو تیار نہیں تھے مجھے جان سے مار دینے کی دھمکی دے رہے تھے وہ اور آپ کہہ رہے ہیں میں نے ٹھیک نہیں کیا" زبیر نے فرید صاحب کو گاؤں میں پیش آنے والے معاملے کے بارے میں بتایا تو وہ الٹا اپنے بیٹے پر ہی غصہ ہونے لگے کے اسے اپنے تایا جی سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔

اپنے بھائی کے سامنے نہ وہ خود کبھی کچھ بولتے تھے اور نہ ہی اپنے بچوں کو اس طرح کی کسی بھی حرکت کی اجازت دیتے تھے۔ خاندانی روایات کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے فرید چوہدری کو نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے بھائی کی عزت کرنا تھی۔ وہ بھلے ہی غلط کیوں نہ ہوں۔ اپنے بچوں میں سے زبیر کی تربیت بھی انہوں نے بلکل اسی طرح سے کی تھی۔

مگر آج اپنے بیٹے کی یہ باتیں سن کر وہ کچھ پریشان سے دیکھائی دے رہے تھے۔ احد جس کا مزاج قدرے سخت اور الگ سا تھا۔۔۔ مگر اس نکاح کے وقت اور اس کے بعد سے وہ تند مزاجی اور غصہ قدرے کم ہو گیا تھا۔

وہ میرے بڑے بھائی ہیں تم کو ان کی عزت کرنا ہو گی۔ وہ شہر آئیں گے تو اس معاملے پر بات ہو گی تب تک تم بھی اپنا" "منہ بند رکھو

چوہدری فرید جانتے تھے کے ان کا ایسا کہنا بیٹے اور بہو کو ناگوار گزرے گا لیکن جو کچھ زرنش نے بتایا تھا اس کے بعد ایسے سخت رویے کے بجائے نرمی سے بات کرنا ہی مناسب تھا۔

کہاں گئی ہیں تمہاری امی جی؟" فرید صاحب کے سوال پر سندس نے چونک کر دیکھا وہ اس سب کے دوران چائے کو میز" پر سجانے میں مصروف تھی۔

وہ تو گھر پر نہیں ہیں احد کے ساتھ کہیں جلدی میں باہر نکل گئی تھیں۔"سندس نے چائے کا کپ بابا کی جانب بڑھاتے" ہوئے جواب دیا۔۔۔

"اور زرنش کہاں ہے؟"

اپنے کمرے میں ہے بابا!!"سندس نے زبیر کی جانب دیکھا وہ اب تک منہ لٹکائے بیٹھا تھا۔"

"جاو زرنش کو بلا کے لے آؤ۔"

بابا کی بات سن کر سندس فوراً سے اٹھ کر سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگی۔

باپ اور بیٹے کے درمیان کوئی بات چیت نہیں ہو رہی تھی۔دونوں ہی افراد خاموشی سے اپنی اپنی چائے پی رہے تھے۔ دونوں کے درمیان خاموشی کا یہ وقفہ طویل ہی ہوتا جا رہا تھا۔

دروازہ کھلا ہونے کی وجہ سے زرنش یہ جان نہ سکی کے اس کے پیچھے کون کھڑا ہے۔وہ کان سے فون لگائے باتیں کر رہی تھی۔اس کے چہرے پر ایسا سکون چھایا ہوا تھا جو اس تمام عرصے میں کبھی بھی اتنی خوش دیکھائی نہیں دی تھی۔

نہ نہ بابا ویڈیو کال نہیں ہو سکتی پلیز نہیں نا۔مان جایا کریں نا کیوں ضد کرتے ہیں۔۔۔۔"زرنش کے منہ سے الفاظ ادا" ہونا بند ہو گئے تھے۔وہ فون پر بات کرتے کرتے جب پیچھے گھومی تو اپنے پیچھے سندس کو کھڑے دیکھ کر ہکا بکا رہ گئی۔

یوں اچانک سے کمرے کے اندر سندس کا آنا اور وہ بھی فون پر بات کرتے ہوئے سن لینا۔زرنش نے فون بند کر کے مسکرانے کی کوشش کی۔

چائے کے لیے بابا نیچے بلوا رہے ہیں"اپنی آواز کو قابو میں رکھتے ہوئے سندس نے کہا۔وہ زرنش پر یہ ظاہر نہیں کرنا" چاہتی تھی کے اس نے فون پر بات کرتے ہوئے دیکھا ہے یا بات کرتے ہوئے سنا بھی ہے۔

"جی چلیں!!!وہ بس یہ کال کر کے ستانے میں لگ جاتے"

زرنش نے اپنی طرف سے بات کو نہ جانے کیوں کلیئر کرنے کی کوشش کی تھی۔جبکہ اس سے سندس نے کسی بھی قسم کا سوال نہیں پوچھا تھا۔۔

احد فجر کے گھر سے کال کیوں کرے گا بھلا؟؟"سندس کے دل میں نہ جانے شک کیوں پیدا ہو رہا تھا۔"

احد فجر کے گھر؟؟؟"زرنش حیران رہ گئی۔"

کیوں تمہیں نہیں بتایا؟؟"سندس نے سوال پہ سوال اٹھایا تو زرنش سٹ پٹا کر رہ گئی۔"

نہیں وہ بتا کر نہیں، میں تو صارم سے بات کر رہی تھی۔"زرنش نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔۔وہ دونوں بابا" !!!کے سامنے موجود تھی۔۔۔۔

----------/16\----------

آپ لوگ یوں خاموشی سے کیوں بیٹھے ہیں؟اور احد بھائی یہ منہ کیوں اترا ہوا ہے آپکا؟؟"امل نے فجر اور احد کو ایسے" چپ بیٹھے دیکھا تو بول اٹھی۔وہ نہ اتنی دیر چپ رہ سکتی تھی اور نہ ہی کسی کو خاموش بیٹھا ہوا دیکھنا چاہتی تھی۔

میں کیا بولوں؟؟یہ بیمار پڑی ہوئی ہیں اور مریض کے پاس بات نہیں کرتے نا!!"احد کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور پاؤں فجر" کے بیڈ پر رکھے ہوئے تھے۔وہ فجر کی کوئی کتاب کھول کر اسے پڑھنے میں مصروف تھا۔

ہیں!!!کیوں چپ کیوں؟"امل کچھ نہ سمجھتے ہوئے بولی۔"

تم ابھی تک ان دونوں کی حرکتیں سمجھی نہیں ہو امل؟"فجر نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔اسکا سر چکرائے جا رہا تھا۔وہ" امل کے اس شرارتی سے انداز کو دیکھ کر دل ہی دل میں بہت خوش ہو رہی تھی۔احد کو اپنے قریب دیکھ کر فجر ہمیشہ سے خوش ہو جایا کرتی تھی۔آج کتنے دن کے بعد احد اتنا خوش تھا اور اس میں پہلے جیسی حس مزاح بھی عروج پر دیکھائی دے رہی تھی۔

کیسی حرکت ؟"امل دوائیوں کو ہلاتے ہوئے بولی۔ فجر کچھ کہنے ہی لگی تھی جب احد کی چمکتی ہوئی آنکھوں میں شرارت " دیکھ کر خاموش ہو گئی۔ وہ اچھی طرح سے جانتی تھی اب احد ضرور کوئی الٹی ہی بات کرے گا۔

عمل دیکھو جو بستر مرگ پر ہو اس کے پاس دعائیں کرتے ہیں نا اور کچھ پڑھتے پڑھاتے ہیں تاکہ جان آسانی سے نکلے۔" ایسے جیسے میں کر رہا"احد نے نہایت سنجیدگی سے کہا اور کتاب کو کھول کر بلکل ایسے پڑھنے لگا جیسے تلاوت کر رہا ہو۔ چہرے کے تاثرات سے کے کر بیٹھنے تک سب کچھ ہی ایسا تھا جسے دیکھ کر امل کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔

احد بھائی میری فجر کو آپ ایسا کہ رہے رک جائیں آپ کو تو میں۔۔۔۔۔۔"امل نے مصنوعی غصہ کا اظہار کیا۔ فجر پہلے " سے ہی جانتی تھی کے احد اسے کیا جواب دے گا۔۔۔

کمرے میں ہنسی کی آواز گونج رہی تھی۔ سب کی ہنسی ان کے دل کی اس دھڑکن کے ساز سنا رہی تھی جن کی دھنیں بہت مدھم سی ہوتی جا رہی تھی۔ وہ سریلی سی ہنسی کہیں دور رہ گئی تھی جیسے۔

زندگی کی ناتجربہ کاری نے لڑکپن کے ان آخری سالوں میں ہی ایسے امتحانات میں ڈال دیا تھا۔ جہاں گھر والوں نے نکاح کر کے ایک رشتے کو ہمیشہ کے لیے قائم کرنے کا نیک ارادہ کیا تھا تو وہیں نہ جانے کس کی نظر تھی جو ان سب کو لگی تھی۔

فجر جیسی لاابالی لڑکی کے ساتھ یہ سب کچھ ہوا تو وہ بلکل ہی ایک الگ روپ میں سامنے آنے لگی تھی۔

ہنسی مزاق بہت دیر سے جاری تھا اور نہ جانے اور کتنی دیر تک یہ سب ایسے ہی باتیں کرتے رہتے اگر عامر نیچے سے آکر ہما آنٹی کا پیغام نہ دیتا کے وہ اب احد اور امل کو نیچے آنے کا کہہ رہی ہیں تاکہ فجر آرام کر سکے۔ وہ ایک ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے ان تین گھروں کے سب لوگوں کی صحت کی محافظ تھی۔

اب احد کو تینوں خواتین کو لے کر کہیں کے گھر بھی جانا تھا۔ اس لیے وہ جلدی سے نیچے اتر آیا تھا۔ آتے ہوئے اس نے فجر ایک کاغذ فجر کے تکیے کے نیچے بھی رکھ دیا تھا۔ ایسا کاغذ اسے بہت پہلے فجر کو دے دینا چاہیے تھا۔ اسے اپنے آپ سے اتنا دور کر کے یہ قدم اٹھانا کافی مہنگا پڑ چکا تھا۔

امل کو سندس بھابھی اور زرنش کے پاس چھوڑ کر ہما، عفت اور سمبل تینوں کسی جان پہچان والی خاتون کے گھر جا رہی تھی اور آج انہیں لے جانے کی ذمہداری احد کی تھی۔ یہ ڈیوٹی ہمیشہ بدلتی رہتی تھی۔

----------/16\----------

وہ تکیے کو سر کے نیچے رکھ کر آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کر ہی رہی تھی جب اسے چند دن پہلے کی باتیں اتنی جلدی سے یاد آنے لگی جن سے فجر چکرا کر رہ گئی۔ فجر نے زندگی میں پہلی بار گھر سے اور گھر والوں سے چھپ کر کہیں جانے کی کوشش کی تھی۔ وہ صارم کے ساتھ ضد کر کے گھر سے وہیں جانے کے لیے نکلی تھی جہاں کبھی الجھنوں میں گھرا ہوا صارم جایا کرتا تھا۔

وہ اپنے سامنے بدلتے ہوئے صارم کو دیکھ چکی تھی۔ وہ منت کے دھاگے کو باندھنے والوں میں سے کبھی بھی نہیں تھی۔ لیکن پیار کے اس لگنے والے زخم کو سینے کے لیے شاید یہ منت کا دھاگہ ہی کام آسکتا تھا۔ وہ ہر طرح سے محبت کے اس درد کا درماں کر چکی تھی، لیکن اس سب کے باوجود ایک کمی سی تھی۔۔

بات جب اپنے دل کی ہو جائے تو انسان کچھ بھی نہیں سوچ سکتا۔ دماغ لاکھ اختلاف کرتا رہے وہ آخر کار دل کے آگے جھک ہی جاتا ہے۔ اور فجر کا تو سوال بھی بس یہ ہی تھا کے آخر کیوں؟؟؟ اس قدر تھکن کیوں؟ اتنے زیادہ آنسوں کیوں؟ کس جرم کی پاداش میں وہ گھر کے اندر جہاں سب سکون سے رہتے وہ بت سکون کیوں؟؟ احد نے کبھی اس سے ایسے پیار کا اظہار جب کیا ہی نہیں تو اس کے بدلنے کا غم کیوں؟

یہ وہی جگہ تھی جہاں کبھی صارم آکر بیٹھتا تھا۔ کالی سی چادر کو اپنے گرد لپیٹے ہوئے فجر بت بنی چوکھٹ پر کھڑی تھی۔ اس کے پیچھے صارم کھڑا تھا۔

صارم کے احساسات کیا تھے اس کے بارے میں فجر کچھ نہیں جانتی تھی۔ ابھی تک تو وہ اپنے آپ سے بھی بے خبر تھی۔ جھکی ہوئی نظریں اور غم کی شدت سے بھرا ہوا دل لیے فجر وہاں بیٹھ کر اپنے آس پاس سے سنائی دینے والی آوازوں کو سن رہی تھی۔ کوئی رو رو کر دعا کر رہا تھا تو کچھ لوگ تلاوت کرنے میں مصروف تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت کو سن کر فجر کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے تھے۔۔۔

باہر برستی بارش، اندر برسے دو نیناں

وہ کہلائی ابرِ رحمت، یہ کہلایا ہجرِ جاناں

For more visit (exponovels.com)

کیسا عجیب سا سکون تھا عجیب سی خاموشی تھی ایسی خاموشی جو فجر کے گھر اس کے کمرے میں بھی ہوتی مگر یہ خاموشی کچھ الگ سی تھی اس خاموشی میں اداسی تھی اس خاموشی میں کچھ خاص تھا جیسے یہ محسوس کرنے والے کو کوئی پیغام دے رہی ہو۔۔۔

فجر بھی جیسے اس خاموشی میں وہ سکون محسوس کرنے لگی تھی جو نا جانے اسے کب سے نصیب نہیں ہوا تھا

پرندوں کی چہچہاہٹ، قرآن کی تلاوت سب میں سکون تھا۔۔

انکھیں بند کیئے وہ اللہ کی موجودگی کو محسوس کرنے لگی بات یہ نہیں تھی کے درباروں میں جا کر ہی اللہ کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے اسکا احساس تو ہمیں ہر پل ہوتا ہے۔۔۔۔

مگر ایک خاص احساس وہ خاص احساس کہیں بھی ہو سکتا ہے بس اس احساس کے لیے کچھ خاص لمحات درکار ہوتے ہیں۔۔۔

----------/16\----------

حبس جتنی زیادہ ہو بارش اتنی ہی شدید ہوتی ہے۔ جس کے بعد موسم خوش گوار ہو جاتا ہے یا پھر پانی سب کچھ ملیامیٹ کر کے رکھ دیتا ہے۔

طوفان جو چند دن پہلے آنا تھا وہ اب آ رہا تھا۔ نہ جانے اس گرجنے برسنے والے بادل کے برسنے کے بعد ہریالی چار سو پھیل جائے گی یا سب کیا ہوا برباد ہو جائے گا۔ جس کی وجہ سے سب ہی گھر والے کچھ الجھے ہوئے سے دیکھائی دے رہے تھے۔ گاؤں سے آنے والی فون نے سب کچھ ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

یہ بات ابھی تک گھر والوں کے علاوہ کسی کو بھی نہیں بتائی گئی تھی۔ فجر اور اس کے گھر والے بھی بے خبر تھے۔ ان کی بیٹی کے لیے طلاق کی یہ تلوار سر پر لٹکنے لگی تھی۔ اس بات سے بے خبر رکھنا بھی اچھی بات نہیں تھی۔ اس وقت یہی بات موضوع بحث بنی ہوئی تھی۔

زرنش آپ کیوں رو رہی ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا شاید اس سب کو ایسے ہی ٹھیک ہونا تھا پلیز روئیں مت!!!"احد" نے سیڑھیوں کے پاس کھڑی زرنش کی آنکھوں میں تیرتے ہوئے آنسوں کو دیکھا تو برداشت نہ کر سکا۔۔۔ زرنش اپنے بابا کے مزاج کو اچھی طرح سے جانتی تھی۔ وہ چچا چچی اور ان سب گھر والوں کو ایک مرتبہ پھر سے رسوائیاں دینے کے لیے تیار نہیں تھی، وہ اس سب کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

اب کیوں روتی ہو؟ یہ مگرمچھ کے آنسو کس کے لیے ہیں؟"چچی نے احد کو زرنش کی اتنی فکر کرتے ہوئے دیکھا تو غصہ" سے بولی۔۔۔ ان کا بس چلتا تو تایا وارث کے آنے سے پہلے ہی زرنش کو بازو سے پکڑ کر گھر سے باہر نکال چکی ہوتی۔

امی کیا کرتی ہیں آپ یہ کوئی وقت ہے ان باتوں کا۔؟"احد نے زرنش کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔"

احد امی جی ٹھیک کہ رہی ہیں۔ تمہارے گھر نہ ہونے پر یہ صارم کو فون کالز کر رہی ہوتی ہے۔ابھی کل ہی میں نے دیکھا" یہ فون پر بات کر رہی تھی۔۔"سندس بھابھی کو نہ جانے آج کیوں زرنش پر کسی بھی قسم کا ترس نہیں آرہا تھا۔وہ بھی اپنی ساس کی طرح زرنش پر اپنی بھڑاس نکال رہی تھی۔

"ناجانے کیسی لڑکی ہے۔۔۔احد تم اسکی باتیں سنتے تو کانوں کو ہاتھ لگاتے میں تو اس کو۔۔۔۔۔۔"

بھابی بات کرتے کرتے رک گئی وہ نہ جانے کتنا کچھ کہ دیتیں ابھی اگر ہاتھ اٹھا کر بھابھی کو رکنے کا اشارہ نہ کرتا۔۔

بس بھابھی۔۔۔۔آپ میری بڑی ہیں بس کر دیں"احد نے ہاتھ اٹھا کر بھابھی کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔احد کا چہرہ" غصے سے تمتما رہا تھا۔۔

احد یہ کیوں بس کرے سچ کو سننے کی ہمت نہیں ہے کیا تم میں؟؟ناجانے کونسے پردے ڈال دیئے ہیں اس نے تمہارے" دماغ اور آنکھوں پے۔۔۔۔۔؟؟ماں نے بیٹے کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

بس اور نہیں!!!۔۔۔"

بس چچی اور کچھ نہیں کہیے گا!.بہت سنا میں نے مگر میرے کردار پے بات میں نہیں سن سکتی۔۔۔پلیز بھابی ایسے بول مت بولیں کے بعد میں پچھتاوا لیے ہاتھوں میں گھومتی پھیریں زرنیش ایک دم سے پھٹ پڑی۔۔

زرنش کی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے اور وہ چیخ چیخ کر خود پر لگائے جانے والے الزامات کو سن کر مزید چپ نہیں رہ سکتی تھی۔۔اپنی عزت کی خاطر اس نے چھ سال سے چپ سادہ رکھی تھی۔باپ کے کہے ہوئے وہ جملے آج پھر سے زرنش کے کانوں میں جیسے گونجنے لگے تھے۔۔۔

پچھتاوے کی بات تم تو مت ہی کرو زرنش اپنے چہرے کی معصومیت کے پیچھے نہ جانے کیا کچھ چھپا رکھا ہے تم نے۔""
بھابھی بھی چپ رہنے والی نہیں تھی۔۔

کمبخت عورت تیری اس بیٹی نے ہمارے منہ پر کالک مل دی ہے۔۔۔۔وجدان نے تمہیں دھوکا دیا۔۔۔

شرافت کا ڈھونگ پڑھاتی ہے دیکھ یہ تصویریں اپنے عاشق کے ساتھ۔۔۔۔۔۔

۔ماضی کی تمام فلم اسکی انکھوں کے سامنے چلنے لگی اور اب ان سب کے زہریلے الفاظ اس کو اندر سے کاٹ رہے تھے وہ قصوار نا ہوتے ہوئے بھی قصوروار تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

محبت گناہ نہیں ہوتی مگر کبھی ہم اور کبھی ہمارا معاشرہ اسکو ایک گناہ سے بڑھ کر گندی گالی بنا دیتا ہے۔۔۔

ایک سے بیاہ رچا کر دوسرے سے فون پر بات کرتی ہو؟یہ شرافت ہے تمہاری؟؟بھابھی جو نہ جانے کیوں زہر اگل رہی تھی۔۔۔زرنش کو اپنا آپ آج پھر سے بہت غلیظ محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

بھابی آپ کا ظرف ہی اتنا ہے آپ بول سکتی ہیں کیونکہ عزت دار آپ سب ہیں نیک پرہیز گار میں بدکار ہوں۔۔۔۔۔"

ہاں بدکار ہوں دیکھ کیا رہی ہیں ائیں سب آگے ائیں مجھے میری بدکاری میرے گناہوں اور عزت دار نا ہونے کی سزا دیں ۔۔۔۔۔۔۔۔"

آنکھوں میں وحشت لیے وہ سب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔زرنش کا دوپٹہ اس کے شانوں پر سے پھسلنے کے بعد اس کے قدموں میں گر چکا تھا۔۔

ایک دم سے بھابی کو خوف محسوس ہوا زرنیں ش کی حالت دیکھ کر۔۔۔

بھابھی بس کر دیں۔آپ لوگ حقیقت نہیں جانتی تو زرنش جی کو ایسے باتیں کس طرح سے کہ سکتی ہیں" یہ فجر کی آواز" تھی۔

جو نہ جانے کتنی دیر سے دروازے میں کھڑی تھی۔وہ احد کے ساتھ یونیورسٹی جانے کے لیے یہاں آئی تھی۔اس کے آنے پر کسی کی توجہ فجر پر نہیں تھی سب ہی زرنش کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔

نہیں فجر بولنے دو ان سب کو میں سننا چاہتی ہوں۔۔۔۔"

چچی آپ تو مجھ سے پیار کرتی تھی نا۔۔۔

کتنے پیار سے میرے سر میں تیل لگاتی تھی، کتنے پیار سے مجھے بیٹی کہتی تھی. وہ آپ ہی تھی نا؟ جو کہتی تھی زرنیں ش تم میرے لیے میرے بچوں سے بڑھ کر۔۔۔۔۔

پھر اب کیوں یہ سب کر رہی بولیں.... زرنش نے اپنے آنسوں کو روکنے کی کوشش نہ کی۔وہ چچی سے بچوں کی طرح شکایت کر رہی تھی۔اسے چچی سے اس طرح کے رویے کی امید نہیں تھی۔۔۔

کیوں کے تم نے میرے بیٹے کی خوشیاں چھین لی ہیں تم نے تم نے سکون چھین لیا ہے" چچی نے اپنے اندر کی گھٹن کو الفاظ" میں کہ ڈالا تھا۔۔ فجر نے آگے بڑھ کر زرنش کا دوپٹہ اٹھا کر زرنش کے کندھوں پر پھیلاتے ہوئے زرنش کو وہاں سے دور لے جانے کی کوشش کرنے لگی۔

زرنیں ش کی اواز اس کے گلے میں ہی دب چکی تھی۔۔۔۔۔

احد۔

احد تم چپ کیوں ہو بولوں نا میں نے تمہاری خوشیاں نہیں چھینی؟؟؟۔۔۔۔۔۔۔۔میں کیا کسی کی خوشیاں چھینوں گی" میری اپنی خوشیاں مجھ سے بہت دور ہیں۔۔۔

زرنیں ش اب چیخ چیخ کے بول رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

بھابی آپ کو پتا ہے پیار کو پا کر کھونا کیا ہوتا ہے اس اذیت سے گزری ہیں کیا آپ؟"

مگر مجھے دیکھیں ہر رات اسی اذیت سے گزر کے صبح پھر زندہ ہوتی ہوں ہر تزلیل برداشت کر کے بھی نہیں مرتی۔۔۔۔۔

کبھی باپ جیسے رشتے سے تزلیل ہوتی ہے اور کبھی آپ ہاں آپ سب اب وہ روتے ہوئے سب کی طرف اشارے کر رہی تھی

مجھے زندہ مارتے ہیں۔۔۔"زرنش تھک چکی تھی۔۔۔وہ فجر کی بانہوں میں چھپ سی گئی تھی۔۔۔

احد کے پاس فجر کی باتوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔وہ زرنش کو کسی بھی طرح کا الزام نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔

فجر جو زرنش سے نہ جانے کتنی نفرت کرنے لگی تھی۔ان الفاظ کو سنتے ہی وہ بھی لرز اٹھی۔اپنے دونوں ہاتھوں میں زرنش کا چہرہ تھامتے ہوئے زرنش کی آنکھوں کو صاف کیا۔۔۔

زرنش بس کر دیں۔میں ہوں آپ کے ساتھ۔احد اور میں ہیں ہم آپکو آپکی کھوئی ہوئی عزت واپس دلوائیں گے۔پلیز"
"رونا نہیں آپ نے۔چپ کریں پلیز

سب کی آنکھوں میں شدید حیرانی تھی۔سب ہی فجر کے اس بدلے ہوئے انداز کی وجہ سے پریشان بھی تھے اور حیرت زدہ بھی۔بس ایک احد تھا جو فجر کو اپنے ساتھ کھڑے دیکھ کر وہ پہلے سے زیادہ مضبوط دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔

سب کی نظریں زرنش کی باتوں کو سن کر جھک گئی تھیں۔سب ہی اپنے الفاظ اور رویئے پر شرمسار دیکھائی دے رہے تھے۔۔۔

باہر رکنے والی گاڑی کے بریک نے گھر کے اندر خاموشی طاری کر دی تھی۔۔۔۔

بھاری جوتوں کی گرجدار آواز بلند ہوتی جا رہی تھی۔زرنش کے بجائے سب کی نظریں انٹریس پر جم گئی تھیں۔کون ہے کیوں آیا ہے اس سوال کو پوچھنے کی کسی کو بھی ضرورت نہیں رہی تھی۔ان سب میں ایک فجر ایسی تھی جسے حیران ہونا چاہیے تھا لیکن وہ یہ بات جانتی ہے احد کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

اونچے شملے والی پگڑی باندھے ہوئے چوہدری وارث نے ہاتھ میں سہارے کے لیے لاٹھی اٹھا رکھی تھی۔جس کو وہ استعمال میں کم ہی لاتے تھے۔یہ بس رعب و دبدبے کے لیے ہاتھ میں لے کر چلتے تھے۔پاؤں میں پہنی ہوئی چپل کی دھمک سے خاموشی میں وحشت ناک گونج پیدا ہو رہی تھی۔

بھائی جی آپ پہنچ گئے وہ بھی اتنی صبح صبح۔۔۔"مصافحہ کے لیے آگے بڑھایا ہوا ہاتھ وہیں رہ گیا جب چوہدری وارث علی نے بھائی کے ساتھ ہاتھ تک نہ ملایا اور صوفے پر بیٹھ گئے۔ تکبر اور رعونت کی تصویر بنے ہوئے چوہدری وارث کی نظریں سب گھر والوں کے چہرے پڑھنے میں مصروف تھیں۔

حیرت اور خوفزدہ چہروں پر خوشی کہیں دیکھائی نہیں دے رہی تھی۔سب ہی جیسے بجھے بجھے دل کے ساتھ چوہدری وارث کا استقبال کر رہے تھے۔اپنے بابا کے ساتھ یہ رویہ دیکھ کر زبیر نے آگے بڑھ کر سلام کیا لیکن ہاتھ ملایا نہیں۔ لیکن احد نہ آگے بڑھا اور نہ ہی منہ سے کوئی جملہ ادا کیا۔

زرنش کہاں ہے؟"سوال کس سے پوچھا گیا تھا کوئی نہیں جانتا تھا۔کس کو جواب دینا چاہیے اس کشمکش میں وقت برباد" کرنے کے بجائے احد نے فجر کو آواز دی۔۔۔جو کچھ ہی دیر پہلے زرنش کو وہاں سے لے کر کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔

یہ وہی فجر ہے جس سے احد پتر کا نکاح کروایا تھا تم لوگوں نے؟"سوال پوچھنے کا انداز کچھ ایسا تھا جیسے یہ نکاح کسی نے" زبردستی کروایا تھا احد کا۔

جی بھائی صاحب۔۔۔"سمبل بیگم نے سادہ سا جواب دیا۔۔"

شاباش اے بھائی مان گیا۔۔۔فرید تیری بیوی نے ہی کہا ہو گا ایسے کرنے کو ورنہ تو تو اتنی عمر میں احد کو اس طرح کے "
"بوجھ کے نیچے نہ دباتا

اپنے بھائی کو ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ طنزیہ انداز میں یہ بات کہہ رہے تھے۔ مگر انداز ایسا تھا جیسے طرف داری کر رہے ہوں احد کی۔

فیصلہ میرا ہی تھا جی۔۔"فرید صاحب نے جیسے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔"

اس دوران فجر زرنش کو لے کر نیچے آچکی تھی۔ زرنش اب بہتر لگ رہی تھی۔ چہرے کو دھو لینے سے آنسوں صاف ہو گئے تھے اور پہلے جیسا لٹا پٹا حلیہ کافی بدل گیا تھا۔ بابا کے سامنے سر جھکاتے ہوئے زرنش کا نہ جانے کیوں آج دل چاہ رہا تھا کے وہ اپنے باپ کا ہاتھ سر پر لگنے نہ دے۔ اس دست کو کیا سر پر رکھوانا جس میں شفقت کے بجائے شر ہی باقی بچہ ہو۔

----------/17\----------

صبح صبح پتہ نہیں یہ لڑکی کیوں اتنی دیر کرتی ہے جاگنے میں۔

امل بیٹا جاگ جاو مجھے ہاسپٹل کے لیے نکلنا ہے دیر ہو جائے گی "ہما خالہ مسلسل امل کو آوازیں دے رہی تھی اور میز پر "
ناشتہ بھی لگا رہی تھیں۔۔

تھوڑی دیر میں امل کے طوفانی انداز میں چلنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"آج تو بہت اچھی خوشبو آرہی ہے لگتا ہے کچھ خاص ہے ناشتے میں۔۔"

For more visit (exponovels.com)

..وہ منہ ہاتھ دھوئے بغیر بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ اب خالا کے ساتھ ساتھ کچن اندر اور کبھی باہر ہو رہی تھی

امل منہ تو دھو لو یہ بال۔۔۔افف ناشتے میں گر جائیں گے بیٹا جی" ہما خالہ نرم لہجے والی خاتون جو غصہ بھی الفاظ سے" ہوتی تھی آواز سے نہیں۔۔

خالہ آپ نے یہ سوچ بھی کیسے لیا میں ایسے ہی ناشتہ کروں گی۔۔"

میں جا ہی رہی ہوں وہ تو بس آپ سے باتیں کرنے لگی۔۔"اب بالوں کو باندھتے ہوئے وہ فورا باتھ روم کی طرف بھاگی۔۔

میں تمہاری خالہ ہوں سب جانتی ہوں۔!! یہ دوپٹہ بھی تو لو" خالہ نے ایک دھپ لگائی کمر میں تو امل ہائے امی جی کہ کر" کسمسائی۔

اوکے اوکے لے رہی ہوں آپ یہاں بیٹھ جائیں اب.." وہ انکو کرسی پے بیٹھا کے فورا بھاگی۔۔۔"

بچی ہے بلکل نہ جانے کب بڑی ہو گی۔امل کو جاتے دیکھ کر خالہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔وہ چائے کی چسکی لیتی ہوئی کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔۔

امل منہ ہاتھ دھو کر ناشتے کے لیے آئی تو خالہ کو سوچوں میں گم صم بیٹھے ہوئے دیکھ کر وہ خالہ کے سامنے ہی بیٹھ گئی۔اور خالہ کی دور کہیں دیکھتی ہوئی نگاہوں کا تعاقب کرتے ہوئے دور دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

"اہم اہم اہم تو میری خالہ کن سوچوں میں ہیں کے سامنے پڑی چائے بھی آپکا انتظار کر کر کے ٹھنڈی ہو گئ۔۔۔۔۔"

...ہما بیگم کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے امل مسکرا کر ان کی طرف دیکھ رہی تھی

ارے تم آگئی؟؟میں بس شادی کا سوچ رہی تھی۔تمہاری امی نے بات کی تم سے کوئی؟؟"ہما خالہ نے چائے امل کے" لیے بھی ڈالتے ہوئے کہا اور امل کے چہرے کو گہری نظروں سے دیکھنے لگیں۔۔۔

ہائے اللہ!!!خالہ کیسی باتیں کر رہی ہیں بچوں سے ایسی باتیں نہیں کرتے."امل جھٹ سے آنکھیں گھماتے ہوئے" بولی۔اور ناشتہ کرتے کرتے بار بار خالہ کی جانب بھی دیکھے جا رہی تھی۔۔

اب میرے یہ بچے اتنے بھی بچے نہیں رہے۔بات گھمانے کی کوشش نہیں کرو امل۔ورنہ میں ڈانٹوں گی اب"ہما کو" اچھے سے معلوم تھا بھانجی بات بدلنے کے لیے تیار ہے۔۔۔

اچھا نا مجھ سے کوئی بات نہیں کی۔"اب امل چہرے پے سنجیدگی سجائے خالہ کی آنکھوں سے کتراتے ہوئے کہیں اور" ...دیکھنے لگ جاتی

میں خود اس سے بھی بات کرتی ہوں نہ جانے کس بات کے انتظار میں ہے تمہارے ماں!!!اور ادھر دیکھ کر ناشتہ کرو" امل۔۔"خالہ نے امل کو ڈانٹا تھا۔۔

"مگر!!!خالہ میں صارم بھائی سے کیسے مطلب نہیں۔۔۔۔

اٹکتے ہوئے وہ اپنی بات مکمل کر رہی تھی۔۔

"مطلب میں چھوٹی ہوں۔۔۔"

"آپ مجھے سمجھ رہی ہیں نا۔۔۔"

"میں ابھی پڑھنا چاہتی یہ سب۔ نہیں چاہتی خالہ!!۔۔۔۔۔۔"

ابھی بھی نظریں سامنے کیسی چیز لے رکھے وہ خالہ کو نہیں دیکھ رہی تھی نظر ملتی تو وہ فورا اہٹا لیتی۔۔۔

تو ہم کون سا ابھی کرنے لگے اور صارم بھی تو ابھی نہیں کرنا چاہتا۔تم دونوں ہاں کر دو تو ہم چھوٹی سی تقریب کر" لیتے۔"امل کی پڑھائی کی بات بس شادی کو ٹالنے کے لیے ہی تھی۔وہ پڑھائی کے شوق کے علاوہ دیگر سرگرمیوں میں سب سے آگے تھی۔

بس پڑھائی کرتے ہوئے وہ ہمیشہ دعا کرتی تھی کے امتحانات سے پہلے وہ مر جائے اور رزلٹ کے بعد پھر سے زندہ ہو جائے۔وہ پڑھنا چاہتی تھی لیکن اور بہت سی چیزوں میں گم ہو کر رہ جاتی تھی۔۔

خالہ آپ سمجھ کیوں نہیں رہی اور دوسری بات صارم بھائی کو میں نے اس نظر سے نہیں دیکھا اور وہ دیکھتی ہیں نا کتنے" "اکڑو ہیں لڑتے ہیں مجھ سے میں نہیں کرتی شادی ان سے۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

اب وہ واپس پہلے والی امل بن چکی تھی وہی بچپنا وہ ہی ضد پھر سے۔۔۔

ایسی نظر سے دیکھنا بھی نہیں چاہیے بے شرمی کی باتیں کرتی۔۔۔"ناشتہ ختم کر کے اٹھتے ہوئے ہما خالہ کی آنکھوں میں" کچھ الگ سی چمک تھی جیسے کچھ بہت ہی بڑی بات کوئی انوکھی بات آرہی دماغ میں۔۔۔

اور یہ اکڑو کی بات صارم خود ہی دیکھے گا۔۔میں اب چلتی تم دونوں ناشتہ کرو۔۔۔"ہما آنٹی نے امل کے کندھے کو تھپک" کر کہا۔۔۔اور آگے بڑھ کر صارم کو گلے سے لگالیا۔۔جو بہت دیر سے یہ سب باتیں پیچھے کھڑا ہو کر چپ چاپ سن رہا تھا۔۔۔

ایک دم سے امل کی نظریں خالہ کا تعاقب کرتے ہوئے صارم پر پڑی جو چہرے پے سنجیدگی سجائے اسے ہی دیکھ رہا تھا

۔۔۔۔

وہ ایک دم سے صارم کو دیکھ کر گھبرا گئی۔۔۔۔۔

اب خالہ صارم سے اتنے پیار سے مل رہی تھی ماں سے ملتے وقت بھی صارم کی نظریں امل پر تھی جو صاف صاف ناراضگی ظاہر کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

....میں کر چکی نا!!"جانے ایک دم سے امل کیوں اتنا گھبرائی کے فوراً سے کمرے کی طرف بھاگی"

ماں کو خدا حافظ کہ کر صارم وہیں بیٹھ گیا۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ امل کی ان باتوں پر کیسے برتاؤ کرے۔اس کے انکار کو سنجیدگی سے لے یا بچپنے کی عادت۔۔۔

ان سب باتوں کو بعد میں سوچا جا سکتا تھا ابھی تو بھوک سخت لگ رہی تھی۔۔اور نیند بھی کافی آئی تھی۔۔

For more visit (exponovels.com)

امل۔۔۔۔۔۔۔۔ناشتہ تو دے جاو پھر جا کر کارٹون دیکھ لینا۔۔۔تم تو بہت چھوٹی ہو نا" صارم کو غصہ آ رہا تھا۔ جیسے " وہ کوئی بڈھا تھا جس سے امل کی شادی کی جا رہی۔۔

صارم بھائی زیادہ فری نا ہوں اور میں اتنی چھوٹی نہیں ہوں جو کارٹوں دیکھو" ایک دم سے امل اب غصہ میں آ گئ تھی۔۔۔۔

"اور یہ سامنے ہے ناشتہ آپکے کر لیں۔۔۔۔۔۔۔"

... تیز تیز بولتے ہوئے وہ یہ جا وہ جا ہو گئ تھی

ہاں تو شادی کی بات پر تو فیڈ رپیتی بچی بن گئ تھی۔" صارم امل کی پیالی میں ہی چائے پی رہا تھا۔ وہ اس قدر تھکن کا شکار " تھا کے یہ بھی بھول گیا تھا کے پیالی کس کی ہے۔۔۔

دو لوگوں کے بنے اس ناشتے میں سے میں کیا کھا سکتا ہوں یہ بتا جاؤ" صارم جھنجھلا اٹھا اور غصہ سے بولا۔ اس کی آواز کر" امل کانپ اٹھی۔

تو میں تازہ بنا کے دوں کیا۔۔۔۔۔؟" اب کی بار امل نے بھی جواب جھٹ سے دیا۔۔"

اب کی بار صارم کو سچ میں غصہ آیا ایک تو ساری رات کی تھکن اور بھوک لگی تھی۔ اور یہ میڈم نخرے دیکھا رہی تھی۔۔

نہیں تم فیڈر لو اور سو جاؤ۔" صارم نے گھورتے ہوئے دیکھا اور فریش ہونے کے لیے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔"

اللہ!! یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔"امل"

پاؤں پٹختی کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

فریج سے آٹا نکال کر اب وہ کھڑوس فوجی کے لیے ناشتہ بنانے لگی۔۔۔

دوں گی بنا کر ایسا کے اب نہیں کہو گے۔شادی کرنے آیا بڑا ہونہہ۔۔"روٹی بنانا دنیا کا وہ آخری کام ہو سکتا تھا جسے امل" شوق سے کرتی۔۔

صارم تازہ دم ہو کر باہر نکلا تا کے وہ اپنے لیے ناشتہ تیار کر سکے یا کم سے کم ایک کپ کافی بنا کر پی سکے۔۔اس بات سے بے خبر کے کوئی اس کی باتوں کو سن کر اس کے لیے ناشتہ بنانے میں مشغول ہے۔۔۔

صارم کچن میں داخل ہوا تو دروازے کی جانب پشت کیے ہوئے امل ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔جو روٹی بناتے بناتے تقریباً دائیں بائیں جھولتے ہوئے جیسے ناچ رہی تھی۔اس بات سے انجان کے صارم اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔

لو یہ پلٹی میں نے۔۔۔۔۔۔

اللہ کتنی سگھڑ ہو امل بیٹا اپنی بلائیں خود ہی اتارے ہوئے وہ اب چائے کو بھی ساتھ ساتھ چیک کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سب کے دوران وہ آٹے کو اپنے چہرے پر بھی چپکا چکی تھی۔۔اور بالوں کو بھی آٹے سے سفید کر چکی تھی۔۔۔

15 منٹ بعد سب کچھ تیار کر کے وہ پیچھے مڑی ہی تھی کے صارم کے زوردار کہکے سے اس کے ہاتھ میں جو بھی۔ تھا وہ گر جاتا اگر وہ بروقت سنبھال نا لیتی۔۔

ارے ارے محنت برباد مت کرنا پلیز بہت بھوک لگی مزید انتظار نہیں ہوتا۔۔" صارم نے آگے بڑھ کر ناشتہ تھامنے کی کوشش کی تو امل نے غصہ سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ناشتہ پلیٹ اور ٹرے میں ہے یہ میرے ذاتی ہاتھ ہیں جو پکڑ رہے ہیں۔۔۔"

ہٹیں آگے سے اب کیا دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔"

"..اور صارم بھائی مجھے ایسے دیکھ دیکھ کے کنفیوز نا کریں آپ ایسے دیکھتے ہیں تو مجھے ڈر لگتا ہے

چلو تم بھی کسی چیز سے ڈرتی تو ہو۔۔" صارم نے چائے کو چکھتے ہوئے جواب دیا۔۔"

"احد لوگوں کے گھر کون آیا ہے گاڑی کھڑی ہوئے باہر بہت سی۔۔۔تایا جی تو نہیں آئے۔"

صارم نے یونہی بات کو آگے بڑھانے کی کوشش کی تھی۔۔

مجھے نہیں پتا!!!"امل جو غصے سے بھری بیٹھی تھی بے زاری سے بولی۔۔"

اتنے روکھے جواب کو سن کر صارم ناشتہ چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔اسکی چھٹی حس اسے بتا رہی تھی کچھ تو ہے جو معاملات ٹھیک نہیں لگ رہے۔۔

ارے ارے کدھر جا رہے ہیں؟؟"امل بھی اٹھ کے اس کے بیچھے بھاگی۔۔۔۔۔۔"

صارم بھائی ناشتہ کریں امل اب صارم کے۔سامنے جا کے کھڑی ہو گی وہ بھلا کیسے اپنی محنت کو ضائع ہوتے ہوئے دیکھ سکتی تھی...

میں واپس آ کر کرتا ہوں امل۔۔مجھے جانے دو۔"صارم نے امل کو سمجھانے کی کوشش کی۔۔"

نہیں نہیں نہیں ابھی تو پھر ابھی"امل بھی ضد کی پکی تھی۔۔"

امل پلیز!!!فجر کے لیے؟"صارم جانتا تھا یہ بات ضرور اثر دیکھائے گی۔امل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔"

..ٹھیک ہے."اب وہ ڈھیلے ڈھیلے قدم آٹھاتے ہوئے بے دلی سے ٹیبل سے چیزیں اٹھانے لگی"

چیزیں سمیٹتے ہوئے وہ بہت اداس دیکھائی دے رہی تھی۔چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے اس کا دل بھر آیا تھا۔۔۔امل نے جونہی قدم اٹھانا چاہا اسے اپنی کلائی مضبوط گرفت میں محسوس ہوئی۔۔۔

چائے تو پی لینے دو"صارم کی دلفریب مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک۔۔۔۔امل کے دیکھنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔یہ میری کلائی۔۔"

"..یہ کیا بات ہوئی صارم بھائی"

افف بھائی"صارم نے اپنا ماتھا پیٹ لیا۔۔۔۔"

"مر جائیں آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

..اب امل کھا جانے والی نظروں سے صارم کو دیکھ رہی تھی

مر جاؤں گا۔۔۔بیوہ ہو جاو گی سمجھی نا" صارم بھی غصہ میں بولتا چلا گیا۔۔۔دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے" ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہے تھے۔۔۔

"صارم بھائی میں کیوں بیوہ ہوں آپ ہو جائیں بیوہ سمجھے"

صارم نے اپنا سر جھٹک کر کندھے اچکائے۔۔اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔شاید کوئی میسج یا کال آئی ہو احد کی طرف سے۔۔وہ جانتا کے صارم آرہا ہے۔۔۔صارم امل کی باتوں پر چاہتے ہوئے بھی مسکرا نہ سکا۔۔وہ احد اور فجر سے جلد از جلد ملنا چاہتا تھا۔۔۔

----------/17\----------

تو یہ ہے فجر ؟"زرنش کے ساتھ آنے والی فجر کو دیکھ کر تایا جی نے سوال کیا۔وارث اور فرید کے علاوہ سب ہی کھڑے" ہوئے تھے۔کسی میں بھی بیٹھنے کی ہمت نہیں تھی۔۔

جی تایا جی۔"احد نے جواب دیا۔"

زبیر نے بتا ہی دیا ہو گا جو بات ہوئی تھی"مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے چوہدری وارث نے بیٹی کی جانب دیکھا۔جیسں" کسی گہری سوچ میں گم ہو اور ہلتے ہوئے ہونٹوں سے معلوم ہو رہا تھا وہ دعا مانگ رہی ہے۔

جی بتادی تھی۔"احد نے فجر کی جانب دیکھا۔وہ اسے یہ احساس دلانے کی کوشش کر رہا تھا کے وہ اسے اکیلا نہیں" چھوڑے گا۔۔سندس بھابھی کی نظریں احد کی بند مٹھی پر تھیں۔وہ جب غصہ میں ہوتا تھا تب ہاتھ ایسے ہی بند کر لیا کرتا تھا۔

"پھر کیا سوچا ہے؟"

کس بارے میں!!!"احد انجان بن رہا تھا۔وہ جیسے سمجھ ہی نہیں رہا تھا ان باتوں کے مطلب۔"

"طلاق کے پتر جی۔۔۔اور کس کے"

"میں طلاق نہیں دے سکتا۔"

"اوئے پاگلا میں فجر کو طلاق دینے کا کہ رہا ہوں۔۔توں سمجھا میں زرنش کا کہ رہا ہوں۔لے ہے نا بچہ ابھی بھی۔"

میں فجر کو طلاق نہیں دے سکتا."احد نے دوٹوک انداز میں جواب دیا۔"

کیوں نہیں دے سکتے ؟؟ حق مہر زیادہ لکھوایا ہے ان شہر والوں نے ؟۔۔۔۔ میں دے دیتا ہوں پیسہ۔۔۔ہاں بول فجر " کتنے مانگتی ہو "اپنے دولت کے نشے میں وہ ہر چیز کو دولت سے تولنے لگے تھے۔۔۔ان کی یہ باتیں سب کے لیے ہی ناگوار تھی۔ مگر زرنش کا سر جھکتا چلا جا رہا تھا۔

بس تایا جی۔۔۔ فجر اتنی گڑی پڑی نہیں ہے۔آپ ایسی بات نہیں کر سکتے۔ "احد کی آواز بد تمیزی کی حد تک اونچی " تھی۔وہ اس وقت کسی بھی لحاظ کو خاطر میں نہیں لا رہا تھا۔۔فرید صاحب نے بیٹے کو روکنے کی کوشش کی مگر احد رکنے والا نہیں تھا۔

"نہ تو میری بیٹی بھی کوئی گئی گزری نہیں ہے جو اس شہر کی کڑی کے مقابلے میں حقیر سمجھتا ہے تو۔"

احد کے رویے نے چوہدری وارث کو بھی اپنے اصل روپ میں لا کھڑا کیا تھا۔

تایا جی میں آپ کی بیٹی کے مقابلے میں کبھی تھی ہی نہیں اور نہ ہو سکتی ہوں۔نہ میرا باپ دولت کی خاطر بیٹی کو بیاہ کر " پیسے لینا چاہتا ہے۔

اور نہ ہی پیسہ بچانے کے لیے بیٹی کو گھر بیٹھاتا ہے "اب کی بار احد کے بجائے فجر نے جواب دیا۔وہ اپنے بابا کے لیے اس سے زیادہ سن نہیں سکتی تھی۔۔

اوئے احدا گر اسے طلاق نہیں دے سکتا تو میری بیٹی کو آزاد کر اوئے... میں دیکھ لوں گا تم سب کو مجھے نیچہ دیکھانے " آئے ہو سب کے سب۔۔۔ "فجر کی بات کو سننے کے بعد انہوں نے پھر سے احد کو ہی مخاطب کیا۔ان کے غرور کو فجر

کے ان جملوں نے ٹھیس پہنچائی تھی۔ فجر کی بات سچ تھی اور سچ کی کڑواہٹ وارث چوہدری کے چہرے پر غصہ بن کر دیکھائی دے رہی تھی۔

باتوں کے درمیان اچانک سے ایک وقفہ حائل ہوا تھا۔ یہ صارم تھا جو ابھی اندر داخل ہوا تھا۔۔

تم؟؟؟اوئے صارم سمجھا اپنے دوست کو۔ ہوش کے ناخن لے اور فجر کو طلاق دے۔" وارث تایا اچانک صارم کو" دیکھتے ہی پھٹ پڑے۔۔۔

امل سے جان چھڑا کے وہ اوپر کمرے میں جا کے فوراً سے موبائل میں آئے ہوئے احد کے میسیجز پڑھنے لگا۔۔۔۔

احد نے اس کو تمام بات سے آگاہ کر دیا تھا اسی لیے صارم سب کچھ چھوڑ کے اب ان سب کے درمیان موجود تھا۔۔۔۔۔۔۔

صارم زرنیش کے بابا کی بات کا جواب کیا دیتا وہ جو بات اس کو احد کو سمجھانے کو کہ رہے تھے وہ وہ چاہ کر بھی نہیں سمجھا سکتا تھا۔۔۔

صارم جواب دینے کے بجائے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا فجر اور احد کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ جہاں زرنش پہلے سے ہی سر جھکائے کھڑی تھی۔ صارم کو دیکھتے ہی زرنش کے چہرے کا تناؤ کچھ کم ہو گیا تھا۔۔۔

سب ہی خاموشی سے صارم کی طرف دیکھ رہے تھے۔ س کے دلوں میں نہ جانے یہ خیال کیوں پیدا ہو رہا تھا جیسے اس نکاح کے پیچھے صارم کا ہاتھ بھی ہے۔۔ کہیں صارم ہی زرنش کا شوہر تو نہیں۔ چوہدری وارث نے صارم کو غصہ سے دیکھا وہ احد سے نکاح برداشت کر سکتے تھے۔ مگر صارم کے ساتھ۔۔۔ نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔

دو ہی لوگ تھے جو ایسا نہ ہونے کی دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہے تھے۔ایک تھے چوہدری وارث تو دوسری تھی چوکھٹ میں کھڑی ہوئی امل۔۔۔ جسے نہ جانے کیوں یہ سوچ کر بھی برا لگ رہا تھا کے صارم کسی سے شادی کر سکتا ہے۔۔۔ وارث چوہدری دعا سے زیادہ اس بات کو سوچ رہے تھے کے اگر یہ سچ ہوا تو وہ صارم کی ابھی جان لے لیں گے۔۔۔

"اوئے کوئی کچھ بولے گا بھی یا نہیں بول اوئے صارم کیا پے سچائی۔۔۔۔۔۔"

کمرے میں سوائے گھڑی کی ٹک ٹک کے کوئی اور اواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔

اب چوہدری وارث سامنے کھڑی زرنہیں ش کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زرنہیں ش جو اپنے باپ کو ایسے سامنے پا کر ڈر گئ۔۔۔۔۔۔

"تو بتا کس سے کی تو نے شادی۔"

اگر کسی نے جواب نہیں دینا تو میری بیٹی کو ابھی طلاق دے کے یہ ڈرامہ ختم کر احد نہیں تو اس فجر کو گھر سے نکال باہر کر۔۔۔۔"

بوٹوں کی ٹک ٹک کی آواز اس خاموشی کو چیر رہی تھی۔امل کو ایک طرف کرتے ہوئے کوئی اندر داخل ہوا تھا۔۔

نہ احد فجر کو طلاق دے گا۔اور نہ ہی وہ زرنش کو طلاق دینے کا کوئی حق رکھتا ہے۔۔"آواز سنتے ہی سب جے چہروں بے رنگ ہو گئے تھے۔ایک زرنش ہی تھی جس کا پیلا پڑتا چہرہ کھل اٹھا تھا۔۔۔

دروازے میں کھڑے ہوئے اس اجنبی کو دیکھتے ہی سب لوگوں کی حیرت کی وجہ بھی سمجھ آتی تھی۔کوئی بھی اس شخص کو نہیں جانتا تھا۔اور وہ اندر داخل ہوتے ہی ایسے بول رہا تھا جیسے یہاں اس کا ہی حکم چلتا ہے۔اس کے بے باک انداز نے سب کو ہی حیران کر دیا تھا۔جہاں چوہدری وارث کے سامنے سب چپ چاپ بیٹھے تھے وہیں اس نئے آنے والے نے آتے ہی ایسی بات کہی تھی جس نے بات کو بلکل ہی بدل ڈالا تھا۔

بس ایک زرنش تھی جس نے اسے پہچان لیا تھا۔وہ کیسے نہیں پہچان سکتی تھی۔۔۔یہ صورت بند آنکھوں میں بھی تو دیکھائی دیتی تھی۔۔۔وہ اجنبی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر بہت ہی سست رفتاری کے ساتھ آگے بڑھا۔اس کا رخ چوہدری وارث علی کی جانب تھا۔آنکھوں پر کالا چشمہ لگائے ہوئے اس کی نگاہوں کا تعاقب کرنا مشکل ہے۔

چوہدری وارث صاحب پہچانا مجھے؟؟؟"چشمہ آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے اس اجنبی نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر" سوال پوچھا۔

کک کک کون ہو تم اور یہ کیا بد تمیزی ہے؟یوں کوئی بھی منہ اٹھائے اندر چلا آئے گا؟"تایا جی کے ماتھے کی شکنیں" صاف بتا رہی تھی کے وہ اس شخص کو نہ جاننے کی اداکاری کر رہے ہیں۔ماتھے سے پسینہ صاف کرتے ہوئے انہوں نے اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔۔اندر آنے کی بات پر انہوں نے بھائی اور بھتیجوں کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

بھول گئے چوہدری صاحب؟؟ فیکٹری دینی تھی آپ نے کسی کو چھ سات سال پہلے کی بات ہے۔"تمسخر تھا اس بات میں، ایک فاتحانہ انداز تھا۔۔۔

ارے آپ نہیں تو اپنی بیٹی سے پوچھ لیجے کے میں کون ہوں"زرنش کی جانب اشارہ کر کے بات کرتے ہوئے آنے والے نے اس انداز سے یہ بات کہی تھی کے تایا جی کے ہاتھ میں اٹھائی ہوئی لاٹھی گرتے گرتے بچی تھی۔۔۔

بولو نا زرنش چپ کیوں ہو، بتاؤ اپنے بابا جانی کو کے میں کون ہوں؟؟؟"۔۔۔۔"

ماحول میں گھٹن بڑھتی جا رہی تھی۔ کوئی بھی اس پیدا ہونے والی صورتحال کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ یہ آنے والا شخص کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ اچانک یہ کیسے نمودار ہو گیا ہے یہاں۔۔۔ بہت سے سوالات تھے جو زبان تک نہیں آئے تھے ابھی تک۔۔۔

چوہدری وارث کی تنی ہوئی گردن کچھ جھک سی گئی تھی۔ ڈھلک گئی تھی وہ گردن جس میں ہمیشہ سے غرور بھرا رہتا تھا۔۔ وہ اس معاملے کو جیسے سمجھ چکے تھے۔ لیکن پھر بھی وہ مکمل بات جاننا چاہتے تھے۔

"بابا!!! یہ۔۔۔۔ چاچو یہ۔۔۔ وجدان ہیں۔۔۔۔۔۔"

ایک دم سے زرنیں ش کو تحفظ کا احساس ہوا تھا. ایک پل کے لیے اس نے ان سب کو دیکھا تھا جنہوں نے اس کے کردار کو مشکوک بنا کے رکھ دیا تھا۔۔۔۔

اس نے سر جھٹک کر اپنے بھائی اور باپ کے ان سوالوں اور ان الزاموں کو سوچ کے جھرجری لی۔۔۔۔۔۔۔

ابا یہ میرے محرم ہیں۔۔۔۔"

میرے وجدان ہیں میرا نکاح نااحد ناصارم بلکہ اللہ کے فیصلوں اور اسکی رضا کے مطابق ان سے ہوا ہے۔۔"زرنش نے وجدان کے قریب رک کر اپنے باپ پر ایک نظر ڈالی۔۔۔شکست کی دراڑیں پیدا ہونے لگی تھی۔۔ٹوٹ پھوٹ بے تاثر چہرے سے نظر آنے لگی تھی۔۔۔

----------/18\----------

بی اے کے امتحانات سے چند دن پہلے مجھے بہت زیادہ بے چینی محسوس ہونے لگی تھی۔میں نے وہ وقت بہت مشکل سے کاٹا تھا۔گھر والوں کی مصروف سی زندگی نے نہ جانے کیوں مجھے ان دنوں بہت عزیت کا شکار کر دیا تھا۔میں امی اور بابا کو گھر میں ملنے کے لیا ترس جاتا تھا۔دونوں کے ڈیوٹی کے اوقات اکثر ایسے ہو جاتے تھے جن کہ وجہ سے میں ان سے ملاقات بھی نہیں کر سکتا تھا۔میں نے گھر سے باہر رہنا شروع کر دیا تھا۔

احد اور فجر کے ساتھ بھی نہ رہتا تھا میں۔مجھے سمبل آنٹی عفت آنٹی سب ہی بہت پیار کرتی تھیں۔مگر میں امی کو مس کرتا تھا۔میں اس وقت کسی ڈرگ کی ایڈکشن کا شکار بھی ہو سکتا تھا۔لیکن میں نے ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا۔۔۔میں ایک دن یوں ہی بے مقصد گھومتا گھومتا گھر سے کافی دور نکل گیا تھا۔ایک ایسی سڑک پر جہاں ایک چھوٹی سی مسجد بنی ہوئی تھی اور ساتھ ہی چند قبریں موجود تھی۔

مجھے میری خاموشی اور وحشت وہاں لے گئی تھی۔۔میں نے عصر کی نماز وہاں اس مسجد میں پڑھی۔۔۔میں نے نہ جانے کتنے دنوں کے بعد نماز ادا کی تھی۔۔۔

میں نماز کے بعد دعا مانگ رہا تھا جب مجھے کسی کی سسکیاں سنائی دی۔ کوئی تھا جس کا رونا سن کر مجھے بھی رونا آ گیا تھا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو دو مرد جو میرے سے آٹھ نو سال بڑے تھے کچھ فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک رو رہا تھا تو دوسرا اسے دلاسہ دے رہا تھا۔

ان دونوں میں سے ایک اس وقت آپ کے سامنے موجود ہے۔۔۔ وجدان بھائی۔۔ زرنش جی کے شوہر۔۔۔۔ نا میں، اور نہ ہی احد۔۔۔ ہم دونوں میں سے کوئی بھی زرنش جی کا شوہر نہیں ہے۔۔۔۔

صارم نے بات مکمل کر کے سر جھکا لیا تھا۔ وہ مسلسل بولتے ہوئے تھک گیا تھا۔۔۔ اس کے چپ ہوتے ہی سوالات کی بوچھاڑ کر دی گئی تھی۔۔۔ اگر ایسا تھا تو بات چھپائی کیوں۔۔۔۔ بات بتائی کیوں۔۔۔ دھوکہ کیوں دیے رکھا سب کو۔۔۔۔

اوئے اصل فساد کی جڑ تو تو ہے صارم۔ میں ایویں ہی احد کی جان لینے لگا تھا اوئے مارنا تو تجھے چاہیے۔۔ آستین کے " سانپ۔۔۔ " چوہدری وارث جو سب کچھ نہ جانے کیسے اور کیوں خاموش تھے اور چپ چاپ سن رہے تھے اب پھٹ پڑے تھے۔۔۔

چوہدری وارث اب صارم کے گریبان تک پہنچ چکے تھے اب وہ اس کو باتوں کے ساتھ برے الفاظ سے بھی پکار رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

خاموش ہو جائیں سب۔۔۔۔ "

" انکل ہٹیں پیچھے چھوڑیں صارم بھائی کو ورنہ میں پولیس کو کال کر دوں گی سمجھے۔۔۔

امل جو سب پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی اب جو صارم کو اس حالت میں دیکھا فوراً چوہدری وارث کے سامنے جا پہنچی۔۔۔

امل کیا کر رہی رک جاؤ۔"فجر نے آگے بڑھ کر اسے روکا۔۔۔ سمبل آنٹی نے بھی امل کو روکنا چاہا۔۔۔"

چوہدری وارث نے اس چھوٹی سی لڑکی کی یہ حرکت دیکھی تو ایسے خوفناک انداز میں قہقہ لگایا جس میں طنز تھا۔۔۔

""""پولیس کی دھمکی اور وہ بھی چوہدری وارث کو۔۔۔؟

"ہٹیں آپ سب اپ لوگ ڈرپوک ہو کیا جو ایسے چپ ہو کے ان کی باتیں سن رہے۔۔۔۔۔۔۔۔"

جیسے کو تیسی والی کہاوت کو امل کے انداز نے پورا کیا۔۔۔۔۔

ہاہاہا

اس سے پہلے کوئی جواب دیا جاتا کرموں جو چوہدری صاحب کا خاص ملازم تھا فون اٹھائے اندر داخل ہوا اور کوئی اہم اطلاع چوہدری وارث کو دی۔۔۔ جسے سنتے ہی وہ بنا کچھ کہے وہاں سے نکل آئے۔۔۔

----------/18\----------

اپنے بھائی کو ایسے جلدی میں جاتے دیکھ کر فرید صاحب بھی جلدی سے اپنے بھائی کے پیچھے چل دیے۔ وہ اتنی اہم بات کو یوں ادھورا چھوڑ کر کیسے جا سکتے تھے ضرور کوئی بڑی بات ہو گی جس کی وجہ سے وہ یوں اچانک سے چل پڑے۔ اپنے پیچھے آتے ہوئے بھائی کو ساتھ چلنے کا اشارہ کر کے وہ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئے۔۔۔

ڈرائیور نے گاڑی پہلے سے ہی سٹارٹ کر رکھی تھی۔ گاڑی جلد ہی گھر سے نکل کر روڈ پر آ چکی تھی۔ کرموں مسلسل فون کان سے لگائے کچھ پوچھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ دوسری طرف موجود لوگوں کو گالیاں بھی دے رہا تھا۔ جو کچھ بھی تا اس کا تعلق کسی کے اسپتال میں داخل ہونے سے تھا۔ کوئی زخمی تھا اور اسے اسپتال لے کر گئے تھے لوگ۔۔ کرموں کے منہ سے اب تک کسی کا نام نہیں نکلا تھا۔

فرید صاحب اپنا موبائل فون جلد بازی میں گھر چھوڑ آئے تھے۔ لے بھی آتے تو کوئی فائدہ نہیں ہونا تھا تب تک جب تک کے انہیں اس بات کا علم نہیں ہو جاتا کے اسپتال میں داخل کون ہے۔۔۔

بھائی جی اسپتال کون ہے؟" چند لمحے گزرنے کے بعد فرید صاحب نے اپنے بھائی سے سوال کیا۔۔ وہ شخص جواب سے" چند گھنٹے پہلے فرعون بن کر آیا تھا اس وقت دنیا کا سب سے کمزور شخص لگ رہا تھا۔ اس کمزوری کے پیچھے بیٹی کی شادی بھی تھی لیکن اصل وجہ تو اسپتال میں تھی۔ جس کی وجہ سے اکڑی ہوئی گردن جھک سی گئی تھی۔ چٹانوں سے مضبوط تر اس

شخص کو حقیقی طور پر آج ٹھیس پہنچی تھی۔ایسا گھاؤ لگا تھا جس نے پل بھر میں چوہدری وارث کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

"فرید۔۔۔۔۔!!!"بھائی کو پکارتے ہوئے انکی آواز کانپ رہی تھی۔۔۔

جی جی بھائی جی؟؟؟"چوہدری فرید اپنی نشست پر کچھ آگے ہو کر بیٹھے تھے۔اپنے بھائی کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے" وہ یہ دلاسہ دینا چاہتے تھے کے وہ اپنے بھائی کے ساتھ ہیں اور ساتھ رہیں گے۔۔۔اسپتال کی عمارت دور سے دیکھائی دینے لگی تھی۔۔

لمبی خاموشی کے بعد چوہدری وارث جب بولے تب تک گاڑی اسپتال میں داخل ہو چکی تھی۔۔۔

فرید۔۔۔۔۔۔میرے بیٹے کو۔۔۔۔۔۔۔گولی.....اوئے ایاز میں آگیا ہوئے"اپنے بیٹے کا نام لیتے لیتے وہ تیزی سے" بھاگے چلے جا رہے تھے انکے منہ سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ رواں تھے اور چوہدری وارث ایمرجنسی کی جانب بڑھتے چلے جا رہے تھے۔۔۔چوہدری فرید کے پاؤں جم کر رہ گئے تھے۔۔۔

وہ ان ٹوٹے ہوئے لفظوں کو جوڑ کر ان کے مطلب تک پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

----------/18\----------

آپریشن تھیٹر کی سرخ بتی مسلسل جل رہی تھی۔دروازے کے باہر چوہدری وارث بے چینی کے عالم میں چکر لگا رہے تھے۔چوہدری وارث کے چہرے سے پریشانی عیاں تھی۔بیٹے کو لگنے والی گولیاں جیسے باپ کے سینے کو چھلنی کر گئی تھیں۔ایاز زمین کا قبضہ واپس لینے کے لیے آج صبح قریبی گاؤں گیا تھا۔اور اس کے جانے کے بعد کیا ہوا کسی کو کچھ معلوم نہ ہو سکا۔جب خبر ملی تو ایسی جسے سن کر وارث علی نام کا غرور کا یہ مینار جیسے گر گیا تھا۔۔۔جھک گیا تھا۔۔۔

فرید صاحب گھر فون کرنے کے لیے گئے تو کرموں کو چوہدری وارث نے حکم دیا کے نیاز کو فون کر کے بلوالو۔۔۔ لیکن فون مسلسل مصروف جارہا تھا یا بار بار کال کاٹ دی جاتی تھی۔۔

"چوہدری جی وہ چھوٹے چوہدری جی۔۔۔۔" کرموں ڈرتے ڈرتے آگے بڑھا وہ کچھ کہنے ہی والا تھا جب آپریشن تھیٹر کی سرخ بتی بند ہو ہوئی۔ سب کی نظریں اب منہ پے ماسک چڑھائے ڈاکٹر کی طرف تھی جو ان کی طرف ہی آرہا تھا۔۔۔

"چوہدری وارث نے ڈاکٹر۔۔۔ میرا پُتر ٹھیک تو ہے نا؟" کیسا ہے میرا شیر۔ ہیں ڈاکٹر بول نا!!" کندھے پہ ہاتھ رکھ کر ڈاکٹر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔۔ سب ہی دم سادھے کھڑے تھے اور جواب کے منتظر تھے۔

"چوہدری صاحب حوصلہ رکھیں اور اپنے بیٹے کے لیے دعا کریں وہ سب کی سننے والا ہے۔۔۔۔۔"

ڈاکٹر چوہدری صاحب کی ہمت باندھاتے ہوے اب تیزی سے ایک سامنے کھڑی نرس کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

کرموں حکم ملتے ہی باہر کی جانب دوڑتا ہوا ابھی باہر نکلا ہی تھا کے اسکے اپنے پیچھے ایک نہایت دل دوز چیخ سنائی دی۔۔۔ یہ آواز چوہدری وارث کی تھی۔۔ کرموں الٹے قدموں واپس پلٹ آیا تھا۔۔۔ بازی پلٹ گئی تھی۔۔۔

ایاز جو لوگوں کی زندگیوں کو پل بھر میں ختم کر دیا کرتا تھا، آج ایک ہی جھٹکے میں اپنی زندگی کو ہار گیا تھا۔

----------/18\----------

گاؤں کی حویلی کے باہر لوگوں کا ہجوم تھا۔اور ایسی ہی بڑی تعداد حویلی کے اندر موجود تھی۔چوہدری وارث علی کے چھوٹے بیٹے کی موت کے بعد سے جیسے گاؤں بھر کے لوگوں نے شکر ادا کیا تھا۔۔لیکن دکھ میں شامل ہو کر عتاب سے بچنے کے لیے یہ سب کرنا بھی تو ضروری تھا۔۔

ایاز کی موت ایسے ہی ہونا لکھی تھی۔یہ پہلا موقع نہیں تھا جب اسے گولی لگی تھی۔۔۔جوان بیٹے کی موت کے بعد ماں پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔وہ بت بنی بیٹے کی لاش کے قریب بیٹھی اسے دیکھے جا رہی تھی۔

ایاز کی بیوی امینہ نہ جانے کن سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی۔اس کا وہ شوہر مر گیا تھا جس سے شادی کرنا ایک مجبوری کا سودا تھا۔۔ایسی مجبوری جس کے بعد امینہ کی امی وارث چوہدری کی بہن کو اس حویلی میں رہنے کی اجازت ملی تھی۔

ماں کے پیچھے چھپے ہوئے متین نے ماں کے کندھے کو ہلایا اور اپنے ہاتھ سے کچھ بتانے کی کوشش کی۔۔بن بنی بیٹھی ہوئی امینہ نے بیٹے کے ہاتھ کے اشارے کو دیکھ کر اس طرف نگاہیں اٹھائی۔۔۔

سامنے چوہدری وارث سر کو اب بھی اٹھائے کھڑے ہوئے تھے۔ان کی آنکھوں میں بدلہ کی آگ جلتی ہوئی دیکھائی دے رہی تھی۔وہ ابھی ابھی زرنش کو حویلی میں داخل ہونے سے روک کر آئے تھے۔اسے اپنے بھائی کو آخری بار دیکھنے کا موقع بھی نہ ملا۔۔حویلی کے اندر چوہدری فرید کے علاوہ کسی کو بھی داخل ہونے کی اجازت نہیں ملی تھی۔۔۔

اس مشکل وقت میں بھائی کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا، اپنا بیٹا بھی اس موقع پر ساتھ نہیں تھا۔ نیاز کیوں نہیں آیا وہ کہاں ہے کسی کو بھی معلوم نہیں تھا۔۔۔ کرموں!!! چوہدری فرید نے حکم دیا تو اس نے آگے بڑھ کر میت کو اٹھانے کے لیے جگہ بنائی۔۔۔۔ وحشت اور خوف کی علامت ایاز کو لے جایا جا رہا تھا۔ بیٹے کو لے جاتے دیکھ کر ماں کے صبر کق پیمالبریز ہو گیا تھا۔

وہ اب ٹوٹ کر رو رہی تھیں۔ دادی کو روتے ہوئے دیکھ کر متین بھی رونے لگا تھا۔ باپ کو ایسے اٹھا کر لے جاتے ہوئے دیکھ کر چھوٹا بچہ بھی بلک بلک کر رونے لگا تھا۔۔۔ قیامت ڈھانے والوں پر قیامت ٹوٹ چکی تھی۔۔۔۔

----------/18\----------

ایک ہی دن میں اتنا کچھ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے سب ہی تھک چکے تھے۔ زرنش کو ملنے والی خوشی چند لمحوں کی ثابت ہوئی تھی۔۔۔ ایک ایسی خبر جسے سن کر یہ خوشی عارضی ثابت ہوئی تھی۔۔۔ بھائی کے مرنے کی خبر اور اس کے بعد اتنا لمبا سفر کرنا یہ سب کچھ ہی مشکل تھا۔

باپ کے ایسے رویے نے زرنش کو مزید دکھی کر دیا تھا۔ ماں سے نہ مل پانا۔ بھابھی اور بھتیجے کو ملے بغیر واپس آنا۔۔۔ اور بھائی کو نہ دیکھ پانا۔۔۔ بدقسمتی اور دکھوں کی انتہا تھی۔ گاؤں سے شہر تک کے سفر میں وہ مسلسل روتی رہی تھی۔۔

رات گیارہ بجے جب احد گاؤں سے لوٹ کر واپس گھر پہنچا تو زرنش کو دیکھنے کے لیے اس کے کمرے کی طرف آیا۔ جہاں فجر دروازے کو آہستگی سے بند کر کے پلٹ رہی تھی۔۔

سو گئیں زرنش؟" احد نے فجر کو باہر آتے دیکھا تو سوال کیا۔۔۔ فجر جو خود بھی تھکی ہوئی تھی۔ ابھی زرنش کو دوائی" دے کر اب فارغ ہوئی تھی۔۔۔

ہاں اور وجدان چلے گئے ؟"فجر نے احد کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔دونوں ہی نام کے ساتھ بھائی یا بہن کا اضافہ " نہیں کر رہے تھے۔اس بات سے احد کو جلن سی محسوس ہوئی تھی۔فجر کسی کا نام ایسے کیوں لے رہی ہے۔۔۔سیدھا کروں گا تمہیں میں۔۔۔

کچھ ایسے ہی خیالات فجر کے بھی تھے۔۔۔زرنش کیسی ہیں، سو گئی ہیں بڑا آیا سگا زرنش کا۔منہ نوچ لوں گی۔۔وہ یہ باتیں زبان تک نہیں لا سکی تھی۔۔

ہمم ہاں چلے گئے، تم بھی جا رہی؟"احد نے یہ بس ایسے ہی کہ دیا تھا۔کیسا عجیب سا سوال تھا یہ۔۔احد نے اپنے دانتوں " کو پیستے ہوئے فجر کی طرف دیکھا وہ نہ جانے کیا سوچے گی۔۔۔

مجھے جانا چاہیے ؟"اپنے عقب میں موجود کمرے کی طرف آنکھوں سے اشارہ کرتے ہوئے فجر نے جواب دیا۔وہ " زرنش کے لیے ہی یہاں رک رہی تھی۔اس کی حالت اس قدر خراب تھی کے وہ اکیلی نہیں رہ سکتی تھی اور نہ اسے اکیلا چھوڑا جا سکتا تھا۔۔۔

تم جیسا چاہو"احد نے جھٹ سے جواب دیا۔اسے اپنی اس بات پر ہی غصہ آ رہا تھا۔وہ اس بات سے جلدی سے پیچھا " چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

اور تم؟ تم کیا چاہتے احد؟"اب فجر نے اس انداز میں پوچھا تھا۔ جس سے احد نہیں چاہتا تھا۔ فجر کی بات میں طنز تھا۔"

!!! کہیں احد سچ مچ مجھے خود سے دور ہی تو نہیں کرنا چاہتا

اب مزید شرمندہ مت کرو فجر۔۔۔"احد نے فجر کو راستہ دیتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں باہر لان کی طرف جا رہے تھے۔"

"میں شرمندہ کیوں کروں گی بھلا۔۔۔ صارم اور امل؟"

فجر نے احد کی کو مزید ستانے کے بجائے اس معاملے کو یہیں روک دینا مناسب خیال کیا۔۔ وہ دونوں اب امل اور صارم کے پاس جا رہے تھے۔۔۔

لڑ رہے ہیں باہر لان میں"احد نے سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہوئے فجر کو بتایا تو فجر بھی مسکرائے نہ رہ سکی۔۔۔"

• • • •

صارم بھائی آپ ان کے آگے خاموش کیوں تھے؟؟؟اور اور آپ نے مجھے کیوں پیچھے کیا قسم سے انکو میں سیدھا کر دیتی۔۔۔۔۔۔۔۔"

امل پٹر پٹر بول کے صارم کا سر کھا رہی تھی یہ دیکھے بغیر کے وہ نا جانے کن سوچوں مین گم ہے۔۔۔۔

امل ابھی تک چوہدری وارث پے ٹوٹنے والی قیامت سے بے خبر تھی۔۔

امل وہ جیسے بھی ہیں ہم سے عمر میں بڑے ہیں۔" صارم نے یہ بات بتانا مناسب نہ سمجھی۔ وہ امل کو کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا۔ صارم کی نظریں احد کو تلاش کرتی ہوئی بار بار اندر کی جانب جا رہی تھی۔۔ احد ابھی اندر سے باہر نہیں آیا تھا۔۔۔

نہیں ایسے لوگ صرف نام اور عمر کے بڑے ہوتے!!!۔۔۔"

جب آپکو کوئی عزت ہی نا دے تو وہ بڑا کیسا ہوا۔۔۔۔

اور آپ ہمیشہ میرے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں، میں جب بھی آپ سے بات کرنا چاہتی آپکی توجہ پتا نہیں کدھر ہوتی ۔۔۔۔۔۔"

صارم جو منہ دوسری طرف کیئے احد کا انتظار کر رہا تھا امل اسکی اس بے تابی پے پاوں پٹختی ہوئی اندر کی جانب بڑھی۔۔۔

امل رکو!!! اچھا سوری میں سچ مچ کسی سوچ میں کھویا ہوا تھا۔۔" صارم نے اندر جاتی ہوئی امل کو آواز دے کر روکنا چاہا۔ وہ امل کو کچھ بدلا بدلا سا محسوس کر رہا تھا۔۔ صبح کے واقعے میں امل کا یوں سامنے آنا۔۔۔ اب دبے دبے الفاظ میں بے رخی کا شکوہ کرنا۔۔۔ صارم جانتا تھا امل رک جائے گی۔۔۔

اندر جانے کے بجائے امل جان بوجھ کر صارم کی بات کو ان سنا کر کے گیٹ سے باہر نکل گئی تھی۔۔ گھر پہنچ کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلی آئی۔۔۔۔۔۔۔

اس کو خود نہیں معلوم تھا وہ یہ سب کیوں کر رہی مگر ایسی حرکتیں وہ بلاوجہ نہیں کرتی اس کو یہ بھی معلوم تھا۔۔۔۔۔

بربراتے ہوئے وہ بیڈ پے بیٹھ گی اور تکیہ اٹھا کر ٹانگوں پے رکھ لیا۔۔۔۔

ہر کوئی اپنی ہی چلاتا میری بات کی کوئی ویلو ہی نہیں، اور یہ خالہ کو دیکھو نا جانے کدھر چلی گئی ہیں. اور وہ امی انکو میرا کوئی خیال ہی نہیں ہے ایک بار بھی کال نہیں کی۔۔۔۔"

انہیں باتوں کو سوچتے ہوئے وہ

اب چادر کو سر تک تان کے لیٹ گئی تھی۔۔۔

امل کا یوں اچانک سے رات میں گھر کے لیے جانا صارم کو بہت برا لگا تھا۔ وہ احد کو ٹیکسٹ کرتا ہوا تیز قدم اٹھاتا ہوا امل کے پیچھے چل دیا تھا۔ کیسی عجیب لڑکی ہے۔ امی کو بھی یہ ہی ملی ہوئی ہے میرے پلے باندھنے کے لیے۔۔ صارم گھر میں داخل ہوا تو امل کے کمرے کا دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔۔۔ ماں اور بابا دونوں کی ہی آج نائیٹ شفٹ تھی۔ اس وجہ سے وہ دونوں گھر پر موجود نہیں تھے۔۔ صارم امل سے بات کرنے کے لیے امل اسکے کمرے کی جانب ہی جا رہا تھا۔۔۔

امل دروازہ کھولو" صارم نے دستک دیتے ہوئے امل کو آواز دی۔۔۔"

صارم بھائی جائیں میں ناراض نہیں ہوں، ابھی میں سو رہی ہوں..." چادر کو ہٹانے کی زحمت کیے بغر امل بولے جا رہی تھی۔۔۔

میں نے کب کہا کے ناراض ہو۔ بات تو سن لو۔۔ باہر نکلو" صارم مسلسل سفر سے تھک چکا تھا۔۔۔"

آنکھوں میں سرخی لیے اب امل صارم کے سامنے تھی۔۔۔۔۔

"!!!جی بولیں"

تم وہاں سے ایسے اچانک کیوں چلی آئی؟؟رات کے گیارہ بج رہے ہیں"صارم نے امل کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔۔

ہاں تو کیا ہوا مجھے کس نے کھا جانا تھا۔۔۔؟؟؟"

اور ویسے بھی مجھے نیند آرہی تھی اور مجھے سونے کے لیے آنا پڑا"۔۔۔

کھا جاتی ہے دنیا۔ جتنی تم اسے آسانی سے کہ دیتی ہو خدا نہ کرے کبھی برداشت کرنا پڑے۔۔"صارم کو امل کا یہ انداز اس وقت بلکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

جاو سو جاؤ تم!!!"صارم نے امل کو اشارے سے جانے کا کہا اور خود اپنے کمرے کی جانب چلا گیا۔۔۔"

----------/18\----------

کمرے میں سورج کی روشنی پردوں کے پیچھے سے ذرا ذرا سی اندر داخل ہونے لگی تو فجر نے آنکھیں کھول کر ٹیبل پر رکھے الارم کلاک کو اٹھا کر ٹائم دیکھنا چاہا تو وہاں کلارک موجود نہیں تھا۔جب سے فجر نے اپنی زندگی کو بدلا تھا اس کے بعد سے وہ ہمیشہ الارم کلاک کی آواز سے ہی جاگتی تھی۔

آج یہ بولا کیوں نہیں کہاں چلا گیا۔۔فجر نے اس سے پہلے کے عامر کو آواز دے کر بلاتی اور صبح کی سویرے اسکی کلاس لیتی اسے ایک مدہم سی آواز سنائی دی۔

کیا تلاش کر رہی ہو فجر ؟"زرنش نے فجر کو کچھ تلاش کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھے بنا نہیں رہ سکی۔زرنش کی آواز سن کر" فجر کو یاد آیا کہ وہ رات کو تو اپنے گھر تھی ہی نہیں۔

زرنش کا خیال رکھنے کے لیے وہ احد کے گھر رکی ہوئی تھی۔۔اور اب تک خود تو سوئی ہوئی تھی جبکہ زرنش جاگ چکی تھی۔

کک کچھ نہیں میں بس ایسے ہی۔۔۔آپ جاگ گئی، میں بھی نا نیند کی اتنی پکی کے افف۔آپ کب اٹھی؟؟"فجر فوراً" سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔بالوں کو رول کرتے کرتے دانتوں میں پونی کو دبائے ہوئے سامنے صوفے پر بیٹھی ہوئی زرنش کو دیکھ رہی تھی۔جو صوفے پر بیٹھی ہوئی تلاوت کر رہی تھی۔زرنش کی پلکیں بھیگی ہوئی تھی۔وہ شاید رو رہی تھی۔۔۔

بس کچھ ہی دیر ہوئی نماز کے بعد یہ اب تلاوت کر رہی ہوں"زرنش نے مسکرانے کی کوشش کی۔۔"

فجر جانتی تھی کے یہ آنسو روکے نہیں جا سکتے۔نہ ہی فجر نے اس بارے میں کچھ کہا۔فجر کو اپنی حماقت پر غصہ آ رہا تھا۔ سندس آنٹی کو پتہ لگا تو کیا سوچیں گی۔مجھے اس لیے روکا تھا کے سوتی رہوں میں۔

فجر اپنے آپ کو کوس رہی تھی۔وہ جلدی سے بستر صاف کر کے فریش ہونے کے لیے چلی گئی۔اس دوران زرنش بھی تلاوت کر کے دعا مانگ کے لیے ہاتھ بلند کیے تھے۔۔۔ماں کا خیال آتے ہی زرنش کی ہچکی بند گئی تھی۔۔۔بھائی جیسا بھی تھا زرنش کا بھائی تھا۔ماں کا بیٹا تھا۔ماں کی جو بھی عزت بابا کی نظروں میں تھی وہ اس لیے کے انہوں نے دو بیٹے دیے تھے۔۔۔

کاش بابا ملنے دیتے ماں سے۔کاش یہ سب کچھ نہ ہوا ہوتا۔ بھتیجے اور بھابھی کا خیال آتے ہی زرنش کانپ اٹھی تھی۔۔ پھوپھی زاد بہن کی زندگی میں ڈھیروں غم تھے۔

ایک عورت کی حیثیت سے یہ غم شاید اس معاشرے کی ہر عورت کی زندگی کا حصہ بن گئے ہیں۔زرنش کی نظریں جھکی ہوئی تھیں وہ اپنے آس پاس سے بے خبر دعا مانگ رہی تھی۔ان تمام دکھوں اور مشکلات سے نجات کی دعا۔

فجر زرنش کو دعا مانگتے ہوئے چھوڑ کر باہر نکل گئی۔اس کا رخ نیچے کی جانب تھا جہاں سے سمبل آنٹی کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھی۔۔

ناشتے کی میز پر سب لوگ زرنش اور فجر کا ہی انتظار کر رہے تھے۔ ہما آنٹی اور فجر کی امی بھی صبح صبح ہی یہاں موجود تھیں۔ ماں اور آنٹی سے مل کر اب فجر بھابھی اور اپنی ان قریب مکمل طور پر بن جانے والی ساس کی مدد کے لیے کچن میں آ گئی تھی۔۔ ناشتہ کے لیے کسی کا بھی دل نہیں چاہ رہا تھا۔ سب ہی دو گھونٹ چائے پی کر اپنی تھکن دور کرنا چاہتے تھے۔۔ کل کے دن میں پیدا ہونے والی اس تمام صورتحال پر بات ہو رہی تھی۔ اور اس افسوسناک واقعے کے حوالے سے بھی باتیں ہو رہی تھیں۔۔ ہما اور عفت اسی لیے تو آئی تھیں۔ وہ اس دکھ میں زرنش سے افسوس کا اظہار کرنا چاہتی تھیں۔۔

سب ہی ایک جگہ موجود تھے اور جاننا چاہتے تھے وہ سب کچھ جس کو بتانے کا آغاز گزشتہ روز صارم نے کیا تھا۔ صارم کی امی کے چہرے سے پریشانی صاف دیکھائی دے رہی تھی۔ اپنے بیٹے کو اس سب معاملے سے وہ دور رکھنا چاہتی تھیں مگر صارم تو اس سب کے شروع ہونے کی وجہ بنا تھا۔۔

اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھامے بیٹھی ہوئی ہما بیگم اس انتظار میں تھی کے صارم یہاں آئے تو وہ اس سے پوری بات جان سکیں۔۔

صارم اور امل دونوں میں رات سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ مگر سب لوگ جب ناشتہ یہی کر رہے تھے اس لیے وہ دونوں بھی ایک ساتھ یہاں آئے تھے۔۔۔

صارم کو اندر داخل ہوتے ہی اندازہ ہو گیا تھا کے اسے آج بھی کافی سخت سوالات کا سامنا کرنا ہو گا۔ احد نے آنکھوں ہی آنکھوں میں صارم کو بتایا کے تیار رہنا۔۔۔

صارم یہ میں کیا سن رہی ہوں؟؟ تم اس سب معاملے میں شامل تھے اور مجھے بتایا تک نہیں" صارم کو دیکھتے ہی صارم کی امی بھڑک اٹھی تھی۔ وہ کبھی بھی اس قدر غضب ناک نہیں ہوتی تھیں لیکن آج وہ اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پائی تھیں۔۔۔

امی جو بھی سن رہی ہیں سب سچ ہے۔اور میں نے آپ کو نہیں بتایا کیونکہ اس بات کو بتانے سے ہم سب کی زندگیوں کو" خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔۔"صارم نے اپنی امی کو بیٹھاتے ہوئے جواب دیا۔۔

سب ہی اب قریب بیٹھ چکے تھے۔امل جو صارم سے ناراض تو تھی لیکن خالہ کے ایسے غصہ ہونے سے اسے برا لگ رہا تھا۔۔صارم کو کوئی کچھ دے تب بھی اسے برا لگتا تھا،خود چاہے وہ اسے کچھ بھی بول لے۔صارم اور احد دونوں اس سب سے پردہ اٹھانے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔۔۔

----------/19\----------

میں نے وجدان اور انکے دوست نثار کی باتیں سن کر ان سے بات کرنے کی کوشش کی۔پہلے تو وہ دونوں کھل کر کچھ بتا" نہیں رہے تھے۔۔۔پھر میں نے جب زرنش جی کے والد کا نام لیا تو وہ دونوں ایک دم سے میری بات سننے لگے اور بتانے "بھی لگے تھے۔۔

صارم کی بات میں نثار کا نام آتے ہی زرنش نے صارم کی طرف دیکھا۔نثار وجدان کا دوست کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔یہ پہلا خیال تھا جو زرنش کے ذہن میں آیا تھا۔زرنش خاموش رہی وہ پہلے سب باتوں کو سن لینا چاہتی تھی۔۔۔صارم یہاں تک بات کو لا کر خاموش ہو گیا تھا۔

اب باقی کی بات احد کی زبانی سنی جانی تھی۔احد جانتا تھا یہ بات گھر والوں کی پریشانی کم کرے گی مگر اس کے بعد جو غصہ فجر کرے گی اس سے جو پریشانی ہونی ہے وہ کوئی روک نہیں سکتا۔۔

یہ ایک ایسا ایڈونچر ثابت ہوا تھا جس نے احد جیسے غصیلے شخص کو نرم کر دیا تھا وہیں فجر کی زندگی بھی 360 ڈگری کے اینگل پر مکمل گھوم گئی تھی۔۔

گھر آنے کے بعد یہ بات صارم نے مجھ سے کی تھی۔مجھے پہلے تو یہ بات سن کر بہت غصہ بھی آیا تھا۔بظاہر یہ لگ رہا تھا" کے میں نے صارم کو اس لیے ڈانٹا ہے کے وہ گھر سے باہر رہا سب کو پریشان کرتا رہا۔حقیقت یہ نہیں تھی۔میں نے یہ "بات فجر کو بھی نہیں بتائی تھی۔

احد نے فجر کی طرف دیکھا جو پہلے سے ہی احد کی دیکھ رہی تھی۔فجر اور احد کی نظریں جیسے ہی ملی آپس میں، فجر نے نظریں چُرا لی۔احد نے پھر سے بات کا آغاز کیا۔۔۔

مجھے پہلے تو یہ بات بہت بری لگی۔زرنش ہمارے خاندان کی ایک لڑکی ہیں۔وہی تایا جی والی سوچ میرے ذہن میں پیدا" ہوئی۔مگر مجھے جلد ہی یہ احساس بھی ہوا کے وہ کہیں بھاگ تو نہیں رہیں تھی۔نکاح کرنا چاہتے تھے دونوں آپس میں۔

"یہ سوچ کر ایک دن میں اور صارم ملنے گئے وجدان سے۔مجھے یاد نہیں ہم گھر میں کیا کہہ کر گئے تھے۔۔۔

احد نے بات یہاں تک لا کر روک دی تھی۔وہ سب کی سوالیہ نظروں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

احد تمہیں اس بات کے بارے میں علم تھا کے یہ نکاح ہونے کو ہے؟؟؟ تم نے یہ بات گھر میں کیوں نہیں کی کے"
...وجدان مل چکا ہے؟؟"احد کے والد نے احد سے سوال کیا۔انکا لہجہ خلاف معمول کچھ زیادہ ہی سخت تھا۔۔

بابا مجھے علم؟۔۔۔"

بابا مجھے کوئی علم نہیں تھا کے یہ نکاح ہو جائے گا آپکو کیا لگتا ہے میں زر نینش کا نکاح اپ لوگوں کی اجازت سے کرواسکتا ہوں۔۔۔۔۔۔

مجھے جب صارم نے وجدان کے بارے میں بتایا تو میں نے اس بارے میں بہت سوچا کے کیا کیا جائے۔۔۔۔

پھر انہیں دنوں امی نے مجھے گاوں جانے کو بولا اور میں بغیر کسی ہچکچاہٹ سے راضی ہو گیا جب کے اپ سب کو پتا ہے گاوں کے نام سے بھی میں بھاگتا ہوں'بٹ'میں اس لیے راضی ہوا تا کہ زر نینش جی سے مل کے ان کو ساری بات بتا سکوں۔۔۔۔"

تم اتنے بڑے کب سے ہو گئے احد کے ہمارے مشورہ کے بغیر اتنا بڑا قدم اٹھالو؟؟؟"فرید صاحب میں جیسے اپنے بھائی"
کی روح داخل ہو گئی تھی۔۔وہ اپنے بیٹے کے جوابات سے مطمئن دیکھائی نہیں دے رہے تھے۔۔۔

بابا آپ میری بات سمجھنے کی کوشیش کریں یہ نکاح کیسے ہو گیا ہمیں کچھ علم نہیں۔۔۔"

یہ سب تایا جان کے صاحبزادوں کی دشمنیوں کی وجہ سے ہوا مجھے نہیں پتا دوسرے گاوں کے ساتھ ان لوگوں کا کیا مسلہ چل رہا تھا۔۔۔

جب میں گاؤں پہنچا تو مجھے زر نینش سے زیادہ بات کرنے کا موقع نہیں ملا مگر صارم اور میں یہ جاننا چاہتے تھے کے اگر زر نینش کے دل میں وجدان کے لیے محبت ہے تب ہی اس سے ملوایا جائے اسی لیے صارم اور میں باتوں ہی باتوں میں زر نینش جی کو جاننے کی کوشیش کرتے رہے اور پھر ایک دن صارم نے بتایا کے وجدان سکالرشپ پے باہر پڑھنے جا رہا ہے اور اس کے پاس زیادہ دن نہیں۔۔وہ جاب بھی کر رہے تھے تب بھی۔۔۔

اسی وجہ سے تائی جان کی اجازت کے بعد ہم نے زر نینش جی کو باہر لے جانے کا سوچا کے ہم انکو وجدان سے ملوا سکیں "۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

احد نے تائیدی نظروں سے صارم کی جانب دیکھا جو اس سب معاملے احد کے ساتھ رہا تھا۔۔۔احد نے بات کا آغاز کیا۔۔۔

اور اس دن ہم وجدان سے ملے بھی اور ساری بات کلئیر کی مگر زر نینش نے وجدان کو اپنے راستے الگ کرنے کا کہ دیا" کیونکہ وہ تایا کی عزت کے خلاف کچھ نہیں کر سکتی تھی انکو محبت سے زیادہ اپنے باپ کی پگڑی پیاری تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم لوگ وجدان کو مل کر واپس پلٹ رہے تھے تو ہم غلط راستے پر لے آئے گاڑی۔اور اس دشمنوں کے علاقے میں پھنس گئے۔۔۔اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ ہمارے پلان کا حصہ نہیں تھا بابا۔۔۔ہم لوگوں کو دشمنی کی وجہ سے گھیر لیا گیا تھا۔۔۔

اور وجدان لوگوں کو بھی انہوں نے راستے میں پکڑ لیا تھا۔۔۔اور پھر۔۔۔۔احد تھک چکا تھا۔اس سب واقعے کو یاد کر کے جس کے بعد احد کی زندگی بدل گئی تھی۔۔۔

نکاح کیسے ہوا فرید صاحب یہ بات میں بتاتا ہوں۔۔۔"وجدان جو دروازے میں کھڑا ہوا یہ بات سن رہا تھا اور چپ" چاپ آنسو بہاتی ہوئی زرنش کو دیکھ رہا تھا احد کے خاموش ہونے پر بول اٹھا۔۔وجدان کل کی طرح آج بھی اچانک سے نمودار ہو گیا تھا۔اسے نہ جانے یوں سرپرائز دینا کیوں اچھا لگتا تھا۔۔۔

فرید صاحب اور زبیر نے وجدان کا استقبال کیا۔۔۔صارم کے والد اور فجر کے بابا بھی وہیں موجود تھے۔۔انہوں نے بھی وجدان سے مصافحہ کیا اور جانے کی اجازت چاہی۔۔یہ خاندانی سا معاملہ سمجھتے ہوئے انہوں نے یہاں رکنا مناسب نہ سمجھا۔۔

مگر فرید صاحب نے انہیں بھی رکنے پر مجبور کیا۔۔۔یہ معاملہ ایک گھر کا نہیں رہ گیا تھا۔اس سے جہاں فجر کی زندگی جُڑی تھی وہیں صارم بھی اس سب کا حصہ تھا۔۔۔۔

----------/19\----------

گاؤں میں گھومتے گھومتے جب ہم لوگ بات چیت کر چکے تو احد اور صارم نے مجھے گاؤں کے اس حصہ میں اتارا تھا جہاں میرا انتظار نثار کر رہا تھا۔۔۔۔

نثار میرے انتظار میں وہیں تھا جہاں میں اسے چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔جب احد کی گاڑی تھوڑی ہی آگے گئی مجھے یوں لگا اس کے پیچھے کوئی دوسری گاڑی بھی ہے۔جو ایک مناسب سا فاصلہ رکھ کر ان پر نظر رکھے ہوئے ہے۔۔۔مجھے زرنش کی فکر ہوئی۔

مجھے صارم نے بتا رکھا تھا کے یہاں کے لوگ دشمن اتنی ہی جلدی بنا لیتے ہیں جتنا کوئی سانس لیتا ہے تیزی سے۔۔۔ہر سانس کے ساتھ یہاں دوستی اور دشمنی بنتی بگڑتی رہتی ہے۔۔۔...

اسے میرا وہم کہ لیجے یا میری چھٹی حس کے مجھے لگا کے زرنش کسی مصیبت میں ہے۔۔۔" وجدان اس سے پہلے کے بات کو مکمل کرتا اسے منصور صاحب نے روک دیا۔۔۔

نکاح تک کی بات ہم لوگ بعد میں جان سکتے وجدان!!! آپ نے اپنے غائب ہو جانے کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں" "بتایا۔زرنش بیٹی کے لیے آپکا دل اتنا ہی فکر مند تھا تو سات سال تک کہاں تھے آپ؟؟؟

صارم کے والد نکاح سے پہلے اس بات کو جاننا چاہتے تھے کے اتنے لمبے عرصے تک آخر وجدان تھا کہاں۔۔۔

آپ؟؟" وجدان صارم کے والد کو نہیں جانتا تھا اس لیے وہ ہچکچاہٹ کا شکار تھا اس بات کا جواب دینے کے لیے۔۔۔" مگر سب کے چہروں پر جیسے یہ سوال لکھا ہوا نظر آنے لگا تھا۔۔

وجدان یہ میرے بابا ہیں۔۔۔" صارم نے وجدان کی آنکھوں میں سوال کو پڑھ لیا تھا۔۔"

میرے ساتھ جو کچھ ہوا اگر میں یہ بات آپ لوگوں کو بعد میں بتا دوں تا کیا یہ بہتر نہیں ہو گا؟؟؟ وجدان نے اختلاف" کرنے کی کوشش کی۔۔۔

جب میں اور نثار گاڑی میں پیچھا کرنے والی گاڑی کے پیچھے پیچھے وہاں پہنچے جہاں احد اور صارم کی گاڑی کو روکا گیا" تھا۔۔۔وہاں کا منظر ہمارے لیے کافی تکلیف دہ تھا۔۔۔احد اور صارم کو ان لوگوں نے گھیر رکھا تھا اور یہ دونوں ان

سے لڑائی کر رہے تھے۔۔میں یہ بات ضرور کہنا چاہوں گا یہ دونوں اپنی زندگیوں کی پرواہ کیے بغیر بس زرنش کی خاطر لڑائی کر رہے تھے۔۔۔

ہمارے وہاں پہنچنے پر ان لوگوں کے مخبر نے یہ بات بتا دی انہیں کے یہ لوگ مجھ سے ملنے کے لیے آئے تھے۔۔۔ نثار کو کسی نے دیکھا نہیں تھا۔۔۔اسی لیے مجھے بھی ان کا مہمان سمجھ زدوکوب کرنے کی کوشش کی گئی۔۔۔"سب کی نظریں وجدان پر تھیں۔سب ہی وجدان کے یوں خاموش ہونے پر کچھ دیر کے لیے بے چین سے ہو رہے تھے۔

وہاں سے ہمیں حویلی لے جایا گیا۔۔۔زرنش کے نیاز بھائی کے حوالے سے ہمیں بھی مجرم قرار دیا گیا۔"وجدان" اصل بات نہیں جانتا تھا اس لیے خاموش ہو گیا۔۔۔احد نے وجدان کو پینے کے لیے پانی دیا۔۔۔اور بات کو وہیں سے شروع کیا جہاں وجدان نے چھوڑا تھا۔۔

نیاز بھائی نے چند دن پہلے ہی کسی لڑکی کا زبردستی نکاح پڑھوایا تھا اس گاؤں کی۔۔۔اس کے بعد سے تایا جی اور نیاز بھائی" کے لیے ان لوگوں کے دلوں میں بہت نفرت پیدا ہو گئی تھی۔۔۔وہ اس انتظار میں تھے کے کسی بھی طرح سے ہمارے "گاؤں کی کوئی لڑکی ان کے ہاتھ آ جائے۔۔۔اور آئی بھی تو۔۔۔۔

احد نے زرنش کی طرف دیکھا۔۔۔جو اس سب کو سن کر پھر اس ذہنی عزیت کا شکار ہو رہی تھی جس سے وہ بہت مشکل سے چھٹکارا حاصل کر رہی تھی۔۔۔

ان لوگوں نے بدلہ تو لینا ہی تھا۔اب یہ فیصلہ ہونا تھا کے نکاح کیا کس کے ساتھ جائے۔۔اپنے کسی بندے سے نکاح" کرواکے وہ لوگ اس لڑائی کو طول نہیں دینا چاہتے تھے۔۔۔۔ان میں سے جس نے وجدان کی مخبری کی تھی اس کا ہی یہ مشورہ تھا کے اسی سے کروادو جس سے یہ ملنے آئے تھے۔۔۔

مہمان صارم بھی تھا نثار بھی لیکن شاید یہ نکاح ہونا تہہ ہو چکا تھا اس لیے اس کے علاوہ ان لوگوں کے دلوں میں یہ بات آئی بھی نہیں کے وہ مجھے صارم یا نثار کا نام لے کر یہ بات کرتے۔۔۔زخم دیتے دیتے وہ لوگ انجانے میں بہت سے زخموں پر مرہم رکھ رہے تھے۔۔۔۔

زرنش جی تو اس وقت سے سکتے میں تھی جب سے ہماری گاڑی کو روکا گیا تھا۔۔۔نکاح کے وقت ہم لوگ مکمل خاموش نہیں رہے۔ہماری خاموشی ان کے ذہنوں میں یہ بات یہ خیال بھی پیدا کر سکتی تھی کے ہم اس نکاح سے خوش "ہیں۔۔۔۔

احد کے چپ ہونے کے بعد خاموشی چھا گئی تھی۔ایک لمحے کے لیے ایسا سناٹا چھا گیا تھا جس کی چند گھڑیاں بھی قیامت خیز معلوم ہو رہی تھیں۔۔

----------/19\----------

سندس فجر اور امل کے ساتھ مل کر سب کے لیے چائے بنا کر لے آئی تھی۔چائے کی طلب سب کو محسوس ہو رہی تھی۔ کسی نے بھی رات سکون سے نہیں گزاری تھی۔صارم کے والدین رات کی شفٹ میں ڈیوٹی پر تھے۔احد کے والدین بھتیجے کی اچانک موت کے باعث رات بھر سو نہیں سکے تھے۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

جہاں فرید صاحب کو اپنے بھتیجے کی موت کا دکھ تھا وہیں بھانجی کے اس کم عمر میں بیوہ ہو جانے کا بھی افسوس تھا۔

زبیر اور احد رات دیر سے گھر آئے تھے اور آج صبح جلدی جاگ اٹھے تھے۔ فجر صبح تھوڑی دیر سے اٹھی تھی۔ مگر رات بھر زرنش کی وجہ سے دیر تک جاگتی تو رہی تھی۔۔۔ بیٹی گھر پر نہیں تھی۔ اس پریشانی میں عفت اور فاروق صاحب نے بھی رات آنکھوں ہی آنکھوں میں کاٹی تھی۔۔۔۔

ان سب کے علاوہ دو ایسے لوگ بھی تھے جن کے پاس بظاہر رات بھر بے چین رہنے اور جاگنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ یہ تھے صارم اور امل!!!....

دونوں کے دلوں میں کچھ عجیب سی کشمکش چل رہی تھی۔ وہ نظریں چُرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھ تو رہے تھے مگر جب بھی نظریں ملتی وہ ایسے ظاہر کرتے جیسے انہیں کسی بھی قسم کی فکر نہیں۔

کوئی پرواہ نہیں۔۔۔ مگر دل میں کہیں کچھ تھا جو انہیں نہ چاہتے ہوئے بھی ایک دوسرے کی بے خواب آنکھوں میں جھانکنے پر مجبور کر دیتا۔۔۔

میں زرنش کو لینے کے لیے آیا ہوں۔۔۔" وجدان نے چائے کا گھونٹ لیا اور کچھ سوچتے ہوئے بولا۔۔ زرنش کو پھر سے یہاں چھوڑ کر جانا ٹھیک ہو گا بھی یا نہیں۔۔۔"

کیوں؟"فرید صاحب کے سوال میں حیرت اور پریشانی دونوں ہی شامل تھے۔۔ بھتیجی کو یوں کیسے بھیج سکتے تھے وہ۔"
وجدان کی اس بات پر سب کی نظریں وجدان کی جانب اٹھ گئی تھیں۔ کوئی بھی اس بات کی امید وجدان سے نہیں کر رہا تھا۔۔

یہ بیوی ہے میری!"وجدان نے صاف طور پر یہ کہنا ہی بہتر سمجھا۔ وہ اپنے دل کی اصل بات کو زبان پر نہیں لانا چاہتا" تھا۔ چوہدری وارث کے بھائی بھی ان کی طرح کے مزاج والے ہوئے تو سب کچھ بگڑ جائے گا۔۔

"ہمیں معلوم ہے!!! مگر کیا آپ کو ہم پر اعتبار نہیں ہے؟"

فرید صاحب وجدان کی طرف سے کسی ایسی بات کی امید نہیں کر رہے تھے، وہ بھی اس وقت جب یہ خاندان جوان موت کے صدمے سے دوچار ہے اس میں یہ بات۔۔۔۔۔

ایسا نہیں ہے فرید انکل۔۔۔ میں انکل تو کہہ ہی سکتا ہوں نا آپ کو۔۔۔"وجدان کو فرید صاحب کی آواز میں لرزش" محسوس ہو رہی تھی، ان کا دکھ بھی سمجھنا چاہیے تھا وجدان کو۔۔۔

اگر ایسا نہیں ہے تو تھوڑا سا مزید انتظار کر لیں وجدان بیٹا۔۔۔ زرنش آپکی امانت ہے۔۔۔ ہمارے خاندان کے لیے یہ" موقع کسی خوشی کا نہیں ہے۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا؟۔۔۔ اور انکل ہی کیوں آپ چاچو کہہ لیجیے زرنش کی طرح۔"اب فرید صاحب کو فاروق صاحب اور منصور صاحب نے دلاسہ دیتے ہوئے آرام کرنے کا مشورہ دیا۔۔۔

خوشی تو زرنش کے بابا کو کبھی بھی نہیں ہونی انکل۔وہ مجھے قبول نہیں کریں گے۔۔"وجدان کو لگ رہا تھا اگر اب بھی دیر ہوئی تو پہلے کی طرح وہ کہیں پھر سے زرنش کو کھو نہ بیٹھے۔۔۔

یہ ہی ہم جاننا چاہتے آپ سات سال پہلے زرنش کو چھوڑ کر چلے کیوں گئے؟"فاروق صاحب نے اب کی بار سوال کیا۔۔۔

"سر میری اس بات میں بھی کوئی غلطی نہیں تھی"

وجدان کو اب پھر سے گزرے ہوئے وقت کی یادوں پر سے گرد جھاڑ کر انہیں سب کے سامنے لانا ہی تھا۔۔

میرے اور زرنش کے بابا کی ملاقات کے بعد جب میں ہوٹل سے نکلا تو میں اپنا موبائل فون ہوٹل میں ہی بھول آیا" تھا۔۔"وجدان کے منہ سے یہ بات سنتے ہی زرنش کے لبوں پر پژمردہ سی مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔وہ وقت جب باپ اور بھائی گھسیٹتے ہوئے زرنش کو ساتھ لے گئے تھے۔۔۔

میں گھر جانے کے بجائے ابھی کہیں بیٹھ کر یہ سوچنا چاہتا تھا میں کیا کروں، میں زرنش کو کیا جواب دوں گا۔میری زندگی" زرنش کے بنا کیسے گزرے گی!!!میں انہیں سوچوں میں گم چلتا جا رہا تھا۔

کنسٹرکشن ایریا کے قریب جب میں ایک ویران سی بلڈنگ کے پاس سے گزر رہا تھا مجھے خیال آیا میں زرنش سے فون پر بات کر کے اسے اس بارے میں اپنی تمام بات سے آگاہ کر دوں۔۔۔۔

کیسے زرنش کے بابا نے مجھے اور میرے بابا کے بارے میں کیسے کیسے الفاظ استعمال کیے۔۔مجھے کیسے زلیل کیا گیا۔۔۔میں نے جیب میں سے فون نکال کر زرنش سے رابطے کی کوشش کی تو مجھے اپنا فون میری جیب سے غائب ملا۔۔۔

میں ابھی واپس جانے کے بارے سوچ رہا تھا جب مجھے۔۔۔۔اپنے پیچھے گاڑی آتی ہوئی دیکھائی دی۔۔۔۔ہو سکتا ہے میری بات پر آپکو یقین نہ آئے۔۔۔۔مجھے گولی مار دی گئی تھی۔۔۔میری دونوں ٹانگوں کو نشانہ بنایا گیا تھا۔۔۔اور کمر میں گولیاں لگیں تھی۔۔۔۔

"وہ گولی مارنے والا اب دنیا میں نہیں ہے۔۔۔۔

وجدان کا اشارہ سب کی سمجھ میں آ چکا تھا۔۔۔کچھ آنکھوں میں آنسوں تھے تو کوئی نفرت سے اپنی نگاہوں کو جھکا کر نفرت کو چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

وجدان نے بھی اپنی نم ہوتی آنکھوں کو عینک اتار کر صاف کیا۔۔۔

آپکو گولی لگی وجدان بیٹا تو اس کے بعد بھی آپ نے کوئی رابطہ نہیں کیا ہمارے ساتھ یا زرنش کے ساتھ۔۔۔ایسا کیوں""" سمبل چچی جو زرنش کو پیار تو کرتی تھیں مگر احد کے ساتھ نام منسوب ہونے کے بعد نہ جانے کیوں انکا مزاج بدل گیا تھا۔۔۔۔

آنٹی میں گولیاں لگنے کے کچھ ماہ بعد تک کومہ میں چلا گیا تھا۔۔۔اس دوران میرے والد کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔۔۔"
میں جب ہوش میں آیا اس کے بعد میں نے زرنش سے رابطے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن فرید انکل آپکے بھائی نے یونیورسٹی سے زرنش کا کوئی بھی نشان ملنے کا راستہ نہ چھوڑا۔۔۔

اپنی دولت اور اثر ورسوخ کے باعث انہوں نے میرے لیے تمام راستے بند کر دیے تھے۔۔۔ ثنا جو زرنش کی دوست تھی اسے بھی زرنش کے اس گھر کا پتہ نہیں تھا۔۔۔

میں نے سات سال تعلیم مکمل کر کے نوکریاں کر کے پھر سے پاؤں پر کھڑے ہونے میں صرف کر دیے۔۔۔ میرے دل میں کھوٹ نہیں تھا فرید انکل" وجدان نے کپکپاتے ہوئے ہاتھ میں گلاس تھام کر پانی کا بھرا گلاس ایک ہی گھونٹ میں ختم کر ڈالا۔۔۔

----------/19\----------

ایاز کی موت کو ایک ماہ گزر چکا تھا۔ وجدان کا آنا جانا اب معمول کی بات ہو گئی تھی۔۔۔ وجدان اس خاندان کا ایک حصہ بن چکا تھا۔۔۔ اپنے والدین کی وفات کے بعد وجدان کے بہن بھائی بھی شادیوں کے بعد اپنے اپنے گھروں میں خوش و خرم زندگی گزار رہے تھے۔ وجدان کے آنے پر کسی کو بھی اعتراض نہیں ہوتا تھا۔ اعتراض کی کوئی وجہ باقی نہیں تھی۔

زرنش کا نکاح ہو چکا تھا۔ دکھ اور تکلیف کی زندگی کے بعد کچھ ایسا تھا جس کی وجہ سے زرنش پر سکون رہنے لگی تھی۔۔۔ گاؤں سے رابطے تقریباً ختم ہو چکے تھے۔۔۔ ایک مرتبہ پھر سے سرد جنگ کا آغاز ہو گیا تھا۔ چوہدری وارث اب کون سی چال چلیں گے کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔

دوسری جانب احد اور فجر کے درمیان وہ خاموشی وہ گھٹن مٹ گئی تھی۔۔۔اب دونوں کے درمیان دوستانہ تعلقات پھر سے قائم ہو گئے تھے۔۔۔ جبکہ امل اور صارم کی لڑائیوں میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔امل واپس گھر چلی گئی تھی لیکن اپنی بہت سی یادیں چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔

فجر اور احد کے ساتھ اسکا مزاق کرنا۔ ہما آنٹی کو ستاتے رہنا۔اور تو اور فاروق انکل اور منصور انکل کو شام کے وقت پارک میں زبردستی لے کر جانا اور مجبور کرنا کے وہ لوگ جاگنگ کریں۔۔۔فرید صاحب کو ویسے بھی صحت کا خیال رہتا تھا مگر انکے دوسرے دوست اس حوالے سے بہت پیچھے تھے۔۔۔ منصور صاحب ڈاکٹر ہونے کے باوجود صحت کے معاملے میں سب سے پیچھے تھے۔۔۔امل نے تو جیسے صارم کی کمی پوری کی ہوئی تھی۔۔ہر وقت ہنسی مزاق اور شرارتیں۔ بڑوں کو بھی اپنی باتوں اور اوٹ پٹانگ حرکتوں سے ہنساتی رہتی تھی۔۔۔سب لوگ ہی امل کی کمی کو محسوس کر رہے تھے۔۔۔ اب تو امل کو بہو بنا کر لانے کا دباؤ مزید بڑھ گیا تھا ہما آنٹی پر۔وہ پہلے تو خود اس کے بارے میں سوچ رہی تھیں مگر اب تو تینوں گھروں کا مشترکہ مطالبہ بنتا جا رہا تھا یہ معاملہ۔۔۔زندگی آہستہ آہستہ اپنے راستے پر واپس لوٹ رہی تھی۔۔۔

----------/19\----------

آو آو نیاز بابو!!!...آج اتنے عرصے بعد امیروں کے غریب خانے میں کیسے آنا ہوا؟"چہرے پے میکپ کہ کئی لیئر" چڑھائے امیراں کسی تجربہ کار شکاری کی طرح آنے والے کا شکار کرنے کے لیے تیار تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آنکھوں میں لالچ لیے نہایت غیر مناسب لباس پہنے وہ پینسٹ سال کی عورت خود کو آج بھی ایک شوپیس بنا کے پیش کر رہی تھی۔۔۔۔

نیاز جو سامنے سے آتے ہوئے اب سامنے لگی لڑیوں کو ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے امیر اں کے سامنے قالین پر نیچے بیٹھ گیا وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں امیر اں کے سامنے آیا تھا۔۔۔

--

امیر اں بائی مجھے زینت سے ملنا ہے کدھر ہے وہ موبائل بھی نہیں اٹھا رہی وہ ٹھیک ہے نا بولو نا" نیاز کی زینت کے لیے یہ " فکر مندی اس لیے بھی عجیب تھی کہ وہ ہمیشہ سے ایسی عورتوں کا دلدادہ رہا تھا۔ مگر کسی کے ساتھ اتنی شدت کے ساتھ تعلقات کبھی نہیں رہے تھے۔۔۔۔

ارے ارے نیاز جی ! ! ! اتنا پیار وہ بھی ایک طوائف کے لیے یہ اتنا پیار کس لیے ہے ؟؟ سب کچھ تو مل جاتا ہے تجھے ایسے " ہی بس پیسے پھینکتا جا" ایسی جگہوں پر ایسی ہی باتیں کی جاتی۔ مگر نیاز کو نہ جانے یہ بات کیوں ناگوار گزری تھی۔۔۔ تیر نشانے پر لگ رہے تھے۔۔

بس کرو مجھے زینت سے ملوادو نکاح کروں گا میں ! ! ! آج ہی اس سے جو بولو گی دوں گا میں اس اے پیار کرتا ہوں نہیں" چاہتا کوئی اور اس کو دیکھے میں اسے ان کتوں کی خوراک بننے کے لیے نہیں چھوڑ سکتا" جن کتوں کی خوراک کھانے بننے سے بچانے والا خود بھی حرام خوری ہی کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زینت جو دروازے سے چپکی سب باتیں سن رہی تھی آنکھوں میں شاطر مسکراہٹ لیے وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہوتی نظر آرہی تھی۔۔ دروازے سے امیر اں بائی نے اسکو جیسے کوئی اشارہ کیا، اور وہ فوراً اپنے کمرے میں چلی گئ۔ بالوں کو بکھیر کر تھوڑا حلیہ خراب کر لیا۔ نیاز اسکو نہیں دیکھ سکا کیونکہ اسکی پیٹھ اسکی طرف تھی۔۔۔۔۔۔

--

"جا جا مل لے!!!! لینے دینے کی بات بعد میں ہو گی۔۔۔۔۔۔۔

نیاز کو سست قدم اٹھاتے دیکھ کر امیر اں جیسے کچھ سوچ کے ہنس پڑی کیونکہ وہ جانتی تھی خریدار اپنے قابو میں ہے۔۔۔۔۔۔۔ایسے جال میں پھنسا تھا نیاز جس کو کاٹ کر باہر نکلنا بے حد مشکل تھا

کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکی نظر زینت کے اجڑی حالت پر پڑی آنکھیں بے نور بے رونک۔۔۔۔۔

نیاز آگے بڑھا۔۔۔۔۔

کیا ہوا زینت؟ کیا ہوا میری جان ایسی حالت کیوں بنائی ہوئی ہے؟؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔"نیاز بیوی بچوں کی موجودگی میں" کسی طوائف کی اس قدر پزیرائی کر رہا تھا۔

ہٹو ہم جیسیوں سے تم لوگوں کو کیوں بلا ہمدردی ہوئی؟؟ ہمدردی!!!! ہاہاہاہاہاتم لوگ ہمدردی نہیں کرتے پیار" کرتے ہو ہنہ "طنز ایک ایک جملے سے جھلک رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اوئے زینت تو جانتی ہے تو میری زندگی ہے تب ہی سب چھوڑ کے تیرے در پے آجاتا ہوں آج ہی تجھ سے نکاح کروں" گا تو فکر نا کر "ن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مگر نیاز امیر اں بائی کی شرائط "زینت کی ادائیں کام دیکھار ہہ تھیں۔۔۔۔۔۔"

"

تو فکر نا کر ساری جائیداد میں نے اپنے نام کر لی بس تو تیار ہو جا میں انتظام کرتا"۔۔۔۔۔۔۔

نکاح کرنے کے بعد وہ دلہن بنی زینت کو حویلی لے آیا تھا کیونکہ اب اسکو کسی چیز کا کوئی خوف نہیں تھا۔ ساری جائیداد بھائی کے مرنے کے کچھ دن بعد ہی ہوش حواس سے بیگانہ باپ سے سائن کروا چکا تھا۔۔۔۔

گاڑی رکتے ہی نیاز نے دروازہ کھول کر باہر نکلنے میں مدد کی اب وہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اندر کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بی جی بی جی نیاز بابو نے شادی کر لی" نگہت بیگم جو عصر کی نماز پڑھ کے فارغ ہوئی ملازمہ کی یہ بات سنتے ہی باہر کو" بھاگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"نیاز پتر یہ کون ہے کس سے کر لی توں نے شادی بول پتر۔۔۔۔۔؟؟؟"

نگہت بیگم کچھ اور پوچھتی اتنی دیر میں چوہدری وارث وہاں پہنچ چکے تھے اپنے بیٹے کے ساتھ اس کوٹھے کی طوائف کو دیکھ کر جیسے ان کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوئے بغیرت انسان اس حرامزادی کو توں یہاں کیوں لایا میرے گھر کی دہلیز ناپاک کر دی بغیرت انسان دے طلاق"

اس طوائف کو ابھی کے ابھی طوائف کا لفظ سنتے ہی نگہت بیگم بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

"اباجی یہ میری بیوی ہے گالی نا دو اسکو اور اسکو طلاق نہیں دوں گا میں سن لو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

طلاق نہیں دے گا؟؟؟"۔۔۔"

ایک زوردار چماٹ نیاز کے منہ پے پڑی، اور اس کے بعد ایک پے ایک۔۔۔۔۔۔

نکل جا ادھر سے دفعہ ہو جا"۔۔۔۔۔۔۔'

"!!!ہٹو اباجی"

نیاز نے باپ کو پیچھے کرتے ہوئے اتنے زور کا دھکا دیا کے انکا سر سامنے پڑے شیشے کے میز سے جا لگ اور زخمی ہو گئے

اور آپ مجھے گھر سے کیا نکالیں گے؟؟ میں نکالوں گا کیونکہ آپ نے خود ساختہ جائیداد میرے نام کی ہے"

"----------

"تو جھوٹ بول رہا ہے تو جھوٹ۔۔۔یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔"

یہ ہو چکا ہے آباجی اب سوچ لو یہاں رہنا ہے تو میری بیوی کی عزت کرنی ہو گی!!! کیونکہ یہ حویلی میں نے اس کے نام کر دی..."

ایک پے ایک دھماکہ کر کے وہ ساتھ چپکی زینت کو پکڑے سیڑھیاں چڑھ گیا زینت کا خوبصورت لہنگا آدھی سیڑھیوں کو کور کرتے ہوئے نہایت خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔۔یہ خوبصورتی اس وقت چوہدری وارث کو اپنے بیٹے کا خون دیکھائی دے رہی تھی۔۔یہ سرخ رنگ وہ شعلے تھے جو اپنی بیٹی کی زندگی کو راکھ کرنے کے لیے وارث چوہدری نے ہی سلگائے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چوہدری وارث کے سامنے انکی بے ہوش بیوی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا گھر کے نوکروں کو ان کی ذاتی باتوں میں آنے یا رکنے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔گلا خوشک ہونے کی بنا پر ان کی آواز بھی نہیں نکل رہی تھی کے کسی سے پانی مانگ سکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک پل میں مکافات عمل ہوا تھا۔۔۔ایک پل میں سارا غرور خاک ہو گیا تھا۔۔۔

ایک پل میں خدا کا خوف حاوی ہوا تھا ایک پل بہت کچھ دے بھی گیا تھا اور لے بھی گیا تھا۔۔۔

----------/19\----------

جب وہ بچھڑا تو ایسا لگا مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔"

"میری منت کا دھاگا ٹوٹ گیا ہو جیسے۔۔۔

وجدان کا شعر سن کر زرنش بنا مسکرائے نہ رہ سکی۔۔۔وجدان تھری پیس سوٹ پہنے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو کر ٹائی کی ناٹ درست کر رہا تھا اور اپنے سامنے بیٹھی ہوئی زرنش کو کانوں میں جھمکے پہنتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔۔ زرنش کے جھمکے اسکے کالے گھنے بالوں میں الجھ سے جاتے تھے۔ان کی وجہ سے زرنش بھی جھنجھلا کر رہ گئی تھی۔۔۔

وجدان آپ کتنا تیار ہوں گے ؟ مجھے بتائیں لڑکیوں سے زیادہ ٹائم آپ لگاتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

ادھر آپکی معصوم بیوی کب سے اپکا انتظار کر رہی..."زرنش ب بھی جھمکے سے لڑائی کر رہی تھی۔۔۔

میری بیوی کے کان بند ہیں!!!! نہیں میرا مطلب یہ جھمکے جو نہیں جا رہے اندر۔۔۔"زرنش کی ہر بات کو الٹا جواب """ دینا تو جیسے وجدان کا فریضہ تھا۔۔۔

جی نہیں بند نہیں ہے تب ہی"زرنش نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔"

میں مدد کروں ڈالنے میں ؟"وجدان آج کچھ زیادہ ہی رومنٹک ہو رہا تھا۔۔۔"""

وجدان تھوڑے رومنٹک ہوا کریں ادھر صارم اور احد ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔"بلآخر زرنش تیار ہو چکی" تھی۔۔۔

جی جی جلدی کریں ورنہ آپکی چچی نے وہ تعنے دینے کے افففف۔۔۔"وجدان نے زرنش کو ستاتے ہوئے کہااور جلدی" سے باہر نکل گیا۔وہ جانتا تھازرنش یہ بات سن کر پھٹ پڑے گی۔۔۔

وجدان کمرے سے باہر آیاہی تھاکے اسے ٹی وی کے والیم کی آواز سنائی دی۔جو بے ہنگم سے انداز میں بج رہا تھا۔بچوں کے پرو گرام کااتناشور والاساؤنڈ سن کر وجدان حیران رہ گیا۔ٹی وی لاؤنج میں جو منظر تھااسے دیکھ کر وجدان،ایک سال کاارقم جہاں بیٹھ کر کارٹون ٹی وی پہ لگا کر دیکھنے کے بجائے صوفے کے کشن نیچے پھینک کران پر بیٹھاہوا تھا۔

اور کارٹون دیکھنے کے بجائے بسکٹ اٹھائے ہوئے ان کا چورا کر رہا تھا۔۔۔ارقم کے کپڑوں اور منہ کی حالت بے حد خراب دیکھائی دے رہی تھی۔ایک سال کا بچہ آوازاتنی اونچی کیسے کر سکتا ہے۔۔۔وجدان یہ سوچتاہوا آگے بڑھاتو یہ منظر دیکھ کر ہنس دیا۔۔۔

ارقم جس کشن پر بیٹھاہوا تھااس کے نیچے ریموٹ کنڑول دب ساگیا تھا۔جس کی وجہ سے آوازاونچی ہو کر فل ہو چکی تھی۔۔وجدان نے آگے بڑھ کر کرارقم کو کھڑا کیااوراس کے کپڑوں کو جھاڑ کراب ہاتھوں کو صاف کرنے کے ساتھ گھر کی ملازمہ کو آواز دے رہا تھا۔جسے ارقم کا خیال رکھنے کے لیے وہ یہاں بیٹھنے کا کہ گیا تھا۔۔۔

وہ نہ جانے کہاں تھی۔۔۔ملازمہ کو ڈانٹ پلا کر کر وجدان نے اپنے بیٹے کو اچھی طرح سے صاف کیااوراسے لے کر گاڑی کی طرف چل دیا۔۔۔

ارقم بابا کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ چل رہا تھا۔۔اور منہ اٹھا کر باپ کے چہرے کو دیکھ کر یوں مسکرا رہا تھا کے وجدان کے لیے چہرہ سنجیدہ بنائے رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

بیٹے کو ایسے دیکھ کر وجدان بھی مسکرا دیا۔یہ دو سالوں میں ملنے والا دوسرا گفٹ تھا جس نے وجدان کی زندگی کی محرومیوں کو کم کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا تھا۔۔۔

خوبصورت وائیٹ کلر کا ڈریس پہنے اپنے کرل کیئے بالوں کو ایک سائیڈ پے ڈالے کانوں میں ہیوی جھمکے پہنے وہ اب وجدان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وجدان کی نظر دوپٹے کو سیٹ کرتے ہوئے زرنیش کے ہاتھوں پر رک گئی۔۔۔۔

ساری تیاری میں وہ اسکے ہاتھ تو دیکھ ہی نہیں سکا تھا۔ہاتھوں پے خوبصورت مہندی کے ساتھ ساتھ گجروں کی خوشبو بھی وجدان کو دوسرے تمام پھولوں سے زیادہ خوشبودار لگ رہی تھی۔۔۔۔

زرنش نے وجدان کو اپنی جانب دیکھتے ہوئے یوں کھویا ہوا پا کر آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تو وجدان جیسے خیالوں کی دنیا سے لوٹ آیا تھا۔۔۔

دونوں کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔اور آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی۔۔

پچھلی سیٹ پر بچوں کے لیے مخصوص نشست پر بیٹھے ہوئے ارقم نے اب اپنی ہی زبان میں کوئی نظم پڑھنا شروع کر دی تھی۔۔۔جس میں سے نظم کی دھن ہی سنائی دے رہی تھی اور الفاظ غائب تھے۔۔

چند منٹ میں یہ لوگ مین روڈ پر پہنچ چکے تھے۔۔شام کا وقت تھا مگر چھٹی کا دن ہونے کی وجہ سے سڑکوں پر رش اس قدر نہیں تھا۔۔

زرنش کی نظریں وجدان کے چہرے پر مرکوز تھیں۔زرنش خیالوں میں گم ہو رہی تھی۔۔پہلو میں موجود وجدان نے ان دو سال میں زرنش کی زندگی میں آنے والے تمام دکھوں کو سب تکالیف کو کیسے زرنش سے اور زرنش سے جڑے ہر رشتے سے دور رکھا تھا۔۔۔بیٹے جیسا تحفہ ملنے کے بعد زرنش کے گھاؤ بھرنے لگے تھے۔۔۔

ان پیارے لمحات میں زرنش کو دو سال پہلے کی وہ شام یاد آگئی تھی جس شام وہ اپنے چچا کے گھر لان میں بیٹھی ہوئی تھی۔ احد اور فجر کسی بات پر لڑائی کر رہے تھے اور فیصلہ کرنے کے لیے جج زرنش کو بنایا گیا تھا۔۔۔

----------/20\----------

زرنش کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر وہ سب لمحات کسی فلم کی طرح چلنے لگے تھے۔۔۔شام کے وقت ابھی سورج ڈوبنے کو تھا جب دروازے پر کسی کی بے چین سی دستک سنائی دی۔

احد اپنی لڑائی بھول کر دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔دروازے کی دوسری جانب چوہدری وارث کھڑے ہوئے تھے۔۔۔سر پر بندھی ہوئی پگڑی آج کھل کر گلے میں لٹک رہی تھی۔۔۔۔۔

اس شام کے بعد چوہدری وارث نے ایک دن بھی حویلی میں رہنا مناسب نا سمجھا انکا غرور خاک میں جیسے ہی ملا آنکھ پے چھائے نفرت کے بادل بیوی اور بیٹی کے لیے جیسے غائب سے ہو گئے نگہت بیگم کو ہوش میں لاتے ہی وہ اپنا اور انکا کچھ ضروری سامان اور کاغذات لیے شہر اچلے آئے تھے۔۔۔۔

گلے میں وہ پگڑی جھول رہی تھی جسے ہمیشہ اونچا رکھنے کے لیے انہوں نے بہت سے ظلم ڈھائے تھے۔۔۔آج یہ آنسوں کو صاف کرنے کے کام آرہی تھی۔۔۔

تایا جان کی اس لٹی پٹی حالت کو دیکھ کر احد کیسے بے چین سا ہو گیا تھا۔۔اس نے آگے بڑھ کر تائی جی کو سہارا دے کر فجر کو آواز دے کر اپنی مدد کے لیے بلایا تھا۔۔۔آواز سے ہی لگ رہا تھا جیسے بہت ضروری بات ہے۔۔۔فجر کو پکارنے پر زرنش بھی ساتھ چلی آئی تھی۔۔

کیا ہوا احد؟؟۔۔۔۔۔۔۔"

انکل کو کیا ہوا انٹی کیا ہوا فجر اپنا سارا غصہ بھلائے ان کے لیے فکر مند تھی"....ان کے پیچھے بت بنی زرنش بھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔۔۔باپ کہ دہشت زدہ کرنے والی آنکھیں آج آنسوں سے نم تھی۔۔۔

بیٹی کو سامنے کھڑے دیکھ کر چوہدری وارث کی نگاہیں مارے شرم کے جھک گئی تھیں۔۔۔غرور سے اکڑی ہوئی گردن بھی ڈھلکی ہوئی تھی۔۔۔

احد کے بجائے چوہدری وارث کے دیرینہ ملازم کرموں نے ہاتھ جوڑ کر جواب دیا۔۔۔

بی بی جی!!! قیامت ٹوٹ گئی۔۔۔چوہدری جی لٹ گئے جی۔۔۔زرنش بی بی آپکے ابا جی کا سب کچھ لٹ گیا جی۔۔۔"وہ" رو رہا تھا۔۔۔وہی ایک تھا جس نے وفاداری کا ثبوت دیا تھا۔۔۔۔

زرنش بے تاثر چہرا لیے بس اپنی ماں کے گلے لگ گی آنکھوں سے آنسو جیسے جھلکنے کو بے تاب تھے مگر شاہدا تنا سب کچھ سہ کر وہ بھی اندر برسنا ہی مناسب سمجھتے تھے۔۔۔۔۔۔۔

... چلیں امی اندر چلیں!!!"آواز سے ایسے لگ رہا تھا جیسے گلے میں انسوں کا گولا پھنسا ہوا ہو"

ماں نے بیٹی کو نہ جانے کتنے دن بعد دیکھا تھا۔مگر وہ ایسے خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے بیٹی کو پہچان بھی نہیں رہیں۔۔۔زرنش کے لیے یہ سب سے تکلیف دہ بات تھی۔ماں سے ایسی خالی نظروں کی امید تو ہر گز نہ تھی زرنش کو۔۔۔

مگر وہ نہیں جانتی تھی ان نظروں نے کیسے کیسے مناظر دیکھے تھے۔۔۔

ماں کی پتھرائی ہوئی آنکھیں اور باپ کے جھکے ہوئے سر نے زرنش کا دل بوجھل کر دیا تھا۔۔۔

ہما آنٹی نگہت تائی کے چیک اپ کے لیے جلدی سے چلی آئیں تھیں۔۔۔اور منصور انکل نے چوہدری وارث کے زخمی ماتھے کی پٹی تبدیل کر دی تھی۔اب سب ہی لوگ چوہدری وارث کے پاس موجود تھے۔۔ہر ایک اس سب کے بارے میں جاننے کے لیے بیتاب تھا۔۔۔

وقت کے فرعون کو اب کی بار شکست کسی موسیٰ نے نہیں دی تھی۔ بلکہ اپنے ہی بیٹے نے باپ کا غرور خاک میں ملا ڈالا تھا۔۔۔ ہمیشہ ہر کسی کو خود سے نیچ سمجھنے والے چوہدری وارث کو دربدر کرنے والا کوئی اور نہیں تھا بلکہ انکا اپنا خون تھا۔

وہ بیٹا جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے بھائی اپنی بیٹی اور اپنے تمام خاندان کے ساتھ تعلقات کو بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔

چوہدری وارث سر جھکائے اور ہاتھوں کو جوڑ کر بھائی سے معافی مانگنے کے لیے آگے بڑھے ہی تھے کہ فرید صاحب نے آگے بڑھ کر اپنے بھائی کو گلے لگا لیا۔۔۔ وہ نہیں بھولے تھے کہ چوہدری وارث رتبے میں ان سے بڑے تھے۔۔۔ دونوں بھائی گلے لگ کر نہ جانے کتنی ہی دیر روتے رہے۔۔۔ بھائی بھائیوں کی طاقت ہوتے ہیں۔۔۔

مگر ایک بھائی نے دوسرے کو ہمیشہ نیچا ہی دیکھایا تھا۔۔۔ لیکن اب کی بار فرید صاحب نے ایسا نہیں کیا تھا۔۔۔ انہوں نے سب کچھ بھول کر بھائی کو سینے سے لگا لیا تھا۔۔۔

o o o o o

تین دن گزر چکے تھے ان تین دنوں میں نگہت بیگم نے اپنے دل کا سارا غبار اپنی بیٹی کے گلے لگ کر نکال لیا تھا

اپنے بیٹے کا غم بھولی نہیں تھی مگر شوہر کی توجہ اور انکا ان سے معافی مانگنا انکو مطمئن رہنے میں مدد دینے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

چوہدری وارث اپنی بیٹی سے بات کرنا چاہتے تھے مگر نا جانے کیوں اب زرنش باپ سے کترانے لگی تھی

زرنینش تہجد پڑھنے کے لیے وضو کر کے پانی پینے آئی تھی تب ہی اس نے اپنے باپ کو جائے نماز پر بچوں کی طرح بھلکتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔

چہرے پے اللہ کا خوف اور گناہوں کی ندامت کا اندازہ بھیگے ہوئے چہرے اور لرزتے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ کے بخوبی ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

وقت کے فرعون کا مجسمہ جیسے ڈھ گیا تھا۔۔۔۔۔

یہ وہ شخص تھا جو خدا کے سامنے بھی نا جانے کب جھکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دور کہیں آسمان پے موجود چاند ستارے سب اس بے بس انسان کی بے بسی دیکھ کر مسکرا دیے۔

کیونکہ وہ روز کروڑوں کو غلطیاں کر کے ٹھوکر کھا کے ایسے ہی اپنے اللہ کے آگے گڑگڑاتے دیکھتے تھے۔۔۔۔

زرنش ناجانے کب سے ایک جگہ کھڑی اپنے باپ کے ایک ایک آنسو کو دیکھ کر آنسو بھار ہی تھی وہ اب آنکھیں صاف کرتی ہوئی آگے بڑھی تھی۔۔۔

--

بابا بابا" پکارتی ہوئی آگے بڑھی۔۔۔"

بیٹی کی پکار پر وارث چوہدری نے آنکھیں بند کرلی۔وہ بیٹی کی نظروں کا سامنا کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے۔وہ شکست خوردہ انسان جو بیٹی کو ایک بوجھ اور ندامت خیال کرتا تھا اب بیٹی سے نظریں ملانے کے قابل بھی نہیں رہا تھا۔۔۔

جن بیٹوں جو ہمیشہ اپنی بیٹی پر فوقیت دیتے ہوئے وارث چوہدری نے بیٹی کی ہر خواہش اسکی ہر خوشی کا خون کیا تھا وہ آج اس کمزور شخص کے لیے واحد سہارا تھی۔۔۔۔

وجدان کو جس حقارت سے ٹھکرا کر وارث علی نے زلیل وخوار کیا تھا اب وہی وجدان تھا جس سے کچھ امید لگائی جاسکتی !!! تھی۔۔۔چوہدری وارث دل ہی دل میں یہ دعا کر رہے تھے کے کاش بیٹی اب انہیں نہ پکارے۔۔۔۔۔۔

بابا آنکھیں کھولیں اور مجھے دیکھیں بابا!!! آپ ایسے نا روئیں مجھے تکلیف ہو رہی ہے"۔۔۔۔زرنش کی ہچکی بندھ گئی" تھی۔

براوقت گزر چکا ہے اور جب براوقت گزرتا ہے تو سب بری یادیں اپنے ساتھ لے جاتا ہے "زرنش اپنے باپ کو دلاسہ دے رہی تھی۔ باپ کی خاطر بیٹیاں کیا کچھ برداشت کرتی آئی ہیں، اور باپ ہمیشہ بیٹیوں کی زندگی کو بھینٹ چڑھاتے آئے تھے۔۔۔

۔۔۔

۔۔۔

"پتر مجھے معاف کر دے میں نے بہت ظلم کیے تجھ پے تیری ماں پے۔۔۔۔۔۔۔۔"

بابا مجھ سے معافی نا مانگیں بھلا بیٹیاں باپ کے لیے کچھ برا چاہ سکتی ہیں؟؟؟ اور بابا آپکو پتا ہے اللہ نے بھی آپکو معاف کر" دیا کیونکہ دیکھیں آج آپ کو اس نے اپنے سامنے جھکنے کے قابل کر دیا۔۔۔ "زرنش باپ کے آنسوؤں کو صاف کر رہی تھی۔۔۔

"اس معاشرے میں ناک ہوتی ہی مردوں کی ہے۔ عزت دار مرد ہوتے ہیں۔۔

اور ایسی عجیب کہ کسی کی بہن کو چھیڑنے پہ نہیں کٹتی،

اپنی بہن کے چھڑنے پر کٹ جاتی ہے۔

"زبردستی شادی یا طلاق دلوانے پہ نہیں کٹتی

.... مرضی کی شادی یا طلاق پہ کٹ جاتی ہے

!!!اپنے یا بیٹے کی کر توتوں پر نہیں کٹتی، بیٹی یا بہن کی زرہ سے غلطی پہ کٹ جاتی ہے۔۔۔

ہما بیگم کے ساتھ منصور صاحب بھی آئے تھے۔صارم کو چھٹی نہیں ملی تھی۔۔۔یہ لوگ امل ک و باقاعدہ طور پر مانگنے کے لیے آئے تھے۔۔۔ان کے ساتھ فجر اور فجر کی والدہ بھی تھیں۔۔۔گاڑی احد چلا رہا تھا اور احد کی امی بھی ساتھ تھیں۔۔۔۔

میمونہ بیگم نے اندر جا کر امل کو آواز دی۔۔۔

ماں کی آواز سن کر امل نے سیڑھیوں کے اوپر سے جھانک کر دیکھا اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔۔۔۔تو یہ بات سچ ثابت ہو رہی تھی۔۔۔یہ سب سچ میں ہی آ گئے ہیں۔۔۔۔

اللہ!!!امی مجھے کیوں بلا رہی ان میں نیچے کیسے جاوں"دانتوں سے ہونٹوں کو کچلتے ہوئے وہ اب پھر سے نیچے جھانک رہی تھی..."

ماں کی دوسری آواز کچھ زیادہ ہی گرجدار تھی۔۔۔اب کی بار امل کو اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

میں بلا لاتی ہوں آنٹی۔۔۔"فجر نے چھپ کر دیکھتی ہوئی امل کو یوں جھانکتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔اب وہ اجازت لے کر سیڑھی سے اوپر جا رہی تھی۔۔۔

ارے ارے یوں چھپ چھپ کے کس کو دیکھا جا رہا ہے امل سے ملتے ہوئے فجر نے اسکو چھیڑا تھا فکر نا کرو صارم ساتھ " نہیں آیا لڑکی "فجر کی باتوں اور شرارت بھرے لہجے سے امل الجھ رہی تھی۔۔۔نروس ہوتی ہوئی امل جھنجھلا کر بولی،

نہ کریں فجر۔۔۔آپ بھی مجھ معصوم کو تنگ کر رہی ہیں۔۔۔"امل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔ "

اور یہ سب کیوں؟؟؟"گھر آئے مہمان سے یہ سوال کے کیوں آئے ہیں مناسب نہیں تھا۔ مگر اس وقت امل کو سہی " غلط کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

افففف امل تم بولتی ہو تو واپس چلے جاتے ہیں... خبریں سب ہیں اس معصوم کو بس ہمت نہیں ہو رہی کیوں کیوں " بتاو..."فجر آج موقع جانے نہیں دے رہی تھی۔۔۔

امل اب کی بار شرما گئی تھی اور جلدی سے نیچے کی جانب بھاگی۔۔۔وہ فجر کی شرارت بھری نظروں سے بچنا چاہتی تھی۔۔۔۔

رشتے کی رسمی سی یہ ملاقات جلد ہی ختم ہو گئی تھی۔ جس کے بعد امل کے ہاتھوں میں صارم کے نام کی انگوٹھی پہنا دی گئی تھی۔۔۔۔اس سب کے وقت زرنش وہاں موجود نہیں تھی یہ تو سب کچھ فجر سے معلوم ہوا تھا۔۔۔۔

----------/20\----------

ارقم کو نیند آگئی تھی۔اسے فیڈر پکڑانے کے بعد زرنش پھر سے انہی یادوں کے سلسلے میں کھو گئی تھی۔۔۔وجدان کی وہ تمام محنت اور دن رات کی کوششیں جن کی وجہ سے چوہدری وارث علی کی کھوئی ہوئی تمام جاگیر انہیں واپس مل گئی تھی۔۔نیاز کو جعل سازی کے جرم میں سزا ہوئی تھی۔۔۔

اس شام زوروں کی بارش ہو رہی تھی جب وجدان زرنش سے ملنے کے لیے آیا تھا۔۔۔اس بات سے بے خبر کے چوہدری وارث بھی یہاں ہیں اور ان کے ساتھ کیسا حادثہ پیش آیا ہے۔۔۔۔

ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر سامنے بیٹھے چوہدری وارث پے پڑی جو خود بھی وجدان کو دیکھ چکے تھے اس سے پہلے وجدان باہر کو واپس پلٹتا وہ اس کی طرف بڑھے تھے۔۔

وجدان نے انہیں اپنی جانب بڑھتے دیکھا تو نہ چاہتے ہوئے بھی رک گیا تھا۔۔۔اسے عقب میں سیڑھیوں سے نیچے آتی ہوئی زرنش دیکھائی دی تھی۔جو آج خلاف معمول اداس نہیں لگ رہی تھی۔اور نہ ہی اپنے شوہر کو اپنے والد کے سامنے کھڑے دیکھ کر وہ گھبرائی تھی۔۔

"وجدان"

یہ چوہدری وارث کی آواز تھی۔۔وہ آواز جس میں کمزوری۔۔۔احساس جرم اور بے پناہ تھکن تھی۔۔۔

پتر مجھے معاف کر دے میں معافی کے قابل نہیں بہت تکلیف دی تجھے مگر میں تلافی اپنی دھی کو تیرے ساتھ رخصت کر کے کرنا چاہتا ہوں"

وجدان ان جملوں کو سننے کے لیے بلکل بھی تیار نہیں تھا۔۔اچانک سے چوہدری وارث کا ایسا رویہ وجدان کی سمجھ سے بلکل باہر تھا۔اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہے۔۔۔

اس نے سامنے کھڑی زرنیش کی طرف دیکھا تھا جیسے اس سے اس انقلاب کی وجہ جاننا ہو۔۔۔

زرنش نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر وجدان کو خاموشی اختیار کرنے کو کہا۔۔۔۔۔

وجدان نے اب پلٹ کر چوہدری وارث کو دیکھا۔۔۔جن کی جھکی گردن،اور آنکھوں میں صاف صاف شرمندگی تھی۔ ندامت تھی گناہوں کا بوجھ تھا۔۔۔۔۔

وہ شخص جو زرنش سے اس حد تک محبت کرتا تھا بھلا اس کے باپ کو ایسے تکلیف میں کیسے دیکھ سکتا تھا۔

اور ویسے بھی محبت کرنے والے محبتیں ہی بانٹنا جانتے ہیں یہ ہی ابھی وجدان نے بھی کیا تھا کسی سوال جواب کے بغیر وہ چوہدری وارث کے گلے لگ گیا تھا اور اپنے ہاتھ سے انکی کمر تھپک رہا تھا۔۔۔

سرد جنگ ختم ہو چکی تھی۔تمام نفرتوں کی دیواریں گرادی گئی تھیں۔۔وجدان نے اس دن کے بعد سے اپنی تمام قابلیت کو بروکار لاتے ہوئے۔اور اپنے تمام تر اثر ورسوخ کو استعمال کرتے ہوئے کیسے کیسے مشکل حالات کا سامنا کر کے اس مقدمے کو جیتا تھا یہ سب زرنش جانتی تھی۔۔۔۔

اس کیس کے دوران ایک نیا انکشاف بھی ہوا تھا۔۔۔جس نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

ایاز کا قتل!!!جس کے پیچھے چوہدری وارث کے اپنے بیٹے نیاز کا ہی ہاتھ تھا۔۔۔وہ گولی کسی دشمن کی نہیں تھی۔

For more visit (exponovels.com)

خود سگے بھائی کے پستول سے چلائی جانے والی گولی تھی جس نے ایاز کی جان لے لی تھی۔۔۔اس مقدمے میں نیاز کو عمر قید کی سزا سنادی گئی تھی۔۔۔

ایک طوائف کی اداؤں کا اسیر ہو کر نیاز نے اپنے ہی گھر کو آگ میں جھونک دیا تھا۔۔ناانصافی اور دوسروں کی زندگیوں میں زہر گھولتے گھولتے یہ گھرانہ خود بھی اس آگ کی لپیٹ میں آگیا تھا۔۔۔

اس دولت کی خاطر کیا کچھ ہو چکا تھا بھائی نے بھائی کی جان لے لی۔باپ دولت کے نشے میں خود کو ہی خدا سمجھ بیٹھا اور یہ سب اسی دولت کے دم پے سب پے ظلم ڈھاتے رہے مگر آج سب اسی دولت کے ہوتے ہوئے بھی بے بس اور لاچار سکون کے لیے دربدر ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سب کے بعد چوہدری وارث نے اپنے بیٹے ایاز کی بیوہ کی شادی اپنے ہی گاؤں کے ایک پڑھے لکھے آدمی سے کر دی تھی۔۔۔ایاز کے بیٹے متین کو زبیر نے گود لے لیا تھا۔۔۔

ایک طوائف کی اداؤں کا اسیر ہو کر نیاز نے اپنے ہی گھر کو آگ میں جھونک دیا تھا۔۔ناانصافی اور دوسروں کی زندگیوں میں زہر گھولتے گھولتے یہ گھرانہ خود بھی اس آگ کی لپیٹ میں آگیا تھا۔۔۔

زینت نے شادی کے کچھ دن بعد ہی اپنی اصلیت دیکھانا شروع کر دی اس نے ثابت کر دیا گندگی کو صاف کرنے کی جتنی کوشیش کر لو وہ واپس ضرور آتی ہے یہی سب زینت نے بھی کیا تھا نیاز کی حویلی سے زیادہ ایک کوٹھے کی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔۔

صارم کے پاس آوٹ کے وقت امل وہاں موجود نہیں تھی۔۔۔خالہ کو ملنے اور امل کو ملنے کے لیے صارم کو بطور خاص بھیجا گیا تھا۔۔ منگنی کے بعد صارم پہلی بار آرہا تھا۔وہ بھی احد کے بغیر۔اور اس سے پہلے اسنے اپنے آنے کی اطلاع دینے کے لیے خالہ کو فون کی۔۔۔۔

امی اب وہ کیوں آرہا" میمونہ بیگم نے جیسے ہی امل کو صارم کے آنے کا بتایا اسکو تو جیسے کرنٹ لگ گیا ہو۔۔۔دل کے اندر" خوشی سے لڈو پھوٹ رہے تھے، لیکن اوپر سے صارم کے آنے پر واویلا مچایا ہوا تھا امل نے۔۔۔۔

امل تھوڑی تمیز لحاظ سیکھ کو کل تک کیسے صارم بھائی کہتی تھی اب دیکھو!!!.۔۔۔آے ہائے!!!میں بھی کیا کہتی جا" رہی ہوں۔۔

"چلو بھائی تو نہیں بول سکتی مروت سے بلایا کرو اسکو۔۔۔

صارم جانتا تھا امل کا مزاج بچوں کی طرح ہے۔وہ پہلے سے زیادہ خود تو سنجیدہ ہو چکا تھا۔۔۔احد کو ساتھ لے جانے کی کوشش کرنے کے باوجود بھی اب کی بار فجر اس بات کو ماننے کے لیے بلکل تیار نہ ہوئی۔۔گاؤں جانے والا واقع فجر بھولی نہیں تھی۔۔۔

چلو شاباش اب جاو اور اپنی کچھ حالت بدلو۔"امل ماں کی بات سن کی بڑبڑاتے ہوئے چلی گی۔۔۔۔"

امی تو ایسے آرڈر دے رہی جیسے مغلیہ سلطنت کا کوئی بادشاہ آرہا ہو۔۔۔"امل بے دلی سے منہ دھو کر تیار ہونے کے لیے چلی گئی۔۔

دروازے پر ہونے والی مسلسل دستک نے امل کو تنگ کر کے رکھ دیا تھا۔۔۔وہ پاؤں پٹختی ہوئی دروازہ کھولنے کے لیے آرہی تھی تھی۔۔

دروازہ کھلتے ہی امل سامنے کھڑے ہوئے صارم کو دیکھ کر دنگ رہ گئی۔۔ایک ڈیڑھ سال میں صارم کی پرسنیلٹی کس قدر بدل گئی تھی۔۔۔پتلا سوکھا سا صارم اب اونچے قد کے ساتھ ساتھ ایک توانا جسم کا بھی مالک تھا۔۔۔۔نئے نئے پاس آوٹ ہونے والے فوجی کے چہرے پر مونچھیں بھی اتنی بڑی تھی جیسے وہ ٹرک کھینچ کر لے آئے گا۔۔

صاصارم بھائی آپ۔"صارم کو دیکھ کر امل ماں کی ہدایت پر عمل کرنا جیسے بھول ہی گئی تھی۔"

جی بہن۔۔۔۔"صارم نے جل کر جواب دیا اور امل کو اگنور کرتا ہوا اندر چلا گیا۔۔۔اسے اپنے یہاں آنے کے فیصلے پر" افسوس ہو رہا تھا۔۔۔اب بھی بھائی ہی کہنا تو شادی ہی نہ کرے۔۔۔بیوقوف کہیں کی۔۔صارم بڑبڑاتے ہوئے خالہ کو ڈھونڈتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔

اللہ بے عزتی کروادی، میں کیوں پاگل ہوں!!!دماغ خراب ہے میرا کوئی کنٹرول ہی نہیں ہے خود پے ابھی تو امی نے" بتایا کے اب وہ میرے بھائی نہیں..."خود کو کوستے ہوئے وہ اب چھپ کے آگے بڑھ رہی تھی۔۔

وہ ڈرتے ڈرتے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کے امی اسکو دیکھیں اور وہ پھر کچھ الٹا سیدھا .. بولے..اپنے آپ کو ڈانٹتے ہوئے امل سر جھکائے چلتی چلی جا رہی تھی

امل ادھر کہاں جارہی ہو صارم کے لیے چائے بناو اور ساتھ کچھ کھانے کے لیے بھی لاو اور ہاں رات کے کھانے کے لیے بریانی بھی تیار کرنی ہے۔" صارم کی تو جیسے ہنسی ہی چھوٹ جاتی امل کا چہرہ دیکھ کر اگر وہ بروقت اپنی زبان کو دانتوں تلے زور سے دبا نہ لیتا۔۔۔امل خود کلامی تو کر ہی رہی تھی ساتھ ساتھ اپنے ہاتھوں کو ہلا کر اپنے آپ کو دھمکی بھی دے رہی تھی۔۔

امی مگر۔۔۔کچھ سوچتے ہوئے وہ بولی امی وہ میرا ٹیسٹ بھی تو ہے تو آپ سب کچھ کر لیں۔۔۔"امل نے جان چھڑانے کی کوشش کی۔

کون سا ٹیسٹ؟؟؟اتوار کے دن بھی ٹیسٹ؟؟؟ جاؤ جو کہ رہی ہوں وہ کرو"ماں نے غصہ سے امل کو دیکھا جو بھانجے کے سامنے امل کی وجہ سے شرمندگی محسوس کر رہی تھیں۔امل کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کب مزاق کرنا ہے اور کب رک جانا ہے۔۔یا وہ صارم کو دیکھ کر وہ ایسی ہو جاتی تھی۔۔

"امی اتوار کو نہیں سموار کو ہے۔"

"لو جی لگ جاو کاموں میں کیا زندگی ہے اور اسکو دیکھو باہر کیسے دانت نکال رہا ہے سب کے سب ایک جیسے۔۔۔۔۔۔

چائے کا پانی رکھ کے اب وہ فریج سے دودھ اور دیگر سامان نکال نکال کے رکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

چھوڑ دیں خالہ میرا رات رکنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے" صارم کو نہ جانے کیوں امل سے ایسے رویے کی امید بلکل نہیں تھی۔۔۔ صارم اٹھتے ہوئے بولا۔اس کی آواز اتنی اونچی تھی جو کچن میں باآسانی سنائی دے رہی تھی۔۔

صارم کو یوں اٹھتے دیکھ کر۔۔امل بھاگتی ہوئی باہر نکل آئی۔۔۔

اوئے یار آپ سیریس کیوں ہو جاتے ہو اب بندہ مزاق بھی نا کرے بیٹھ جائیں آج بریانی تو کھلا کے بھیجوں گی" آپکو...."امل سب احکامات کو بھول کر پھر سے باہر نکل آئی تھی۔۔۔

کھانا میری ماں بنا لیتی۔۔۔شکریہ بریانی کا" فوجی کے دماغ نے حکم جاری کر دیا تھا رکنا مشکل تھا۔۔۔ صارم جو پہلے ہی غصہ میں بھرا بیٹھا تھا پھٹ پڑا۔۔

بتا تو ایسے رہے ہیں جیسے مجھے پتا ہی نہیں کے خالا کھانا بنا لیتی اور بول رہی ہوں کے کھا کے جائیں گے تو کھا کے ہی جائیں گے سمجھے" امل نے حکم دیا۔۔وہ اب صارم کی طرح ہی بول رہی تھی۔امل کی خوبی بھی تو یہی تھی۔جو جیسے بولتا ویسے ہی اس سے بات کیا کرتی تھی۔۔

امل چپ کرو اور اندر جاو پٹر پٹر زبان چلتی ہے تمہاری" میمونہ بیگم بیٹی کی حرکتوں سے عاجز دیکھائی دے رہی تھی..." صارم کو بازو سے پکڑ کر میمونہ بیگم نے بیٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔

تمھارا کیا بھروسہ کھانے میں زہر ملا کر دے دو تو میری ماں کیا کرے گی؟؟؟" صارم نے مصنوعی غصہ کا اظہار کیا۔۔۔"

امی دیکھیں ناصارم بھائی کواور آپ مجھے خاموش کروارہی ہیں۔۔۔"امل جلدی میں بولی۔۔۔"

ہائے میرے اللہ۔۔۔۔۔یہ بھائی نہیں ہے تمہارا سمجھتی کیوں نہیں ہو تم۔۔۔"میمونہ بیگم نے اب کی بار چپل اٹھالی" تھی اور تیزی سے کچن کی جانب بڑھنے لگی۔۔۔

اچھا اچھا امی چپل پیچھے کریں میرے ہونے والے شوہر کے سامنے تو میری عزت رکھ لیں۔۔۔"امل کی آوازیں" سن کر صارم کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا۔۔۔۔وہ خالہ کو روکنے کے لیے ان کے پاس آگیا تھا اور اب کچن کے دروازے میں کھڑا ہو کر خالہ کے بھانے سے امل کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

----------/21\----------

شادی سے ایک رات پہلے صارم اور امل ایس ایم ایس پر باتیں کر رہے تھے۔۔۔

" امل کل ہماری شادی ہے کل مجھے بھائی نہ بول دینا سمجھی۔۔۔۔۔۔۔"

صارم کا میسج پڑھتے ہی امل کی ہنسی بہت زور سے نکلی تھی۔۔۔اس نے منہ پر زور سے ہاتھ رکھ کر قہقہے کو بلند ہونے سے روکا۔۔۔۔۔

" اچھا مگر ایک شرط ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"۔۔۔۔۔ کیسی شرط لگتا ہے تم ساری زندگی میری ہر بات شرطوں پے ہی مانو گی"

" شرط یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

" کیا ہے بتاو بھی۔۔۔۔۔۔۔"

"۔۔۔۔۔ جب میں ہال میں انٹر ہوں گی آپ وہاں سے لے کر سٹیج تک میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے لے کر جائیں گے "

" جو حکم جناب کا۔۔۔ایسا ہی ہو گا۔۔۔اور میڈم اگر آپ میرے سے پہلے سٹیج پر پہنچ گئی تو؟؟؟"

" ایسا ہو ہی نہیں سکتا"

" ہو بھی سکتا ہے امل جی۔۔ کل سرپرائز بھی مل سکتا ہے آپکو۔۔۔"

صارم میرا بچپن کا خواب خراب کرنے کی کوشیش نا کریئے گا سمجھے "صارم کو امل کی بے چینی بہت لطف دے رہی" تھی۔سائڈ ٹیبل پر رکھی ہوئی امل کی تصویر کو دیکھ رہا تھا۔جس میں امل صارم کا یونیفارم پہنے ہوئے تھی اور صارم اس کے پاس سر پر دوپٹہ لیے بیٹھا تھا۔۔۔یہ تصویر احد اور فجر نے عید کے موقع پر لی تھی۔جس سے اگلے ہی دن زرنش کی رخصتی کی گئی تھی۔یہ اس سے ایک دن پہلے کی تصویر تھی۔۔

جی جی بلکل تم نے تو پیدا ہوتے ہی یہ خواب دیکھا ہو گا کے صارم کی دلہن بنوں گی۔۔۔"صارم کا جواب پڑھ کر امل کا" منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

اللہ!!! معاف کرئے بھلا میں کیوں سوچوں گی ایسا ویسا کچھ "اب کی بار امل نے جواب دینے میں کچھ دیر کی تھی۔۔۔وہ" صارم کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔۔۔

کیوں کے تم تو مجھے پیدا ہونے سے پہلے ہی پسند کرتی تھی نا اس لیے۔۔۔۔

کر لیں کر لیں تنگ میں کل بتاوں گی آپکو۔۔

----------/21\----------

کہاں جا رہے ہو اس وقت ؟"احد زرنش کی آواز سن کر چونک گیا۔۔۔وہ سیڑھیوں سے اتر کر لان کی جانب جا رہا تھا" جب اسے اپنے عقب سے آواز سنائی دی۔۔۔

وہ میں یونہی باہر جارہا۔۔آپ سوئی نہیں؟؟"احد نے جواب گول کرتے ہوئے جوابی کارروائی کرتے ہوئے سوال پوچھا۔۔۔"

یہ ہی نہیں میں بھی نہیں سویا!!!اور یہ جناب بھی جاگ رہے"زرنش سے پہلے وجدان نے جواب دیااور احد کی جانب دیکھا۔۔وجدان اس وقت اپنے بیٹے ارقم کو اٹھائے ہوئے زرنش کے قریب ہی سے نمودار ہوا تھا۔ارقم سر کو دائیں بائیں زور زور سے ہلا رہا تھا۔۔۔

کیا ہوا آپ سب اتنی رات کو کیوں جاگ رہے ہیں؟ارقم تو ٹھیک ہے نا؟؟"احد کو ارقم سے کچھ خاص لگاو تھا۔ارقم کو اتنی رات میں جاگتے دیکھ کر احد کچھ پریشان سا ہو گیا تھا۔۔وہ باہر جانے کی بجائے ارقم کی جانب بڑھا۔ارقم نے ہاتھ منہ پر رکھتے ہوئے چھینے کی کوشش کی۔

یہ پیارے سے ارقم صاحب مون دیکھنے کی فرمائش کر رہے ہیں اور بادلوں نے آسمان کو ڈھانپا ہوا ہے"زرنش نے افسردہ سا چہرہ بناتے ہوئے جواب دیا۔اور ارقم کے سر کو چوما۔

ارے آپ بھی ناکس زمانے میں رہ رہے ہیں، یہ موبائل ہے اور اس میں مون کیا مارس بھی نظر آجائیگا۔۔"احد نے موبائل نکال کر چند اماموں کی نظم لگا کر ارقم کی جانب موبائل بڑھایا۔۔جسے ارقم نے جھٹ سے تھام لیا۔وہ اپنے دانتوں کے بنا چھوٹے سے منہ کو کھول کر مسکرا رہا تھا۔۔

بس بس ہمیں مت سیکھاو، یہ بتاؤ تم کہاں جا رہے ؟"زرنش نے تفتیشی افسر کی طرح گھورتے ہوئے سوال کیا۔۔۔"

وہ میں اپنی بیگم کو مارکیٹ لے کر جا رہا۔ کل کے فنکشن کے لیے میڈم کا جوتا ان کی پسند کا نہیں ہے۔اور وہ اپنی ساسو ماں سے شکایت بھی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔"احد نے سر کھجاتے ہوئے جواب دیا۔۔وہ اپنی مسکراہٹ کو چاہتے ہوئے بھی چھپا نہیں پا رہا تھا۔

زرنش اور وجدان نے ایک دوسرے کو دیکھا اور مسکرا دیے۔وہ دونوں احد کی اس شرمیلی سی ہنسی اور اس انداز کو دیکھ کر بہت انجوائے کر رہے تھے۔۔۔

○ ○ ○ ○ ○

عامر دروازے میں کھڑا احد کا انتظار کر رہا تھا۔۔وہ فجر اور احد کے درمیان پیغام رسانی اور ان کے ایسے ایڈونچرز کا حصہ بھی رہتا تھا۔آج جب فجر کے باہر نکلنے پر پابندی تھی تب ہی عامر راستہ کلیئر کر رہا تھا۔۔نازیہ آپی کے ہوتے ہوئے یہ سب کرنا بہت مشکل کام تھا۔۔۔

نازیہ کے آنے کے بعد فجر کو احد سے ملنے سے سختی سے روکا گیا تھا۔۔۔

اوئے بھیجنا فجر کو"عامر کی گردن پر ہاتھ رکھ کر احد نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا جو نہ جانے کون سے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔۔۔

ارے احد بھائی صبر کر جاؤ زیادہ بے صبرے نہ بنو!!"عامر سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔۔۔"

بے صبرے کے بچے نکل آئی ناز و آپا تیرے ساتھ مجھے بھی جوتے کھانے پڑیں گے۔"احد نے عامر کا موبائل چھیننے " کی کوشش کی۔۔۔وہ موبائل میں ہی غرق تھا۔سوشل میڈیا کی یہ بیماری عامر کو بہت زیادہ شدت سے لگی تھی۔۔

فجر اس دوران خود ہی باہر آگئی تھی۔عامر کو گھورتے ہوئے وہ احد کے ساتھ گاڑی کی طرف جا رہی تھی۔احد نے فجر کا حلیہ دیکھا تو حیرت سے اسے دیکھتا رہ گیا۔۔۔

فجر یہ اتنا بڑا گھنگھٹ کیوں؟؟؟"گاڑی کا دروازہ کھول کر فجر کو بیٹھاتے ہوئے احد نے پوچھا۔وہ مسلسل فجر کی جانب" دیکھ رہا تھا۔

شش میرا روپ کم ہو جائے گا اگر تم نے دیکھ لیا مجھے۔"فجر نے گھنگھٹ کچھ ایسے لے رکھا تھا جس کے پیچھے سے فجر کی" مسکراتی ہوئی آنکھیں صاف دیکھائی دے رہی تھیں۔۔فجر کا جواب سن کر اور یہ مسکراتی آنکھیں دیکھ کر احد کو بہت اچھا لگا تھا۔احد کی وجہ سے ان آنکھوں نے بہت سے آنسو بھائے تھے۔کتنی ہی راتیں بے خوابی میں گزری ہوں گی۔۔یہی سوچتے ہوئے احد ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔۔

• • • • • •

فجر اب تو چہرہ دکھادو مارکیٹ بھی قریب آگئی ہے۔۔۔"احد جو فجر کو دیکھنے کے لیے بے چین ہوا جارہا تھا بار بار ایک ہی بات کیے جارہا تھا۔ مگر فجر بھی گھونگھٹ کو اور زیادہ کھینچے جارہی تھی۔۔

احد چپ کر جاو ایسی باتیں اچھے بچے نہیں کرتے..."فجر کو اپنے بی اے کے امتحانات کے وہ لمحات یاد آگئے تھے جب اس نے یہی بات صارم اور احد سے کہی تھی اور جواب میں ان دونوں نے کوئی اثر نہیں لیا تھا۔الٹا اس بات پر ان دونوں نے ایسے مزاق کیا تھا۔۔۔

احد نے دائیں بائیں سر گھما کر گاڑی میں دیکھا۔۔۔پھر گاڑی سے باہر دیکھنے لگا۔۔ایسی حرکتیں کرتے دیکھ کر فجر حیران ہو رہی تھی۔۔۔

کیا ہو گیا ہے دیکھ کے گاڑی چلاؤ"حکم دیتے ہوئے فجر نے کہا۔ فجر احد کے ایک دم سے گم صم ہو جانے سے بہت الجھن" کا شکار ہو جاتی تھی۔۔

دیکھ رہا کے بچہ کہاں ہے؟؟"فجر کی بات پر معصومیت سے احد نے جواب دیا۔۔۔"

ہاہاہا بچہ میرے ساتھ بیٹھا ہے سامنے مرر میں دیکھو نظر آئے گا...."بے ساختہ فجر کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔۔۔وہ احد کے" چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہنسی روک نہیں پارہی تھی۔بیک ویو مرر میں اشارہ کرتے ہوئے فجر نے احد کو ستایا۔

رک جامیں بتاتاہوں۔۔۔"احد نے گاڑی کی رفتار بڑھا کر فجر کو ڈرانے کی کوشش کی۔۔۔مگر فجر نے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی اور ہنستی چلی گئی۔۔وہ اس قدر خوش نہ جانے کتنے دنوں کے بعد ہوئی تھی۔۔

اس دوران دونوں مارکیٹ پہنچ چکے تھے۔۔۔جوتوں کی دکان میں بھی فجر نے چہرہ چھپائے رکھا۔۔بار بار چہرے کی جانب احد کی اٹھتی ہوئی نگاہوں کو فجر اچھے سے دیکھ رہی تھی۔اور احد کو اپنا چہرہ دیکھنے کا کوئی موقع نہیں دے رہی تھی۔

احد دیکھو نہ یہ والا ٹھیک رہے گا؟"احد سے مشورہ لیتے ہوئے فجر پاؤں میں جوتا پہن کر دیکھ رہی تھی۔۔۔"

احد نہ جانے کون سے خیالات میں کھویا ہوا تھا۔چونک کر فجر کو دیکھنے لگا۔۔

اس کا رنگ دیکھو۔۔۔یہ اور بارات کے دن بلکے رات میں۔۔۔پاگل ہو۔۔۔"دکان میں موجود دیگر لوگ ان دونوں کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

احد کے بچے آہستہ بولو اور لڑکی میں ہوں مجھے پتا کیا لینا ہے بس تم یہ بتاو پاؤں میں اچھا لگ رہا یا نہیں؟"جوتے کو ٹھیک کرتے ہوئے فجر نے احد کو غصہ سے دیکھا۔جو مشورہ دینے کے بجائے نصیحت کر رہا تھا۔۔

نہیں پاؤں تو جناب کے ہماری پلکوں پہ اچھے لگیں گے۔۔۔ہائے میں مر گیا۔آئیں تشریف لے آئیں فجر جی۔"

احد فجر کو زچ کر رہا تھا۔۔۔

احد جاو میں لیتی ہی نہیں ہوں"احد کی بے تکی باتیں فجر کا موڈ خراب کر رہی تھیں۔۔۔"

ارے نہیں نہیں پلیز ورنہ سب کیا کہیں گے شوہر نے جوتے نہیں دلائے۔۔۔کل تمہاری بارات بھی تو ہے۔۔۔"احد" نے فجر کو منانے کی کوشش کی۔اس کوشش میں بھی احد کی شرارت عروج پر تھی۔

تم جیسا شوہر بس معصوم بیوی کو تنگ کر سکتا"فجر نے جھنجھلا کر جواب دیا۔۔۔احد کی ہمیشہ سے یہ عادت تھی، فجر کو" بہت ساستانے کے بعد وہ اس کی خوشی کے لیے بھی اتنی ہی کوشش کرتا تھا۔۔

احد نے ایک اپنی پسند کا جوتا فجر کے پاؤں میں رکھا۔۔۔

"لو یہ پہنو نا۔۔۔"

احد کی نظروں میں فجر کے لیے بے پناہ چاہت تھی۔۔۔وہ فجر کی آنکھوں میں ایک بار پھر سے مسکراہٹ دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔

"میں مر جاوں ساری عمر ایسے ہی رہنا "

ہیں کیا جوتے پہناتا رہوں؟؟اور مرو کیوں تم؟؟اس لیے شادی کر رہی کے مر جاؤ"احد کچھ سوچتے ہوئے بولا۔موت" کا ایسے ذکر سن کر احد کو اچھا نہیں لگا تھا۔

نانا ایسے ہی پیار سے دیکھتے رہنا۔۔اور نہیں مرتی بڈھی ہو کر مروں گی" ہتھیلی پر ٹھوڑی ٹکا کر فجر احد کی آنکھوں میں" دیکھتے ہوئے بولی۔۔رات کا وقت اور یوں دیر تک باہر رہنا ٹھیک نہیں تھا اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

جی اور یوں ہی بیٹھے رہ جائیں گے ،اب چلو گھر بھی جانا ہے۔۔۔"احد جانتا تھا فجر روٹھ جائے گی۔۔۔وہ اسے منالے گا" بس کچھ ہی گھنٹوں کے بعد۔۔جب وہ ہمیشہ کے لیے اس کی بن کر اسکے گھر میں آجائے گی۔۔۔

احد مگر "فجر کھڑی ہو گئی۔۔۔اس نے اب تک کوئی بھی جوتا نہی لیا تھا۔وہ جوتوں کی خریداری سے زیادہ احد کے ساتھ" وقت بیتانے کے لیے بے قرار تھی۔

جوتے تو لو۔۔"احد پھر سے بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔دیر ہو جانے کا خیال کچھ دیر کے لیے احد نے ایک طرف رکھ دیا تھا۔"

تم ساتھ کس لیے آئے ہو ہینڈسم "فجر کھل اٹھی تھی۔اس کا پلو میں چھپا ہوا چہرہ تھوڑا سا شرما گیا تھا۔۔"

میں تو ڈرائیور ہوں جی۔۔۔۔"احد جھٹ سے بولا۔احد کی بات سن کر قریب بیٹھے ہوئے میاں بیوہ نے حیرت سے ان" دونوں کی جانب دیکھا۔۔

اللہ اتنا خوبصورت ڈرائیور سے تو میں شادی کرلوں۔۔۔!!!"جوتا فائنل کر کے فجر نے اپنی جانب گھورتے ہوئے ان" میاں بیوی کو دیکھا تو احد سے بولی،

چلو اب چلیں اور ہاں آج تم آئس کریم بھی کھلاؤ گئے جو کب سے نہ تم نے کھلائی نا میں نے کھائی"فجر اٹھ کھڑی ہوئی" تھی۔وہ دونوں اب دکان سے باہر نکلنے لگے تھے۔۔

افف بی بی جی ڈرائیور سے شادی بنائے گا آپ؟؟"احد نے پٹھانوں کے لہجے میں جواب دیا۔۔۔وہ جانتا تھا فجر نے " آئسکریم کھانا ہی چھوڑ رکھی ہے۔۔۔اور گول گپے بھی۔۔۔

جی جی باجی کی جان باجی!!! کو تم سے ہی شادی منانا ہے ورنہ باجی کنواری مر جائے گا"فجر نے بھی اسی کے انداز میں" ...اسے جواب دیا

توبہ توبہ فجر باجی تو مت بنو۔۔۔بی بی کہ رہا تم تو باجی بن رہی۔۔۔"احد نے مشکل سے ہنسی کو قابو کیا۔۔۔اور رش سے" بچنے کے لیے اس نے فجر کی کلائی کو نرمی سے مگر اچھے سے تھام لیا تھا۔۔۔فجر کو احد کی یہ ادا بہت پسند آئی تھی۔کاش احد نے اتنی غلط فہمیاں پیدا نہ ہونے دی ہوتی۔کسی روز ایسے ہی پکڑ لیا ہوتا۔۔۔مگر شاید ایسا ہونا لکھا جا چکا تھا۔

اللہ اللہ خان تمکو ہمارا باجی کہنے سے کیا اعتراض شادئ سے پہلے سب باجی ہی ہوتا ہے"فجر نے احد کو مزید غصہ دلانے" کے لیے کہا۔۔۔

نہ نہ میری پیاری سی نکاح شدہ بیگم بھائی بہن تو کبھی ہم بچپن میں نہیں رہے۔۔۔اب تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔""

احد اور فجر گاڑی میں آ چکے تھے۔۔۔اور آئسکریم بھی انہوں نے یہیں منگوالی تھی۔۔۔ بار بار بھائی سننے کی وجہ سے احد کے چہرے پر بارہ بج رہے تھے۔

چپ کر جاو خان بہت باتیں کرتے ہو.. "فجر احد کے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔اسکی نظریں جھک گئی تھیں۔۔"

احد نے فجر کی کلائی اب تک پکڑی ہوئی تھی وہ دونوں گاڑی نیں بھی بیٹھ چکے تھے۔۔۔۔فجر کی بات پر احد ہنسنے لگا۔۔۔۔

اب دونوں واپس گھر کی جانب جا رہے تھے۔۔۔۔پھر سے خوشیوں کے درمیان لوٹ کر۔۔۔۔جہاں اس وقت اگر کوئی جاگ اٹھا تو آج بھی اتنی ہی عزت افزائی ہونا تھی جیسی پہلے ہوتی تھی۔۔۔کسی نے بھی اتنا مارجن نہیں دینا تھا کے یہ دونوں میاں بیوی ہیں۔۔

----------/21\----------

صارم اور احد کی ضد کے آگے سب بے بس تھے۔دونوں دوستوں کی ایک ہی ضد تھی کے وہ اگر شادی کریں گے تو ایک ہی روز۔اور دلہنوں کو بھی ایک جگہ سے رخصت کر کے لایا جائے گا۔اس بات پر بہت لے دے ہوئی۔بہت بحث و مباحثہ ہوا لیکن یہ دونوں اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئے۔اس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کے دونوں بارات کسی ایسے ہوٹل لائی جائیں جہاں سے رخصت ایک ساتھ کیا جا سکے۔۔۔جو دونوں گھروں کے لیے آسان جگہ ثابت ہو سکے۔۔

صارم کو لینے کے لیے احد جانا چاہتا تھا مگر گھر والے دونوں لڑکوں کو ایک ساتھ سفر کرنے سے روک رہے تھے۔ان کہی سی بے چینی اور نہ جانے کیوں سب کو ابھی بھی یہ خوف دامن گیر تھا کے کہیں کچھ ہو نہ جائے۔۔احد اور صارم کسی ایک گھر کے لیے نہیں بلکہ ان تینوں گھروں کے لیے یکساں اہمیت رکھتے تھے۔۔

"احد منہ لٹکائے بیٹھا سب کو دیکھ رہا تھا،اس کے پاس ہی ارقم منہ میں ہاتھ ڈالے سب کو مجھے کون تیار کرے گا؟؟" بھاگتے دوڑتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔"ارقم صاحب شادی میری ہے حیران آپ کیوں ہیں؟"ارقم نے اس بات کے جواب میں ننھے منے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے جواب کو ٹال دیا تھا۔۔وجدان اور زرنش صارم کو لینے جا چکے تھے۔ ہما آنٹی نے زرنش کو صارم کی طرف سے شامل ہونے کو خاص طور پر کہہ رکھا تھا۔۔۔

وجدان اور زرنش ارقم کو احد کے پاس چھوڑ کر صارم کو لینے کے لیے چلے گئے تھے اور راستے میں انہیں صارم کے لیے شیروانی بھی خریدنا باقی تھی۔صارم کسی صورت بھی شیروانی اپنی غیر موجودگی میں نہیں لینے دے رہا تھا۔۔ماما بابا کے جانے کی دیر تھی، پیچھے ارقم کا منہ ایسا کھلا کے بند ہونے میں ہی نہ آتا تھا۔اس نے رو رو کر آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا۔۔

سب گھر والے اپنی سی تمام کوشش کر کے تھک گئے لیکن ارقم نے رو رو کر پورے گھر کو سر پے اٹھا رکھا تھا۔۔۔ہر کسی کے چہرے کو باری باری دیکھتا اور اگلے لمحے اس سے بھی زیادہ زور سے رونے لگتا۔سندس بھابھی تو کبھی احد کی امی۔سب کی کوششیں ناکام ہو چکی تھیں۔۔

بار بار بھلانے کی کوشش کر رہیں تھی لیکن مجال ہے جو ارقم کسی بھی طرح سے چپ ہو۔۔۔تب ہی عامر کچھ سامان اٹھائے اندر داخل ہوا تو ارقم کو روتے دیکھ کر اسے بھلانے کے لیے ساتھ لے گیا۔۔۔فجر کو دیکھتے ہی ارقم مسکرانے لگا اور فجر کی گود میں گھس گیا۔۔فجر جو ابھی تیار ہونے لگی تھی ارقم کو سلانے میں مصروف ہو چکی تھی۔۔

----------/21\----------

فجر احد اور صارم کی زندگیاں پچھلے دو ڈھائی سال میں جن طوفانوں میں پھنس گئی تھی۔آج اس گرداب سے نکلنے کا وقت آ گیا تھا۔۔۔مائیں اپنے بیٹوں کے سر پر سہرا سجانے کے خواب بھی تب سے دیکھنے لگتی ہیں جب سے وہ بیٹیوں کے جہیز کو جمع کرنا شروع کر دیتی ہیں۔۔۔

احد شیشے کے سامنے کھڑا کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔اور آنکھوں میں بے پناہ خوشی۔۔۔زبیر بھائی جو اس کی شیروانی کو درست کر رہے تھے ساتھ ساتھ سوالات بھی کر رہے تھے۔جن کے جوابات احد ہوں ہاں میں دے رہا تھا۔۔۔دونوں بیٹوں کو دیکھ کر سندس بیگم کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے تھے۔۔۔

امی اپنے بیٹے کی شیروانی تو دیکھیں۔۔۔"سندس بھابھی جو احد کی شیروانی اٹھا کر لا رہی تھی اپنی ساس کو یوں کھڑے" دیکھا تو انہیں مخاطب کرتے ہوئے بولی۔۔۔ماں نے مسکراتے ہوئے شیروانی کو پیار سے چھو کر دیکھا۔۔۔اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتی احد کے فون پر بیل بجنے لگی۔۔۔زبیر بھائی نے فون رسیو کر کے سپیکر پر ڈال دیا۔۔۔

احد تو یہاں آجاور نہ میں ادھر آرہا ہوں تیار ہونے۔۔۔یہ وجدان صاحب مجھے نہ جانے کس زمانے کا دلہا بنا رہے ہیں۔۔۔کہتے سرمہ بھی ڈالو۔"فون میں زرنش اور وجدان کے قہقہے گونجتے ہوئے صاف سنائی دے رہے تھے۔۔۔ جبکہ صارم غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا۔بس فون میں دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔

صارم کی بات سنتے ہی اس طرف بھی ماحول ایک دم سے خوش گوار ہو گیا تھا۔۔۔دونوں جانب ہنسی اور قہقہے بلند ہونے لگے تھے۔۔۔سب ہی صارم کی حالت کو سوچ سوچ کر ہنس رہے تھے۔زبیر بھائی وجدان کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے تو بھابھی ایسا کچھ بھی کرنے سے روک رہی تھیں۔۔

اوبھائی تو لگا لے سرمہ شرمہ بڑوں کی بات مان لے چل اب بند کر میری آج بارات ہے مجھے تیار ہونے دے۔۔۔"""
احد بھائی کے سامنے بلکل بچوں کی مانند کھڑا تھا۔۔اور ان کی ہدایات پر عمل بھی کر رہا تھا۔۔باہر کے انتظامات بابا اور تایا جی دیکھ رہے تھے۔

تیری اکیلے کی ہے بارات؟؟ منحوس! میں بھی دلہا ہی ہوں۔۔۔آئے گا یا میں آؤں۔۔۔"صارم نے احد پر اپنا غصہ نکالتے ہوئے کہا۔صارم کی امی کو تو جیسے کاموں میں ہی گم ہو کر رہ گئیں تھی۔سب بہت دیر بعد اندر آئی تھیں۔

ہاہاہا؟؟؟اوئے فوجیوں کو کونسی تیاری کی ضرورت تو آجا سرمہ لگا کے اور ہاں ابھی بہت دھمکیاں دے رہا مکافات عمل" ہو جائے گا تیرے ساتھ..."احد اور صارم میں یہ لڑائی چلتی رہتی تھی۔۔۔اس میں کبھی کچھ سنجیدہ نہیں ہوتا تھا۔۔۔ ہما آنٹی نے احد کی بات سن کر مصنوعی غصہ کا اظہار کیا کے ان کی بہو کے بارے میں یہ باتیں ہو رہی۔۔

جی مکافات عمل تو میری اماں نے کروا ہی دیا۔۔۔ کہاں ہماری سہیلی فجر۔۔۔ہاؤ لکی یو آر!!!اور کہاں یہ امل " میڈم۔۔۔ چل میں آیا۔۔"صارم نے ماں کے کندھے سر رکھا اور ان سے پیار کی تھپکی لی۔۔صارم کی بے چینی کو محسوس کر کے ہنس رہے تھے۔۔۔۔بس ایک خاموشی تھی جو نگہت تائی کے لبوں پر تھی اور اداسی سی ان آنکھوں میں۔۔۔وہ ماں جس نے دو بیٹوں کو دلہا بنایا تھا۔۔۔اور آج اس کے دونوں بیٹے نظروں سے اوجھل تھے۔۔۔وقت ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا۔۔اس بات کی جیتی جاگتی مثال تائی جی تھیں۔فتح انہی کی ہوا کرتی ہے جو آخر تک گردنیں جھکا کر اور ہمت نہ ہار کر جیتے ہیں۔۔۔جب خدا کی زمین پر کوئی اپنی خدائی کا دعویٰ کر دے اسے ایسے ہی مٹا دیا جاتا ہے۔۔۔۔وہ اپنے شوہر کے غرور کی سزا بھگت رہی تھیں۔۔۔

چل اوئے ناشکرے آجا میں انتظار کر رہا۔۔۔!!!!"احد نے فون بند کر کے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں تائی جی گم صم کھڑی" تھیں۔۔۔

تائی جی آپ کیوں اداس چلیں بتائیں آپکا بیٹا دلہن کو پسند تو آجائے گا نا؟؟"احد نے تائی جی کو اداس دیکھا تو ان کے پاس " چلا آیا۔۔۔

لے کیسے پسند نہیں آئے گا۔۔او کوئی بہتا سوہنی ہے۔۔۔میرے پتر کی آنکھوں کا جواب نہیں۔۔اسکی آکھیں دیکھی" ہیں نکی نکی آنکھوں والی"تائی جی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور احد کی کمر پر تھپکی دی۔۔احد تائی جی کے گلے لگ گیا۔ وہ دونوں جیسے بھی تھے اس کے بھائی تھے۔اس خاندان کا خون تھے۔اس خوشی کے موقع پر ان کی یاد آنا فطری بات تھی۔۔

----------/21\----------

دلہن بنی فجر کو بیوٹیشن میک اپ کا آخری ٹچ دے کر اب اسکا دوپٹا ٹھیک کر رہی تھی۔ فجر نے پیچ کلر کا خوبصورت لہنگا پہن رکھا تھا۔ اور اسی کی مناسبت سے جیولری۔۔۔ فجر اپنے آپ کو آئینے میں دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔ وہ اپنے آپ کو احد کی آنکھوں میں دیکھنے کے لیے بیتاب تھی۔ دلہن بن کر احد کے سامنے میں کھڑی ہو کر وہ جب احد کی آنکھوں میں خود کو دیکھے گی تب کتنا اچھا لگے گا۔ اس احساس کو سوچتے ہوئے فجر کی آنکھوں میں چمک سی آگئی تھی۔ فجر نے آئینے سے بھی نگاہیں چرا لی تھیں۔

نازیہ فجر کو تیار کروا رہی تھی جب فجر کے فون نے وائبریشن شروع کر دی۔۔۔

ہیلو امل کیا ہوا؟؟ اس وقت فون؟" فجر نے سرگوشی کرتے ہوئے امل کا فون اٹھایا اور امل کے اس بے وقت کے فون کال کے بارے میں استفسار کیا۔۔ فجر کے سوال کے جواب میں امل کی آواز سنائی دی جو بیوٹیشن سے لڑائی جھگڑے میں لگی ہوئی تھی۔

ارے اور کتنی دیر ہے یار جلدی کریں میری کمر تو ابھی سے ٹوٹ جائے گی بیٹھ بیٹھ کے۔۔۔ پھر پورا فنکشن بت بنا کر بیٹھا دیں گے۔۔۔ رحم کر لیں کچھ مجھ پر بھی۔۔۔"

بے صبری امل بھلا کب تک ایسے سٹیچو بن کے بیٹھ سکتی تھی آخر کار اکتا کے بول پڑی۔۔۔

بیوٹیشن امل کی باتیں سن سن کر تنگ آچکی تھی۔ امل کی امی کی اگر ہدایات نہ ملی ہوتی کے "امل کو نرمی سے تیار کرنا" تو بیوٹیشن اس کام سے کب کی بھاگ گئی ہوتی۔

ارے ارے تھوڑا صبر کر لیں چلیں کھڑی ہو جائیں تاکہ آپ کا دوپٹہ سہی سے پن آپ کر دوں۔۔۔ اور پلیز کم بولیں" ورنہ لائنز پر جائیں گی۔

۔۔۔"

امل نے بہت خوبصورت ریڈ کلر کا لہنگا پہنا رکھا تھا اور اب اس کے اوپر سنہری دوپٹا جس کی باونڈری پر بھی امبرو ئیڈری ہوئی تھی۔یہ جوڑا کافی جچ رہا تھا۔۔۔

ارے یار ادھر یہ میرے مول کو تو تھوڑا ڈارک کر دو"ہونٹوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امل نے بیوٹیشن کو مرر" میں دیکھتے ہوئے کیا... وہ اپنی ہی دھن میں بولتی چلی جا رہی تھی۔اور بیوٹیشن کی ہمت بھی جواب دینے لگی تھی۔۔اب کہیں جا کر امل کو خیال آیا کہ اس نے تو فون بھی ملا رکھا ہے۔

یار میں پک رہی ہوں یہاں پے پتا نہیں اور کتنی دیر لگے گی تم تیار ہو گی ہو؟؟؟"امل اور فجر میں اتنی دوستی تو ہو ہی گئی" تھی کہ اب آپ جناب سے بات تم تک پہنچ گئی تھی۔

جی جی جیٹھانی جی میں بس نکل رہی ہوں۔ہوٹل میں ملتے ہیں۔۔اوکے نا!!!اور فون کم استعمال کرو"فجر نے جان بوجھ" کر امل کو جیٹھانی کہا تھا۔کیوں کے احد صارم سے کچھ ماہ چھوٹا تھا۔۔اور امل اس ناتے سے رشتہ میں بڑی تھی۔۔۔فجر نے بمشکل اپنی ہنسی کو دبایا تھا۔۔۔کاش اس وقت وہ امل کے چہرے کے تاثرات کو دیکھ سکتی۔۔۔امل کو یہاں سے بھی کم بولنے کی تاقید کی گئی تھی۔۔۔ہائے بیچاری امل۔۔

فجر تم!!!۔۔۔۔"

اوراس موبائل کوادھر ہی چھوڑ کے آؤں گی فکر نا کرو"امل نے فون کو گھورتے ہوئے اسے بند کر دیا۔۔۔دونوں دلہنیں اب ہوٹل کے لیے نکل چکی تھیں۔۔۔۔

°• °• °• °• °• °•

"آپی ویسے آپکی شادی سے مجھ غریب کو فائدہ کوئی نہیں ملنا "

عامر جو اسی گاڑی میں تھا جس میں فجر ہوٹل جا رہی تھی۔وہ افسوس کے انداز میں بولا۔۔۔

بھلا وہ کیسے میرے شہزادے بھائی کے دماغ میں یہ بات کیسے آئی۔۔"فجر کو بھائی پر بہت پیار آ رہا تھا۔۔۔اکلوتا اور چھوٹا" بھائی بہنوں کا لاڈلا تو ہوتا ہی ہے۔

اب دیکھو نا۔۔۔نازو آپی شادی کر کے دور چلی گئی۔۔۔آپ یہیں سر پے سوار رہو گی۔۔۔"عامر نے اپنی اداسی دور" کرنے کے لیے یہ بات کی۔عامر کے اس انداز پر گاڑی میں بہت زوردار قہقہہ گونجا۔۔۔فجر غصہ میں مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔۔۔

عامر آج کے دن تو کوئی اچھی بات کر لیتے..."فجر کچھ افسردہ سی لگ رہی تھی۔۔۔وہ قریب ہو گی مگر گھر سے تو چلی" جائے گی۔اس موقع پر فجر کچھ زیادہ ہی جذباتی ہو رہی تھی۔

ارے اداس نہ ہو۔۔۔میں گانا گاؤں گا نا دیکھنا آج۔۔۔پھولوں کا تاروں کا۔۔۔۔۔۔شعلوں انگاروں کا۔۔۔"عامر کی" ٹرین پھر سے پٹری پر سے اتر گئی تھی۔۔۔بہن کو خوش کرتے کرتے اس نے پھر سے ایسی حرکت کی تھی جس نے فجر کو مزید غصہ دلا دیا۔

ہو ہی منحوس قسم سے ابھی میں تمہیں سیدھا کرتی اگر یہ سب ناپہنا ہوتا" فجر نے گھونسہ ہوا میں لہراتے ہوئے کہا۔۔۔" زیورات اور شادی کے جوڑے کی وجہ سے وہ کوئی بھی حرکت کھل کر نہیں کر سکتی تھی۔

قسم سے قربانی کی گائے لگ رہی ہو۔۔۔ہے نانازو آپی؟"۔۔۔نازیہ نے سر ہاں میں ہلایا تو فجر نے بہن کو غصہ سے" دیکھا۔۔۔

اسماعیل بھائی ہوٹل جانے کے بجائے گاڑی کو درخت میں مار دیں یہ مجھے تنگ کر رہے "نروس نس کا شکار فجر اب سچ مچ" اداس ہونے لگی تھی۔۔۔

----------/21\----------

چل امل اٹھ باہر گاڑی آچکی "امل کی دوست نے امل کے اوپر چادر ڈالتے ہوئے اس کے چہرے کو پوری طرح سے" ڈھانپ دیا تھا۔اب وہ امل کو اٹھاتے ہوئے گاڑی کی طرف لے جا رہی تھی۔۔

چادر کی وجہ سے امل کو اپنے آگے کچھ بھی دیکھائی نہیں دے رہی تھا۔وہ ان سب حرکتوں سے بیزار رہتی تھی۔دلہن نہ ہو گئی کوئی عجوبہ ہے جسے یوں چھپائے رکھا ہے۔

مروا دو مجھ بیچاری کو۔۔۔اس تنبو کو تو ہٹاؤ دلہن کے دانت ٹوٹ جائیں گے "امل نے چادر ہٹاتے ہوئے کہا۔۔۔"

اس سب سے باز رکھنے کے لیے ایمن نے امل کا ہاتھ جھٹک دیا۔

ایمن نے اپنی ہنسی کو بمشکل کنٹرول کرتے ہوئے امل کو گاڑی میں گھسایا۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

چپ کر جا بے شرم ابھی کچھ شرم کر دلہن ہے تو دلہن!!! بس جو دل میں آرہا پٹر پٹر بولی جا رہی چل اب کچھ دیر دلہا" بھائی کے بارے میں سوچ اور منہ بند کر لے ورنہ میں لیپسٹیک میں ایلفی ڈال کے لگا دوں گی۔۔"ایمن نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔۔۔وہ امل کو چپ کروانے والی واحد لڑکی تھی جو اسے روک سکتی تھی ایسی کسی حرکت کو کرنے سے۔

دلہا بھائی دیکھو پہلے!!! اسے سوچوں، فوجی ہے ایک نمبر کا ٹھرکی ہو گا۔۔ساتھ کام کرتی لڑکیاں ہو نہہ!!! پتہ نہیں" کتنی لڑکیاں ہوں گی ہائے مجھ معصوم کو کتنا مشکل ہو گا یہ سب کرنا۔۔۔میں تو چلاک بھی نہیں"امل نے چادر اتارنے کی کوشش اب بھی جاری رکھی ہوئی تھی۔۔ایسی بات کر کے وہ ایمن کی توجہ تقسیم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

اللہ اللہ میں جانتی ہوں تجھے دل میں لڈو پھوٹ رہے اور باتیں دیکھو میڈیم کی اور میری دادی مہربانی کر لے چادر ڈالے" ".رکھ اوپر

چادر ڈالے رکھ تم پہنو نا یہ اتنا سب پھر سمجھ لگے۔۔۔"امل نے ایمن کی چٹکی کاٹی۔۔۔وہ بھلا کیسے سکون سے" بیٹھتی۔۔۔امل چادر کے اندر لال پیلی ہو رہی تھی۔

آہ نا جانے وہ اچھے دن کب آئیں گئے چل اچھا کر لے تھوڑی سی پیچھے مجھے تو انٹی نے آرڈر دیا تھا بول دوں گی اپکی نافرمان" "...اولاد نہیں مانتی میری بات

آج کے دن بھی عزت کروا و میری۔۔۔حد ہے۔۔۔کوئی دن تو ایسا ہوتا امل تیری زندگی کا!!!"امل نے ہارمان کی" تھی۔"اور میرے دل میں کوئی لڈو نہیں پھوٹ رہے"وہ ایک دم سے کرنٹ کھا کر بول اٹھی۔۔۔

"بھلا کیوں نہیں پھوٹ رہے پتھر دل عورت"

وہ خود ہی لڈو سا ہے۔۔۔"امل سکون سی بولی۔۔۔"

"اچھا تو کھا لینا"

بے شرم "امل نے ایمن کو کوہنی ماری۔۔۔ایمن آج پہلی بار مار کھا رہی تھی۔۔کیونکہ آج اس کی دوست دلہن بنی بیٹھی" تھی۔۔۔

اسی لڑائی جھگڑے میں گاڑی ہوٹل کے باہر پہنچ چکی تھی۔۔۔دونوں گاڑیاں ایک ساتھ ہی پہنچی تھی۔۔۔

----------/21\----------

گاڑی سے اتر کر فجر اور امل ساتھ ساتھ چلتی ہوئی ہوٹل کے اندر جا رہی تھیں۔۔فجر کی نسبت امل کی رفتار بہت مدہم سی تھی۔جیسے وہ کچھ تلاش کر رہی ہو۔اسے کسی چیز کا انتظار ہو جیسے۔۔۔اپنے لہنگے کو سنبھالتے ہوئے نازک سی امل کی آنکھیں نہ جانے کیوں ڈبڈبا سی گئی تھی۔۔وہ اس ہجوم میں کسی کی منتظر تھی۔۔۔

امل اب تیری سپیڈ کو کیا ہو گیا ہے کیوں کچھوے کی رفتار میں آ گئی ہے تیز چل۔ڈر لگ رہا ہے میری پیاری سی چھپکلی" کو۔"ایمن نے امل کو تیز چلنے کو کہا۔۔۔اور اسے ستانے کی کوشش بھی کی۔مگر اس کا ایسا کرنا امل کے لیے کچھ بھی معنی نہیں رکھتا تھا۔وہ جس بات کو سوچ رہی تھی وہ اس بات سے بڑی بات تھی۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

میں تمھارا خواب ٹوٹنے نہیں دوں گا امل!!!"آواز بہت قریب سے سنائی دی تھی۔۔"

یہ صارم تھا جو امل کے دوپٹے سے میچ کرتے ہوئے رنگ کی شیروانی پہنے ہوئے امل کی جانب بڑھتا چلا آرہا تھا۔۔۔ صارم کی نظریں اپنے سامنے سے آتی ہوئی امل پر مرکوز تھی

ہونٹوں کو دانتوں سے کچلتے ہوئے امل کی ڈبڈباتی انکھیں فوراً سے چمکی تھی۔۔۔ڈبڈباتی آنکھوں سے امل نے نظریں" اٹھا کر صارم کی طرف دیکھا۔

بہت جلدی یاد آگی ہے نا آپکو میری"وہ اب بھی شکایت کر رہی تھی۔اس کی آنکھیں آنسوں سے بھری ہوئی" تھیں۔۔۔اسے لگا تھا صارم بھول گیا ہے۔یا پھر وہ امل کو اس قابل نہیں سمجھتا کے یہ بات مان لیتا۔۔

کیا کروں!!!اتنا ستانا تو بنتا ہے نا میرا ابھی۔۔۔"صارم نے اپنا ہاتھ امل کی جانب بڑھایا۔۔۔"

امل نے خاموشی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا اب دونوں چلتے ہوئے ہال کی جانب بڑھ گئے اس کے ساتھ ساتھ ایمن اور نا جانے کس کس کی ہوٹنگ کی اوازیں امل کے موڈ کو خوشگوار کر گئ۔۔۔

صارم اور امل قدم بڑھاتے ہوئے آگے بڑھے تب ہی اچانک کہیں سے احد نمودار ہو گیا۔وہ جو کہیں بھی سامنے موجود نہیں تھا اچانک سے کہیں سے آگیا تھا۔

ارے ارے آپ جناب کدھر چلی جارہی۔۔۔میری بیوی تو بہت جلدی میں ہے۔۔۔"رائل بلیو شیروانی پہنے ہوئے،" اور پاؤں میں کھسہ پہنے ہوئے احد نے فجر کی کلائی کو نرمی سے تھامتے ہوئے کہا۔۔۔کلائی پر احد کی گرفت کو محسوس کرتے فجر کے منہ سے بے اختیار

'ہائے اللہ'

نکل گیا تھا۔۔۔

اس آواز میں ایک صدا تھی ایک الگ سی سسکاری تھی جس میں التجاء تھی۔۔

احد ہٹو بے شرم کیا کر رہے ہو سب دیکھ رہے ہیں چھوڑو میرا ہاتھ مجھے شرم آ رہی۔۔۔ "فجر اگر پہلے والی فجر ہوتی تو" کلائی پکڑنا تو کیا بانہوں میں بانہیں ڈال کر ساتھ چل دیتی۔۔۔ لیکن فجر بدل گئی تھی۔اس کی زندگی مکمل طور پر بدل چکی تھی۔

افف فجر بس بھی کرو۔۔۔ "احد نے کلائی دبائی تو فجر کسمسا اٹھی۔۔۔اس دوران رش بڑھتا جا رہا تھا اور دونوں کو کچھ دیر" کے لیے دور ہونا پڑا۔۔۔۔۔۔۔رسم دنیا جو ٹھہری۔۔۔۔۔

احد صاحب کیوں کھینچ رہے ہیں فجر کو۔۔۔ "رش میں پھنس کر آگے بڑھنا مشکل ہو گیا تو وجدان نے آہستہ سے کان" میں کہا۔۔۔زرنش اور سندس بھابھی نے دونوں دلہنوں کو سٹیج کی جانب لے جانے کے لیے راستہ بنایا۔۔۔نازیہ باجی اور ایمن نے فجر کو اور امل کو بازوں سے تھام رکھا تھا۔۔۔ سٹیج پر موجود دونوں دلہا نے اپنی اپنی دلہنوں کو اوپر چڑھانے کے لیے ہاتھ آگے بڑھائے تو ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔۔صارم کے 'بیچ میٹس' نے سیٹیاں بجا بجا کر پورے ہال میں شور برپا کر دیا۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

نکاح کے وقت ہمیشہ ہنستی رہنے والی امل کی آنکھیں بھی نم ہونے لگی تھیں۔زندگی کو بلکل غیر سنجیدہ سے انداز میں بسر کرنے والی امل نے آنسو سے بھری ہوئی نگاہوں سے ماں کو دیکھا۔۔۔

لو بیٹا سائن کرو۔"امل"

کی جانب پیپرز بڑھا دیئے گئے تھے۔۔۔۔

امل کے کانپتے ہاتھ پیپرز کی طرف جا کے رک گئے۔۔۔۔

امل سائن کرو کیا ہو گیا ہے؟"اواز امل کی امی کی تھی۔۔۔بیٹی کی آنسوؤں سے بھری آنکھیں دیکھ کر ماں کا دل بھی" اداس ہو گیا تھا۔۔۔

پیپرز پر سائن کرتے ہوئے امل کے ہاتھ کانپے تھے اور آنکھوں میں آنسو سے آ گئے تھے...زندگی کے ایک دور کا اختتام ہو رہا تھا کاغذ پر یوں نام لکھ دینے سے۔

سائن ہو چکے تھے۔۔۔۔۔

پل بھر میں کیسے بدلتے ہیں رشتے۔۔۔۔اب تو ہر اپنا بیگانہ لگتا ہے۔۔۔۔۔یہ گانا جیسے امل کے کانوں میں گونج رہا تھا۔۔۔وہ سب کو اس طرح سے ہی توستایا کرتی تھی۔نہ بھائی نہ کوئی بہن اکیلی امل۔۔۔فجر اور احد کا نکاح تو پہلے ہی ہو چکا تھا۔۔فیملی پکچر لینے کے لیے سب ہی سٹیج پر موجود تھے۔۔۔۔

خواتین و حضرات سب یہیں اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے رہیں۔۔۔آپ سب سے چھوٹا سا کام ہے مجھے پلیز تعاون کیجیئے" گا۔"ایمن نے نکاح کے بعد سب کو بیٹھنے کا کہا اور جلدی سے اپنا ہینڈی کیم آن کر لیا۔۔۔اس سے منسلک مائیک عامر کے

ہاتھ میں تھا جو اس وقت کچھ کچھ خوفزدہ سا تایا جی چوہدری وارث کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔ان کی شخصیت کا رعب اب بھی ویسا ہی تھا۔اگرچیکہ وہ بہت بدل چکے تھے مگر پھر بھی ان کا چہرہ اور دیکھنے کا انداز سامنے والے کے اوسان خطا کر دیتا۔

انکل جی اس شادی کے بارے میں چند جملے اور کوئی اچھا سا پیغام۔جو شادی کے بعد بھی ان دونوں جوڑوں کے لیے مفید ہو۔۔"ایمن نے پہلا سوال کیا۔جو امل کے کہنے پر اس شادی کے یادگار لمحات کو ایسے ریکارڈ کر رہی تھی۔۔یہ انوکھا انداز امل کے ذہن کی ہی اختراع تھی۔

پتر جی میں کیا!!!کیسے میں تو۔۔۔"چوہدری وارث علی نے ہنستے ہوئے امداد طلب نگاہوں سے سب کی جانب دیکھا" باری باری۔۔۔مگر سب نے ایک ساتھ مسکراتے ہوئے کندھے اچکاتے ہوئے اشاروں میں بتا دیا کے وہ اس معاملے میں کوئی مدد نہیں کر سکتے۔۔یہ سب پہلی بار ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔اور شکر ادا کر رہے تھے کے یہ سب ان سے شروع نہیں ہوا۔۔

چند لمحے خاموش رہنے کے بعد چوہدری وارث علی نے بولنا شروع کیا۔۔۔

میں چوہدری وارث علی۔۔۔احد کا تایا جی!!!اس موقع پر اپنے بھتیجے کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اور یہ کہنا چاہوں گا" کے پتر جی۔۔۔کبھی اولاد میں بھید بھاؤ مت کرنا۔۔۔بیٹی ہو یا بیٹا ان کی تربیت اور تعلیم ایک جیسی کرنا۔۔۔اور خدا کا خوف ہمیشہ دل میں رکھیں پتر۔۔۔اور فجر بیٹی تیری زندگی کا حصہ ہے۔کبھی اکیلے کوئی فیصلہ نہ کریں۔۔۔تیری بیوی تیرے ہر غم اور خوشی کی ساتھی ہے۔۔۔صارم تو اچھا سا پتر ہے۔بس امل بیٹی بڑی غصے والی ہے۔۔۔دونوں ہی خوش رہو۔۔

For more visit (exponovels.com)

بس سوہنے رب سے ڈرتا رہیں پتر۔۔۔اپنے تایا جی جیسا نہ بننا کبھی۔۔۔"چوہدری وارث علی کی آواز ڈوب رہی تھی۔ان کے آنسوں چہرے کو تر کرتے ہوئے ان کی داڑھی میں جذب ہونے لگے تھے۔۔۔

وہ اشک ندامت تھے جن کے بہنے سے تو خدا بھی معاف کر دیتا ہے انسان کو۔بس شرط اتنی ہے کے سچے دل سے بہائے جائیں آنسو اس کی بارگاہ میں۔

تایا جی کے کندھے پر تائی جی نے ہاتھ رکھا تو زرنش نے آگے بڑھ کر انکا ہاتھ تھام لیا۔۔۔ماحول میں اچانک سے بہت اداسی پیدا ہو گئی تھی۔۔۔ایمن نے کیمرہ بھی بند کر دیا تھا۔۔۔کچھ دیر کے بعد ایمن کیمرہ تھامے ہوئے اور عامر مائیک لیے فرید صاحب اور بیگم سنبل کے سامنے موجود تھے۔۔

آنٹی اور انکل آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ویسے آپ دونوں تو انہیں کہتے ہی رہیں گے۔۔"ایمن بلکل ایسے رپورٹنگ کر رہی تھی جیسے یہ انٹرویو کسی ٹی وی چینل پر چلنا ہے۔۔۔ایمن نے شرارت بھرے انداز میں کہا۔۔

پہلے بیٹے کو بہت سی مبارک اور ہماری نیک تمنائیں۔۔۔بس ایک بات کہیں گے۔۔۔بیٹا اپنے والدین سے کبھی کچھ " چھپانا مت۔۔ماں باپ اولاد کی خوشی میں خوش ہوتے ہیں۔۔۔"فرید صاحب نے بات مکمل کی تو مائیک سنبل بیگم نے تھاما۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹی نہیں دی تھی۔اور میں فجر کو بیٹی بنا لائی۔۔۔اور مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک ساتھ دو بیٹیاں دے دی " ہیں۔صارم تو ہے ہی ہمارا بچہ۔۔۔تم دونوں سے یہی امید رکھوں گی جیسے تمہارے ابا ہمارے لیے ہمیشہ دیوار بنے رہے دنیا کے سامنے۔بلکل ایسے ہی تم دونوں نے فجر اور امل کے لیے سٹیپ لینے ہیں۔"خوشی کی لہر جیسے پھر سے لوٹ آئی تھی۔۔۔بیٹوں کو ایک ایسی بات سمجھانا جس کا اثر ان کی زندگیوں پر پڑے گا یہ بہت ضروری تھا۔۔

For more visit (exponovels.com)

"آپ کیا کہیں گے عفت آنٹی۔۔۔اور فاروق انکل۔۔۔"

بیٹیوں کو ان کے فیصلے کرنے میں مدد کرنی چاہیے۔۔۔نہ صرف بیٹی بلکہ بیٹا بھی آپ کی حوصلہ افزائی چاہتا ہے۔۔۔" جیتی رہو ہمیشہ خوش رہو۔۔۔"فاروق صاحب نے ہمیشہ کی طرح مختصر سا جواب دیا۔وہ کم گو تھے ہمیشہ سے۔

صارم بیٹا امل کو آپ نے خوش رکھنا ہے جیسے فجر کے لیے فکر مند ہوتے تھے بلکل ایسے ہیں۔۔۔فجر تم بھی احد کو اب" تھوڑی سی زیادہ عزت دینا۔دوستی کے علاوہ ایک احترام کا رشتہ بھی ہے تم دونوں میں۔"فجر ابرو چڑھا کر ماں کی طرف دیکھا اور مسکرا دی۔وہ اپنی ماں کو جانتی تھی۔جو داماد کو بیٹیوں سے بڑھ کر پیار دیتی تھیں۔

فاروق صاحب نے فجر کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا تو ماں نے بیٹی کو گلے سے لگا لیا۔۔۔فجر نے جو کچھ برداشت کیا تھا اس کے بعد یہ خوشیاں کسی نعمت سے کم نہیں تھیں۔۔۔

منصور انکل اور ہما آنٹی بس اب برداشت کریں جو ہم دے کر جا رہے آپکو۔اب آپ کوئی خاص بات کہیں۔۔"ایمن" ہنس رہی تھی مگر وہ اندر سے بہت اداس تھی۔۔۔امل جہاں شرارتی تھی وہیں اندر سے بہت درد دل رکھنے والی بھی تھی۔ اس کے جیسا دوست ملنا آسان کام نہیں تھا۔۔

ہماری یہ بیٹی ہمارے لیے بہت خاص ہے اور اللہ تعالیٰ اسکے نصیب بہت اچھے کرے اور صارم کو بھی کوئی سیدھے" راستے پر لا سکے۔۔۔!!!"ڈاکٹر منصور نے بات مکمل کی تو مائیک ڈاکٹر ہما نے لے لیا۔۔۔

فجر بیٹی زرا ادھر دیکھیں۔۔۔"ہما آنٹی نے فجر کو مخاطب کیا تو فجر جو اپنے ہاتھوں کی مہندی کو دیکھ رہی تھی فوراً سے آنٹی" کی جانب دیکھنے لگی۔

اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ برا نہیں کرتے نا؟؟؟"اس سوال کے جواب میں فجر نے نفی میں سر ہلایا۔۔ "

بس ہمارا تعلق ہی کمزور ہو جاتا ہے۔۔۔۔میں ان دونوں لڑکوں کو کہوں گی۔۔۔۔جو قرآن کہتا ہے۔۔۔۔عورت کے " معاملے میں ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔۔۔۔اور میں ان پیاری سی بیٹیوں کو بھی یہ کہوں گی۔۔۔۔شوہر آپکی ہی عزت کا باعث ہوتا۔۔۔شوہر کو غلام بنا کر کسی غلام کی بیوی مت بنیں بلکہ اسے بادشاہ بنا کر ایک ملکہ کی طرح رہیں۔۔۔"بات مکمل ہوتے ہی منصور صاحب نے کہا،

جی بیٹا بلکل جیسے یہ ڈاکٹر بن بیٹھیں اور میں کمپاوڈر بن کر رہ گیا۔۔۔۔"منصور صاحب کی بات پر قہقہ ایسا بلند ہوا کے سٹیج" پر موجود لوگوں کے ساتھ نیچے ہال میں موجود مہمانوں کی بھی ہنسی بے قابو ہو گئی۔۔۔

میں ہوں وجدان اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔۔جو مشکلات میں ثابت قدم رہتے ہیں اور شکوہ نہیں کرتے وہ پھل" ضرور پاتے ہیں۔۔۔۔۔اور میں ہوں ان کی بیوی زرنش اور میں یہ کہوں گی ہوتا وہی ہے جو لکھا جا چکا ہو۔۔۔کوئی کتنا بھی روڑے اٹکائے مگر منزل آپ سے دور نہیں کی جا سکتی۔۔۔جی بیٹا آپ نے بھی کچھ کہنا ہے؟؟؟"زرنش نے مائیک اپنے بیٹے ارقم کے سامنے کیا۔۔۔

ماما مون اوہ"ہاتھوں کو خالی دیکھاتے ہوئے ارقم اب بھی چاند نظر نہ آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔۔"

فجر تم جس قدر غصہ کرتی ہو اس پے قابو پالو،اور احد اسے شیادہ ڈھیل نہ دینا..."نازیہ آپی نے جھٹ سے کہا۔۔۔" "اور صارم تمہاری سب شرارتوں کے بعد امل جیسی پیاری لڑکی مل جانا معجزہ سے کم نہیں ہے۔۔۔ہمیشہ خوش رہو تم سب"

مجھ ناچیز کو اسماعیل کہتے ہیں۔ نازیہ بیگم میری زوجہ ہیں اور احد صاحب آپ اس زلف کے اسیر ہیں جس کا کچھ اسیر میں " بھی ہوں۔۔۔ تو ایسے میں ایک بات جان لیجے ہمارے دکھ درد ساتھ ہی گزرنے والے ہیں کبھی آپ مجھے حوصلہ دیجے گا کبھی میں آپ کو۔۔۔ اور صارم میاں میری شادی پے جو کچھ آپ نے کیا تھا اس کے بعد تو دل چاہتا تھا کے تمہیں خوب زدوکوب کروں۔۔۔ مگر یہ کام اب امل کرلے گی۔۔۔ بس ایک بات!!! زندگی کو بیلنس رکھنا۔۔۔ شدت پسندی یا "ایک جانب کا جھکاؤ اچھا نہیں ہوتا۔۔۔

ہیلو جی میں آج کا پہلا شہید ہوں۔۔۔ مطلب دلہا ہوں۔ نام احد ہے۔۔۔ اور میں یہ کہنا چاہوں گا۔۔۔ بڑے فیصلے " کبھی بھی اکیلے نہ کریں۔۔ اپنے والدین سے مشورہ لازمی کرلیں۔۔۔ ورنہ زندگی ایسی بند گلی میں چلی جائے گی جہاں سے نکل پانا بہت مشکل ہوتا یا یوں کہ لیں کے ناممکن ہو جاتا ہے۔۔۔ ایک شعر فجر کے لیے۔۔۔۔

وُسعتِ عِشق میں ' ' '

تنگ دِلی کا یہ عالم

اِک چاہنا،

فقط اُسی کو چاہنا،

پِھر کچھ نہ چاہنا"'۔ "احد کی بات مکمل ہوئی تو عامر نے مائک بہن کے سامنے کیا۔

یہ میں ہوں احد جی کی فجر!!!۔۔۔ "احد کے نام کو اپنے نام کے ساتھ جوڑتے ہوئے فجر کی آنکھوں میں چمک قابل " دید تھی۔

For more visit (exponovels.com)

ہمارا خان صاحیب بہت رونے دھونے کا بات کرتی ہے۔۔۔"فجر نے احد کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔جو چہرے کو " ہاتھوں میں چھپا کر ہنس رہا تھا۔ گزشتہ رات کی باتیں اور وہی انداز بات کرنے کا۔

میں بس یہ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔میری طرح کبھی بھی یکطرفہ طور پر کسی بھی بات کو یقینی مت سمجھ لیں۔میں نے احد" سے پیار تو کیا مگر بھروسہ نہ کر پائی۔۔۔دلوں کے رشتوں میں دماغ کا دخل جتنا کم ہو اتنا ہی اچھا ہوتا ہے۔۔۔ہم دنیا میں آگے بڑھنا چاہتے ہیں مگر جس نے دنیا بنائی اس کو بھول ہی جاتے۔۔۔۔

مجھے میرے تمام شکووں اور شکایات کے بعد بھی اگر سب کچھ مل گیا ہے تو اس لیے کے میں نے اس کے احکامات کو مان لیا۔۔۔اس نے مجھے نواز دیا۔۔۔وہ کہتے ہیں نا۔۔۔آل از ویل اف دا اینڈ از ویل۔۔۔اور اگر اختتام اچھا نہیں ہے تو یہ ابھی اختتام نہیں ہے۔۔۔۔

میں نے احد کو بہت ستایا ہے۔۔۔سوری خان صاحیب!!!"فجر نے کان پکڑ کر گردن کو ہلکا سا خم دے کر اتنے پیار سے کہا کے احد مسکرا اٹھا۔۔۔

جی میری پیاری سہیلی صاحبہ آپ کیا کہنا چاہیں گی ایمن نے مسکرا کے امل سے پوچھا۔۔۔

ایمن کی بچی ادھر میری طرف بھی کرو نا کیمرہ...ایمو؟؟پیاری لگ رہی ہوں نا؟؟.یہ میں ہوں امل۔مسز کیپٹن امل " .صارم"امل شرارتی نگاہوں سے صارم کو دیکھتے ہوئے پھر سے کیمرے کی طرف متوجہ ہوئی

میں بس یہی کہنا چاہوں گی کے اپنے فیصلے اللہ ﷻ پر چھوڑ دیں اپنی خوشی سی زندگی گزاریں مگر کسی کی خوشیاں چھین کر نہیں" "اور اللہ ﷻ کی دی ہوئی چیزوں کو دیکھیں اور اندازہ لگائیں کے اس کی پسند کے آگے اپکی پسند کیا تھی۔۔۔۔

اور جیجو آپ کیا کہنا چاہیں گے کیمرے کا رخ صارم کی طرف ہوا۔۔۔ جسے امل کی باتیں سن کر شدید حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔۔۔اس لڑکی کا اب تک جو رخ صارم نے دیکھا تھا وہ بلکل بچوں جیسا تھا۔ یہ انداز یہ چھپی ہوئی امل پہلی بار عیاں ہوئی تھی۔

ہیلو میں ہوں کیپٹن صارم منصور۔۔۔۔"

میں بس اتنا کہوں گا اپنے دوستوں کے لیے سب کر گزریں۔ جب بات دوستی نبھانے کی ہو تب اپنی جان و مال کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔۔۔ان کی خوشی ان کے لیے جان بھی حاضر۔۔۔اور جس سے پیار ہو جائے نا۔۔۔ پیچھے نہ ہٹیں کبھی۔۔۔ جیسے فجر نے کیا۔۔۔۔اتنی غلط فہمیوں کے باوجود بھی فجر نے احد کو بنا سنے چھوڑا نہیں۔۔۔اور امی نے میرے لیے جس کا انتخاب کیا، میں جانتا ہوں وہ میرے لیے بہترین ہے۔۔۔" صارم تو جیسے یہ سبکچھ سوچے بیٹھا تھا۔۔۔

سب کے چہروں پر خوشی تھی اس سب کے کچھ دیر بعد ہی دونوں دلہنیں رخصت ہو کر اپنے اپنے گھروں میں آچکی تھی۔۔۔۔

----------/21\----------

پیار تقسیم کرنے والوں کی زندگیاں کبھی بھی پیار سے خالی نہیں رہا کرتیں۔۔۔ غرور کرنے والے اگر جھکتے نہیں تو انہوں ٹوٹ جانا پڑتا ہے۔۔۔۔یہ قدرت کا قانون ہے۔۔۔۔ جہاں چوہدری وارث علی نے شکست تسلیم کر کے خود کو جھکا دیا۔۔۔اپنا سر سجدے میں رکھ دیا، خدا سے معافی مانگی۔۔۔۔

کوئی اور بھی تھا جس نے غرور اور ہٹ دھرمی سے اپنی زندگی کو جیتے جی جہنم بنالیا۔

ثانیہ نے جو آگ کبھی زرنش کی زندگی میں لگائی تھی۔ صرف وجدان کو حاصل کرنے کے لیے۔۔۔اس آگ نے ثانیہ کی زندگی کے سکون کو اور خوشیوں کو راکھ کر دیا تھا۔۔۔اس سب میں ایک نثار بھی تو تھا۔۔۔۔ جس نے وجدان کو زرنش

For more visit (exponovels.com)

سے اس لیے دور کرنے کی کوشش کی تاکہ وہ ثانیہ کو حاصل کر سکے۔۔۔ مگر کسی کے ارمانوں کا خون کر کے اپنی تمناؤں کے چمن میں گلاب نہیں کھل سکتے۔۔۔۔

ختم شد

For more visit (exponovels.com)